اداریہ

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اُمت محمدیہ

دنیا کے اندر کوئی ایسی شئے نہیں یا دنیا میں کوئی ایسا وجود نہیں جس کی پہچان کی علامات خدا تعالیٰ نے مقرر نہ کردی ہوں مثلاً نیکی وبدی۔شرافت وتہذیب،تاریکی وروشنی،نور وظلمت،حق وباطل، میٹھا وکڑوا،دن رات وغیرہ۔اسی طرح خدا تعالیٰ نے اپنے نبیوں کی صداقت کو پرکھنے کیلئے بھی اپنے نشانات اور ارشادات بین طور پر ظاہر فرما دیئے ہیں اور ان معیاروں پر غور کرکے انسان آسانی کے ساتھ حق وباطل میں فرق کرسکتا ہے۔قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اُمت محمدیہ ﷺ کے دو حصے بہت بڑی عظمت رکھتے ہیں اور وہ دو عظیم الشان گروہ ہیں۔ایک اولین کا اور ایک آخرین کا۔جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ○ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ○ (الواقعہ: ۵۶ آیت ۴۱-۴۲) یعنی ایک عظیم الشان جماعت اولین کی ہے اور ایک عظیم الشان جماعت آخرین کی ہے۔اس طرح سورۃ جمعہ میں آنحضرت ﷺ کی دو بعثتوں کا ذکر کرتے ہوئے ان الفاظ میں فرمایا:

هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ○ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

احادیث نبوی ﷺ میں ہمیں آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان مبارک نظر آتا ہے۔

انہ سیکون فی ھذہ الامۃ قوم لھم مثل اجر اولھم یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر والقاتلون اھل الفتن۔ (مشکوۃ کتاب الفتن)

کہ اس اُمت کے آخر میں ایسی قوم ہوگی جس کا اجر اور مرتبہ وہی ہوگا جو اُمت کے اوّل کا ہے ان کی علامت یہ ہے کہ وہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کریں گے اور اہل فتن کا مقابلہ کریں گے۔اس طرح آپ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ مُبَارَكَةٌ لَا يُدْرٰى اَوَّلُهَا خَيْرٌ اَوْاٰخِرُهَا۔ (جامع الصغیر صفحہ ۵۴ مصری کنز العمال صفحہ ۲۰۳ جلد ۷)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری اُمت ایک مبارک اُمت ہے۔یہ نہیں معلوم ہوسکے گا کہ اس کا اوّل زمانہ بہتر ہے یا آخری یعنی دونوں زمانے شان وشوکت والے ہوں گے۔

اپنی اُمت کی مثال بارش سے دیتے ہوئے فرمایا: میری اُمت کی مثال بارش کی سی ہے یہ اندازہ نہیں لگایا جاسکتا کہ پہلا حصہ افضل ہے یا آخر۔مشکوۃ باب ثواب ھذہ الامۃ) غرض ان احادیث سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُمت محمدیہ کی دو جماعتیں افضل ہیں ایک اولین کی اور ایک آخرین کی اور دونوں کی آپس میں اس قدر مشابہت ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں یہ فیصلہ نہیں ہوسکتا کہ دونوں میں سے افضل کونسی ہے۔

یہ دونوں جماعتیں یا گروہ آنحضرت ﷺ کی دو بعثتوں کے بعد ظہور پذیر ہوئیں جیسا کہ سورۃ جمعہ کی آیت میں اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے۔سورۃ جمعہ کی اس آیت میں وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ جس طرح اولین میں لوگوں کی گمراہی کے بعد خدا تعالیٰ نے رسول کو بھیجا اس طرح آخرین میں بھی خدا تعالیٰ لوگوں کی گمراہی اور تاریکی میں پڑنے کے بعد رسول بھیجے گا جو اُن کو پاک کرے گا اور اُن کو علم وحکمت سکھائے گا۔

ممکن ہے کہ کسی کے دل میں خیال گزرے کہ آخرین میں جس رسول کی بشارت دی گئی ہے اُس سے مراد بھی رسول اللہ ہی ہیں۔تو اس کا جواب خود آنحضرت ﷺ نے فرمادیا ہے۔چنانچہ صحیح بخاری سورۃ جمعہ کی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں ایک حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

ترجمہ: کہ ہم آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا خدا تعالیٰ ایک رسول مبعوث کرے گا آخرین میں سے) راوی کہتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ اس وقت میں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون ہیں جو آخرین میں رسول ہوکر آئیں گے تو آنحضورؐ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔جب تیسری بار اُس نے پوچھا تو آپ نے سلمان فارسی پر ہاتھ رکھا جو ہم میں اُس وقت موجود تھا تو فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی چلا گیا تو کوئی مرد خدا یا ایک مرد خدا جو اہل فارس کی نسل سے ہوگا وہاں سے بھی دین کو اُتار لائے گا۔ (بخاری کتاب التفسیر سورہ جمعہ)

بانی جماعت احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا کہ وہ وہی مسیح موعود ومہدی معہود ہوں جن کا انتظار اُمت تیرہ صدیوں سے کررہی ہے۔اور جس کے ذریعہ دوبارہ ایمان ثریا ستارہ سے اُتارا جانا مقصود تھا۔چنانچہ فرمایا:

''مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کرکے دین متین اسلام کی تجدید وتائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پُرآشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور اُن تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملے کررہے

(باقی صفحہ ۳۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

فہرست مضامین

ہفت روزہ بدر ''مسیح موعود علیہ السلام نمبر''

مضمون	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	شیخ مجاہد احمد شاستری	1
ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	(ادارہ)	2
23 مارچ کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اہمیت کا دن	(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ)	3
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حلیہ واخلاق وعادات	(حضرت مرزا بشیر احمد ایم اےؓ)	4
کتب حضرت مسیح موعودؑ کا عمومی تعارف	(ادارہ)	11
کرشن ثانی (نظم)	عبد السلام اسلام	12
سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پاکیزہ زندگی کے واقعات	(حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)	13
طلوع احمدیت (نظم)	حضرت محمد مظہر احمد صاحب	15
قصیدہ مع منظوم اردو ترجمہ	(ارشاد عرشی ملک)	16
صداقت سیدنا حضرت مسیح موعودؑ از روئے قرآن وحدیث	(منیر احمد خادم)	18
سیرت سیدنا حضرت مسیح موعودؑ مخالفین سے حسن سلوک کی روشنی میں	(سلطان احمد ظفر)	23
سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کا انقلاب انگیز لٹریچر	(عبد السمیع خان۔پاکستان)	28
سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ احیائے دین	(ایاز رشید عادل)	35
معاندین احمدیت پنڈت لیکھرام اور اس کا انجام	(خورشید احمد پربھاکر درویش قادیان)	37
فرحت اللہ دین صاحبہ کا ایک تبلیغی خط		40

صلاح، تقویٰ، نیک بختی، اخلاقی حالت کو درست کرنے اور حِلم اور رفق کو اختیار کرنے سے متعلق

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ ارشادات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

’’خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خُلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں‘‘۔

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 143)

❁❁❁

’’صلاح، تقویٰ، نیک بختی اور اخلاق حالت کو درست کرنا چاہئے۔ مجھے اپنی جماعت کا یہ بڑا غم ہے کہ ابھی تک یہ لوگ آپس میں ذرا سی بات سے چڑ جاتے ہیں۔ عام مجلسوں میں کسی کو احمق کہہ دینا بھی بڑی غلطی ہے۔ اگر اپنے کسی بھائی کی غلطی دیکھو تو اس کے لئے دعا کرو کہ خدا اسے بچا لیوے۔ یہ نہیں کہ منادی کرو۔ جب کسی کا بیٹا بدچلن ہو تو اس کو سردست کوئی ضائع نہیں کرتا بلکہ اندر ایک گوشہ میں سمجھاتا ہے‘‘۔ ایک طرف لے جا کر سمجھاتا ہے‘‘ کہ یہ برا کام ہے۔ اس سے باز آ جا۔ پس جیسے رفق، حلم اور ملائمت سے اپنی اولاد سے معاملہ کرتے ہو ویسے ہی آپس میں بھائیوں سے کرو۔ جس کے اخلاق اچھے نہیں ہیں مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے کیونکہ اس میں تکبر کی ایک جڑ ہے۔ اگر خدا راضی نہ ہو تو گویا یہ برباد ہو گیا۔ پس جب اس کی اپنی اخلاقی حالت کا یہ حال ہے تو اسے دوسروں کو کہنے کا کیا حق ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم۔ صفحہ 590۔ ایڈیشن 2003 مطبوعہ قادیان)

❁❁❁

’’میں یہ بھی کہتا ہوں کہ سختی نہ کرو اور نرمی سے پیش آؤ۔ جنگ کرنا اس سلسلہ کے خلاف ہے۔ نرمی سے کام لو اور اس سلسلہ کی سچائی کو اپنی پاک باطنی اور نیک چلنی سے ثابت کرو۔ یہ میری نصیحت ہے اس کو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں استقامت بخشے‘‘۔ آمین۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 185 ایڈیشن 2003 مطبوعہ قادیان)

❁❁❁

’’جس بات کا علم نہیں ہے خواہ نخواہ اس کی پیروی مت کرو کیونکہ کان، آنکھ، دل اور ہر ایک عضو سے پوچھا جاوے گا۔ بہت سی بدیاں صرف بدظنی سے ہی پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک بات کسی کے متعلق سنی اور جھٹ یقین کر لیا، یہ بہت بری بات ہے۔ جس بات کا قطعی علم اور یقین نہ ہو اس کو دل میں جگہ مت دو۔ یہ اصل بدظنی کو دُور کرنے کے لئے ہے‘‘۔ (الحکم جلد 10 نمبر 22 مورخہ 24 رجون 1906ء صفحہ 3)

❁❁❁

’’یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آ جاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آ کر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمے سے بےنصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے اور جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہو سکتا ہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ کُل نا کردنی افعال سے دور رہا کریں۔ وہ شاخ جو اپنے تنے اور درخت سے سچا تعلق نہیں رکھتی وہ بے پھل رہ جاتی ہے۔ سو دیکھو اگر تم لوگ ہمارے اصل مقصد کو نہ سمجھو گے اور شرائط پر کاربند نہ ہو گے تو ان وعدوں کے وارث تم کیسے بن سکتے ہو جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 104 ایڈیشن 2003 مطبوعہ قادیان)

❁❁❁

’’کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں۔ بہت سے ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو‘‘۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 11-12)

❁❁❁

’’قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے۔ اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔ اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصن حصین ہے‘‘۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342 مطبوعہ لندن)

❁❁❁

’’خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوٰی قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے۔ یعنی اُن کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہو جائے‘‘۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 210 مطبوعہ لندن)

❁❁❁

آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ’’طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے‘‘ سلسلہ بیعت کا آغاز فرمایا۔ اور یہ اعلان فرمایا کہ:

’’جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی پاکیزگی اور محبت مولا کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ مَیں اُن کا غمخوار ہوں گا اور اُن کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دُعا اور میری توجہ میں اُن کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان تیار ہوں گے‘‘۔

(سبز اشتہار۔ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 470)

❁❁❁

23 مارچ کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بڑی اہمیت کا دن ہے یہ دن اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

(حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)
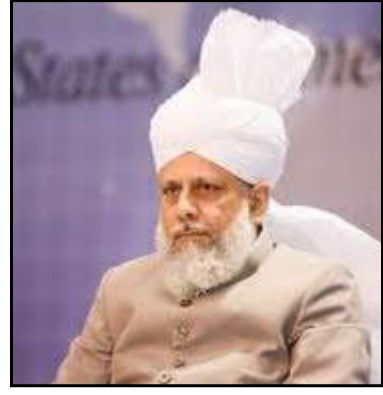
سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۳ مارچ ۲۰۰۷ کے خطبہ جمعہ میں عالم اسلام کو اس کے موعود مسیح ومہدی کے قبول کرنے کی پرزور الفاظ میں دعوت دی۔ حضور انور کا یہ مکمل خطبہ ۱۰ رمئی ۲۰۰۷ ہفت روزہ اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے بعض حصص قارئین بدر کیلئے پیش خدمت ہیں:۔ (مدیر)

حضور انور نے فرمایا:

’’آج 23 مارچ ہے ۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ آج کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ آج سے 118 سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے اِذن سے بیعت کا آغاز فرمایا تھا اور یوں جماعت کا قیام عمل میں آیا تھا۔ یہ دن اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔‘‘

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن جیسا کہ مَیں نے شروع میں بتایا تھا، آنحضرت ﷺ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا اور قرآن کریم کی حقانیت کو ثابت کرنا تھا۔ اس مقصد کیلئے آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن ہونے کے بعد ایک پاک جماعت کے قیام کا اعلان فرمایا اور بیعت لی۔ آپؑ کا آنحضرت ﷺ سے عشق انتہا کو پہنچا ہوا تھا اور آپؑ آنحضرت ﷺ کے مقام کی حقیقی پہچان رکھتے تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اگر کسی کو پہچان تھی تو وہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تھی۔‘‘

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن جیسا کہ مَیں نے شروع میں بتایا تھا، آنحضرت ﷺ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا اور قرآن کریم کی حقانیت کو ثابت کرنا تھا۔ اس مقصد کیلئے آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن ہونے کے بعد ایک پاک جماعت کے قیام کا اعلان فرمایا اور بیعت لی۔ آپؑ کا آنحضرت ﷺ سے عشق انتہا کو پہنچا ہوا تھا اور آپؑ آنحضرت ﷺ کے مقام کی حقیقی پہچان رکھتے تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اگر کسی کو پہچان تھی تو وہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تھی۔‘‘

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کے مقام کی پہچان کروانا اور دوسرے مذاہب کے حملوں سے بچانا تھا اور نہ صرف بچانا بلکہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلانا بھی تھا، اُس ہدایت سے دنیا کو روشناس کروانا بھی تھا جو آخری شرعی نبی کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے آپ پر اتاری تھی اور جس کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ آخری زمانے میں مسیح ومہدی نے آ کر یہ کام کرنا ہے کہ اسلام کو تمام ادیان پر اللہ تعالیٰ کی مدد سے غالب کرنا ہے۔ آپؑ نے یہ دعویٰ فرمایا کہ وہ مسیح ومہدی جو آنا تھا وہ مَیں ہوں اور اپنے دعوے کی سچائی میں آپؑ نے بیشمار پیشگوئیاں فرمائیں جو بڑی شان سے پوری ہوئیں۔ ان میں زلازل کی پیشگوئیاں بھی ہیں، طاعون کی پیشگوئی بھی ہے اور دوسری پیشگوئیاں ہیں۔ پس یہ تمام نشانیاں جو آپؑ کی تائید میں پوری ہوئیں، یہ زمینی اور آسمانی آفات کی پیشگوئیاں جو آپؑ کی تائید میں پوری ہوئیں، یہ آپؑ کی سچائی پر دلیل تھیں۔‘‘

’’پھر آنحضرت ﷺ کی یہ عظیم الشان پیشگوئی کہ ہمارے مہدی کی نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی چاند اور سورج کا خاص تاریخوں میں گرہن لگنا ہے جو پہلے کبھی کسی کی نشانی کے طور پر اس طرح نہیں ہوا کہ نشانی کا اظہار پہلے کیا گیا ہو اور دعویٰ بھی موجود ہو۔ ان سب باتوں کے ساتھ ایک شخص کا دعویٰ کہ آنے والا مسیح ومہدی میں ہوں اگر اپنی امان چاہتے ہو تو میری عافیت کے حصار میں داخل ہو جاؤ۔ یہ سب کچھ اتفاقات نہیں تھے۔ عقل رکھنے والوں کیلئے، سوچنے والوں کیلئے، یہ سوچنے کا مقام ہے ۔ احمدی خوش قسمت ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس موعود کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد ہم نے بھی اس پیغام کو جس کو لے کر آپؑ اٹھے تھے، دنیا میں پھیلانا ہے تا کہ خدا کی توحید دنیا میں قائم ہو اور آنحضرت ﷺ کا جھنڈا تمام دنیا میں لہرائے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے، یہ تو ہونا ہے۔ ہم نے تو اس کام میں ذرا سی کوشش کر کے ثواب کمانا ہے، ہمارا صرف نام لگنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو سعید فطرت لوگوں کو توحید پر قائم کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی امت میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے اس لئے اس نے اپنے مسیح ومہدی کو بھیجا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں ۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سوتم اِس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے‘‘۔

(الوصیۃ ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-306 مطبوعہ لندن)

پس یہ خدا تعالیٰ کا منشاء ہے کہ اب دنیا میں اپنے اس پاک نبی ﷺ کی حکومت قائم کرے۔ گو آجکل دنیا کے حالات دیکھتے ہوئے یہ بات بظاہر بڑی مشکل نظر آتی ہے لیکن اگر غور کریں تو وہ شخص جو قادیان (جو پنجاب کی ایک چھوٹی سی بستی ہے) میں اکیلا تھا۔ اس مسیح ومہدی کی زندگی میں ہی لاکھوں ماننے والے اس کو اللہ تعالیٰ نے دکھا دیئے۔ بلکہ یورپ وامریکہ تک آپ کے نام اور دعوے کی شہرت ہوئی اور آپ کو ماننے والے پیدا ہوئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر دن جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر چڑھتا ہے وہ ہمیں ترقی کی نئی راہیں دکھاتا ہوا چڑھتا ہے۔ آج 185 ممالک میں آپؑ کی جماعت کا قیام اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ آپؑ ہی وہ مسیح ومہدی ہیں جس نے اس زمانے میں تمام دنیا کو دین واحد پر جمع کرنا تھا۔ دنیا کے تمام براعظموں کے اکثر ملکوں میں اللہ تعالیٰ کے منشاء کی عملی صورت ہمیں بیعتوں کی شکل میں نظر آ رہی ہے۔ آج بھی اگر کوئی اسلام کا دفاع کر رہا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے فیضیاب ہو کر آپؑ کو ماننے والا ہی کر رہا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو آج ایک نئے سیٹلائٹ کے ذریعہ سے جو عرب دنیا کیلئے خاص ہے ایک نئے چینل M.T.A-3 اَلْعَرَبِیَّۃ جاری کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے جو 24 گھنٹے عربی پروگرام پیش کرے گا تا کہ عرب دنیا کی پیاسی روحیں، نیک فطرت اور سعید روحیں اُن خزائن سے فیضیاب ہو سکیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقسیم فرمائے تھے۔‘‘

’’لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: خدا چاہتا ہے کہ اب یہ پیغام پہنچے، اس لئے اب یہ خدا کے منشاء کے مطابق پہنچے گا اور کوئی اس کو روکنے والا نہیں۔ انشاء اللہ۔ دعا بھی کریں اللہ تعالیٰ ان مدد کرنے والوں کو بھی ہر شر سے محفوظ رکھے، جو اس پیغام کو پہنچانے میں مدد کر رہے ہیں اور انہیں اپنے معاہدوں پر قائم رہنے کی بھی توفیق دے۔ اور سعید روحوں کو اس روحانی مائدہ سے فیض پانے کی بھی توفیق دے۔ ہمیں اس بارے میں تو ذرا بھی شک نہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت انشاء اللہ تعالیٰ اس پیغام کو قبول کرے گی۔‘‘

’’اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جلد اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے دین واحد پر جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اپنی زندگیوں میں یہ نظارے دیکھیں۔‘‘ ❀❀❀

حضرت مسیح موعودؑ کا حلیہ اور اخلاق و عادات

حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مرزا بشیر احمد ایم اےؓ کی مایہ ناز تصنیف سلسلہ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۸۷ تا ۲۱۲ سے سیرت حضرت مسیح موعودؑ کا کچھ حصہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔
حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ سیرت پر اعتراض کرنے والے اکثر سلسلہ احمدیہ سے توڑ مروڑ کر سراسر تحریف سے کام لیتے ہوئے بعض حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ ہماری قارئین سے گزارش ہے کہ وہ خود بھی کتاب سلسلہ احمدیہ کا بغور مطالعہ کریں اور ایسے مخالفین کو بھی دیں کیونکہ سیرت پر ہونے والے اس قسم کے تمام اعتراضات کے جوابات اس میں موجود ہیں۔ (ادارہ)

آپ ایک اعلیٰ درجہ کے مردانہ حسن کے مالک تھے اور فی الجملہ آپ کی شکل ایسی وجیہہ اور دلکش تھی کہ دیکھنے والا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ آپ کا چہرہ کتابی تھا اور رنگ سفیدی مائل گندمی تھا اور خط و خال نہایت متناسب تھے۔ سر کے بال بہت ملائم اور سیدھے تھے مگر بالوں کے آخری حصہ میں کسی قدر خوبصورت خم پڑتا تھا۔ داڑھی گھنداراتھی مگر رخسار بالوں سے پاک تھے۔ قد درمیانہ تھا اور جسم خوب سڈول اور متناسب تھا اور ہاتھ پاؤں بھرے بھرے اور ہڈی فراخ اور مضبوط تھی۔

چلنے میں قدم بہت تیزی سے اٹھتا تھا مگر یہ تیزی ناگوار نہیں معلوم ہوتی تھی۔ زبان بہت صاف تھی مگر کسی کسی لفظ میں کبھی کبھی خفیف سی لکنت پائی جاتی تھی جو صرف ایک چوکس آدمی ہی محسوس کرسکتا تھا۔ پچھتر (۷۵) سال کی عمر میں وفات پائی مگر کمر میں خم نہیں آیا اور نہ ہی رفتار میں فرق پڑا۔ دور کی نظر ابتداء سے کمزور تھی مگر پڑھنے کی نظر آخر تک اچھی رہی اور یوم وصال تک تصنیف کے کام میں مصروف رہے۔ کہتے ہیں ابتداء میں جسم زیادہ ہلکا تھا مگر آخر عمر میں کسی قدر بھاری ہوگیا تھا جسے درمیانہ درجہ کا جسم کہا جاسکتا ہے۔

آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے یا یونہی بلا ضرورت ادھر ادھر نظر اٹھانے کی عادت بالکل نہیں تھی بلکہ اکثر اوقات آنکھیں نیم بند اور نیچے کی طرف جھکی رہتی تھیں۔ گفتگو کا انداز یہ تھا کہ ابتداء میں آہستہ آہستہ کلام شروع فرماتے تھے مگر پھر حسب حالات اور حسب تقاضائے وقت آواز بلند ہوتی جاتی تھی۔ چہرہ کی جلد نرم تھی اور جذبات کا اثر فوراً ظاہر ہونے لگتا تھا۔ لباس ہمیشہ پرانی ہندوستانی وضع کا پہنتے تھے یعنی عموماً بند گلے کا کوٹ یا جبّہ۔ دیسی کاٹ کا کرتہ یا قمیض اور معروف شرعی ساخت کا پاجامہ جو آخری عمر میں عموماً گرم ہوتا تھا۔ جوتا ہمیشہ دیسی پہنا کرتے تھے اور ہاتھ میں عصا رکھنے کی عادت تھی۔ سر پر اکثر سفید ململ کی پگڑی باندھتے تھے جس کے نیچے عموماً نرم قسم کی رومی ٹوپی ہوتی تھی۔ کھانے میں نہایت درجہ سادہ مزاج تھے اور کسی چیز سے شغف نہیں تھا بلکہ جو چیز بھی میسر آتی تھی بے تکلف تناول فرماتے تھے۔ اور عموماً سادہ غذا کو پسند فرماتے تھے۔ غذا بہت کم تھی اور جسم اس بات کا عادی تھا کہ ہر قسم کی مشقت برداشت کرسکے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے حلیہ کی ذیل میں اس بات کا ذکر بھی غیر متعلق نہیں ہوگا کہ آپ کو دو بیماریاں مستقل طور پر لاحق تھیں یعنی ایک تو دوران سر کی بیماری تھی جو سر درد کے ساتھ مل کر اکثر اوقات آپ کی تکلیف کا باعث رہتی تھی اور دوسرے آپ کو ذیابیطس کی بیماری لاحق تھی اور پیشاب کثرت سے اور بار بار آتا تھا۔ آپ نے ان بیماریوں کے لئے دعا فرمائی تو آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ یہ بیماریاں دور نہیں ہوں گی کیونکہ ان کا آپ کے ساتھ رہنا مقدر ہے اور آپ نے اس کی یہ تشریح فرمائی کہ مسیح موعود کے متعلق اسلامی نوشتوں میں جو یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ وہ دو زرد چادروں میں لپٹا ہوا نازل ہوگا اس سے انہی دو بیماریوں کی طرف اشارہ مقصود تھا کیونکہ خواب میں زرد چادر سے مراد بیماری ہوتی ہے۔ ان بیماریوں کے علاوہ آپ کو کبھی کبھی اسہال کی تکلیف بھی ہوجاتی تھی۔

جہاں تک ان اخلاق کا سوال ہے جو دین اور ایمان سے تعلق رکھتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ میں دو خلق خاص طور پر نمایاں نظر آتے تھے۔ **اوّل** اپنے خدا داد مشن پر کامل یقین۔ **دوسرے** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ بے نظیر عشق و محبت۔ یہ دو اوصاف آپ کے اندر اس کمال کو پہنچے ہوئے تھے کہ آپ کے ہر قول و فعل اور ہر حرکت و سکون میں ان کا ایک پُرزور جلوہ نظر آتا تھا۔ بسا اوقات اپنے خدا داد مشن اور الہامات کا ذکر کر کے فرماتے تھے کہ مجھے ان کے متعلق ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ دنیا کی کسی چیز کے متعلق زیادہ سے زیادہ یقین ہوسکتا ہے اور بعض اوقات اپنی پیشگوئیوں کا ذکر کر کے فرماتے تھے کہ چونکہ وہ خدا کے منہ سے نکلی ہوئی ہیں اس لئے وہ ضرور پوری ہوکر رہیں گی اور اگر وہ پوری نہ ہوں تو میں اس بات کے لئے تیار ہوں کہ مجھے مفتری قرار دے کر برسرِ عام پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا جائے تا کہ میرا وجود دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔ اپنے الہام کے قطعی ہونے کے متعلق اپنی ایک فارسی نظم میں فرماتے ہیں۔

آں یقینے کہ بُود عیسےٰ را
بر کلامے کہ شد برو القا
واں یقین کلیم بر تورات
واں یقیں ہائے سید السادات
کہ نیم زاں ہمہ بروے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۷-۴۷۸)

’’یعنی جو یقین کہ حضرت عیسیٰ کو اس کلام کے متعلق تھا جو ان پر نازل ہوا اور جو یقین کہ حضرت موسیٰ کو تورات کے متعلق تھا اور جو یقین کہ نبیوں کے سردار محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے اوپر نازل ہونے والے کلام کے متعلق تھا میں یقین کی رو سے ان میں سے کسی سے کم نہیں ہوں اور جو شخص جھوٹا دعویٰ کرتا ہے وہ لعنتی ہے۔‘‘

’’یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جاوے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کرسکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کرسکتا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔‘‘
(تجلیات الٰہیہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۱۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اپنی محبت و عشق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است
دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش
در ہر مکاں ندائے جمالِ محمدؐ است

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۹۳ ایڈیشن ۲۰۰۳)

’’یعنی میرے جان و دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن خداداد پر قربان ہیں اور میں آپ کے آل و عیال کے کوچہ کی خاک پر نثار ہوں۔ میں نے اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور ہوش کے کانوں سے سنا ہے کہ ہر کون و مکان میں محمد صلعم ہی کے جمال کی ندا آرہی ہے۔‘‘
پھر فرماتے ہیں:۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
جانم فدا شود برہ دین مصطفی
اینست کام دل اگر آید میسرم

(ازالہ اوہام حصہ اوّل روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۵)

"یعنی خدا سے اتر کر میں محمد صلعم کے عشق کی شراب سے متوالا ہو رہا ہوں اور اگر یہ بات کفر میں داخل ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔ میرے دل کا واحد مقصد یہ ہے کہ میری جان محمد صلعم کے دین کے رستے میں قربان ہو جائے۔ خدا کرے کہ مجھے یہ مقصد حاصل ہو جائے۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
(قادیان کے آریہ اور ہم، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۵۶)

آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ والہانہ محبت محض کاغذی یا نمائشی محبت نہیں تھی بلکہ آپ کے ہر قول و فعل اور ہر حرکت و سکون میں اس کی ایک زندہ اور زبردست جھلک نظر آتی تھی چنانچہ پنڈت لیکھرام کے حالات میں جس واقعہ کا ذکر اسی رسالہ میں اوپر گزر چکا ہے وہ اس محبت کی ایک عام اور دلچسپ مثال ہے کہ باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعودؑ نہایت درجہ وسیع القلب اور ملنسار تھے اور ہر دوست و دشمن کو انتہائی خوش اخلاقی کے ساتھ ملتے تھے جب پنڈت لیکھرام نے آپ کے آقا اور محبوب آنحضرت ﷺ کے متعلق سخت بدزبانی سے کام لیا اور آنحضرت ﷺ کی مخالفت کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا تو آپ نے پنڈت صاحب کا سلام تک قبول کرنا پسند نہ کیا اور دوسری طرف منہ پھیر کر خاموش ہو گئے اور جب کسی ساتھی نے دوبارہ توجہ دلائی تو غیرت اور غصہ کے الفاظ میں فرمایا کہ:۔

"ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے۔"

بظاہر یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے مگر اس سے عشق و محبت کے اتھاہ سمندر پر بے انتہا روشنی پڑتی ہے جو آنحضرت ﷺ کے متعلق آپ کے دل میں موجزن تھا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ روایت بھی چھپ کر شائع ہو چکی ہے کہ ایک دفعہ آپ علیحدگی میں ٹہلتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے درباری شاعر حسان بن ثابت کا یہ شعر تلاوت فرما رہے تھے اور ساتھ ساتھ آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے جا رہے تھے کہ:۔

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

"یعنی اے محمد صلعم تو میری آنکھ کی پتلی تھا پس تیری وفات سے میری آنکھ اندھی ہو گئی ہے سو اب تیرے بعد جس شخص پر چاہے موت آ جاوے مجھے اس کی پرواہ نہیں کیونکہ مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہو گئی۔"

راوی بیان کرتا ہے کہ جب آپ کے ایک مخلص رفیق نے آپ کو اس رقت کی حالت میں دیکھا تو گھبرا کر پوچھا کہ "حضرت! یہ کیا معاملہ ہے؟" آپ نے فرمایا۔ "کچھ نہیں میں اس وقت یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔"

مذہبی بزرگوں کا احترام:

مگر آنحضرت ﷺ کی محبت کے یہ معنی نہیں تھے کہ آپ دوسرے بزرگوں کی محبت سے خالی تھے بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی محبت نے آپ کے دل میں دوسرے پاک نفس بزرگوں کی محبت کو بھی ایک خاص جلا دے دی تھی اور آپ کسی بزرگ کی ہتک گوارا نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ اپنے اصحاب کی ایک مجلس میں یہ ذکر فرما رہے تھے کہ نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضروری ہے اور امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہئے۔ اس پر حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا کہ "حضور! کیا سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی؟" آپ نے فوراً فرمایا "نہیں نہیں ہم ایسا نہیں کہتے کیونکہ حنفی فرقہ کے کثیر التعداد بزرگ یہ عقیدہ رکھتے رہے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضروری نہیں اور ہم ہرگز یہ خیال نہیں کرتے کہ ان بزرگوں کی نماز نہیں ہوئی۔"

اسی طرح آپ کو غیر مسلم قوموں کے بزرگوں کی عزت کا بھی بہت خیال تھا اور ہر قوم کے تسلیم شدہ مذہبی بزرگوں کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھتے تھے بلکہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کے نام کو عزت کے ساتھ دنیا میں قائم کر دیتا ہے اور لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں میں اس کی بزرگی کا خیال بٹھا دیتا ہے اور اس کے سلسلہ کو استقلال اور دوام حاصل ہو جاتا ہے تو ایسا شخص جسے اس قدر قبولیت حاصل ہو جاوے جھوٹا نہیں ہو سکتا اور ہر انسان کا فرض ہے کہ بچوں کی طرح اس کی عزت کرے اور کسی رنگ میں اس کی ہتک کا مرتکب نہ ہو۔ اس معاملہ میں خود اپنے مسلک کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم
ہمچو خاکے او فتادہ بردرے
ہر رسولے کو طریق حق نمود
جان ما قرباں براں حق پرورے
(دیباچہ براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۳)

"یعنی میں ان تمام رسولوں کا خادم ہوں جو خدا کی طرف سے آتے رہے ہیں اور میرا نفس ان پاک روحوں کے دروازے پر خاک کی طرح پڑا ہے۔ ہر رسول جو خدا کا رستہ دکھانے کے لئے آیا ہے (خواہ وہ کسی زمانہ اور کسی ملک میں آیا ہو) میری جان اس خادم دین پر قربان ہے۔"

حضرت مسیح موعودؑ کا صبر و استقلال اور شجاعت:

روحانی مصلحوں کا رستہ پھولوں کی سیج میں سے نہیں گزرتا بلکہ انہیں فلک بوس پہاڑیوں اور بے آب و گیاہ بیابانوں اور مہیب سمندروں میں سے ہو کر اپنی منزل مقصود تک پہنچنا پڑتا ہے بلکہ جتنا کسی رسول کا مشن زیادہ اہم اور زیادہ وسیع ہوتا ہے اتنا ہی اس کے رستے میں ابتلاؤں اور امتحانوں کی بھی زیادہ کثرت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنی ان مشکلات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دعوت ہر ہرزہ گو کچھ خدمت آساں نہیں
ہر قدم پر کوہ ماراں ہر گزر میں دشت خار

مگر آپ کو وہ چیز حاصل تھی جس کے سامنے یہ ساری مشکلات ہیچ ہو جاتی ہیں۔ فرماتے ہیں:

عشق ہے جس سے ہوں طے یہ سارے جنگل پُر خطر
عشق ہے جو سر جھکا دے زیر تیغ آبدار

اور دل بھی آپ کو خدا نے وہ عطا کیا تھا جو دنیا کی کسی طاقت کے سامنے مرعوب ہونے والا نہیں تھا۔

فرماتے ہیں:۔

سخت جاں ہیں ہم کسی کے بغض کی پروا نہیں
دل قوی رکھتے ہیں ہم دردوں کی ہے ہم کو سہار
جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

یہ صرف ایک خالی دعویٰ نہیں تھا بلکہ جب سے کہ آپ نے خدا سے الہام پا کر مسیح موعودؑ ہونے کا اعلان کیا اس وقت سے لے کر اپنے یوم وصال تک آپ کی زندگی صبر اور استقلال اور شجاعت کا ایسا شاندار منظر پیش کرتی ہے جو سوائے خدا کے خاص الخاص بندوں کے کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتا۔ یہ تفصیلات میں جانے کا موقعہ نہیں صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ جب آپ نے اپنے دعویٰ کا اعلان کیا تو ہندوستان کی ہر قوم آپ کے مقابلہ کے لئے ایک جان ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور یوں نظر آتا تھا کہ ایک چھوٹی سی کشتی جسے ایک کمزور انسان اکیلا بیٹھا ہوا ایک ٹوٹے پھوٹے چپو کے ساتھ چلا رہا ہے چاروں طرف سے سمندر کی مہیب موجوں کے اندر گھری ہوئی ہے اور طوفان کا زور اسے یوں اٹھاتا اور گراتا ہے کہ جیسے کسی تیز آندھی کے سامنے ایک کاغذ کا پرزہ ادھر ادھر اڑتا پھرتا ہو مگر یہ شخص قطعاً ہراساں نہیں ہوتا بلکہ برابر چپو مارتا ہوا اور خدا کی حمد کے گیت گاتا ہوا آگے بڑھتا جاتا ہے اور سمندر کے لرزہ خیز طوفان کو ایک پر پشہ کے برابر بھی حیثیت نہیں دیتا۔ یہی وہ منظر تھا جس نے دشمنوں تک کے دل کو موہ لیا اور وہ بے اختیار ہو کر بول اٹھے کہ خواہ مرزا صاحب کے عقائد سے ہمیں کتنا ہی اختلاف ہو مگر اس میں شبہ نہیں کہ:۔

"اس نے مخالفتوں کی آگ میں سے ہو

کرا پنا رستہ صاف کیا اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔''

(غیر احمدی اخبار کرزن گزٹ دہلی)

اور پھر:۔

''مرزا صاحب اپنے آخری دم تک اپنے مقصود پر ڈٹے رہے اور ہزاروں مخالفتوں کے باوجود ذرا بھی لغزش نہیں کھائی۔''

(آریہ اخبار اندر لاہور)

اور پھر:۔

''مرزا صاحب کی اخلاقی جرأت جو انہوں نے اپنے دشمنوں کی طرف سے شدید مخالفت اور ایذا رسانی کے مقابلہ میں دکھائی یقیناً بہت قابل تحسین ہے۔''

(عیسائی رسالہ احمدیہ موومنٹ)

محنت اور انہماک:۔

اردو زبان میں ایک لفظ ''معمور الاوقات'' ہے جو ایسے شخص کے متعلق بولا جاتا ہے جس کا سارا وقت کسی نہ کسی مفید کام میں لگا ہوا ہو اور کوئی وقت بیکاری میں نہ گذرے۔ یہ لفظ حضرت مسیح موعودؑ پر اپنی پوری وسعت اور پوری شان کے ساتھ چسپاں ہوتا ہے۔ جس وقت سے کہ آپ نے خدا کے حکم کے ماتحت ماموریت کے میدان میں قدم رکھا اس وقت سے لے کر یوم وفات تک آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اس سپاہی کی طرح گزرا جسے کسی عظیم الشان قومی خطرے کے وقت میں کسی نہایت نازک مقام پر بطور نگران سنتری مقرر کیا گیا ہو اور اس کی چوکسی یا غفلت پر قوم و ملک کی زندگی اور موت کا انحصار ہو۔ یہ تشبیہہ قطعاً کسی مبالغہ کی حامل نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ یہ تشبیہہ اس حالت کا صحیح صحیح نقشہ کھینچنے سے قاصر ہے جو ہر دیکھنے والے کو حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں نظر آتی تھی۔

آپ کی زندگی گویا ایک مقابلہ کی دوڑ تھی جس کا ہر قدم اس احساس کے ماتحت اٹھایا جاتا ہے کہ اس قدم کے اچھا اُٹھ جانے پر اس مقابلہ کی ساری کامیابی یا ناکامی کا دارومدار ہے۔ بسا اوقات کام کے انہماک میں حضرت مسیح موعودؑ کھانا اور سونا تک بھول جاتے تھے اور ایسے موقعوں پر آپ کو کھانے کے متعلق بار بار یاد کرا کے احساس پیدا کرانا پڑتا تھا۔ کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ تصنیف کے کام میں آپ نے ساری ساری رات خرچ کر دی اور ایک منٹ کے لئے بھی آرام نہیں کیا۔ اس قسم کے واقعات شاذ کے طور پر نہیں تھے بلکہ کام کے زور کے ایام میں کثرت کے ساتھ پیش آتے رہتے تھے اور دیکھنے والے حیران ہوتے تھے کہ آپ کی خِلقت میں کس پاک مٹی کا خمیر ہے کہ فرائض منصبی کی ادائیگی میں اپنے نفس کے ہر آرام کو فراموش کر رکھا ہے۔

لیکن چونکہ آپ نے ہر جہت سے لوگوں کے لئے ایک پاک نمونہ بننا تھا اس لئے آپ کا یہ شغف اور یہ انہماک دوسروں کے حقوق کی ادائیگی میں دخل انداز نہیں ہوتا تھا اور آپ سب لوگوں کے حقوق کو ایک مذہبی فریضہ کے طور پر احسن صورت میں ادا فرماتے تھے بلکہ اپنے نفس کی قربانی میں بھی جب آپ یہ دیکھتے تھے کہ یہ قربانی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ بشری لوازمات کے ماتحت خود کام کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے تو آپ فوراً چوکس ہو کر اپنے نفس کے حقوق کی طرف بھی توجہ فرماتے تھے اور اس طرح آپ نے اپنی زندگی کے ہر فعل کو ایک مقدس عبادت کا رنگ دے لیا تھا۔ بہر حال آپ کی زندگی مصروفیت اور فرائض منصبی کی ادائیگی کے لحاظ سے ایک بے نظیر نمونہ پیش کرتی تھی اور آپ صحیح اور کامل معنوں میں معمور الاوقات تھے اور آپ کے متعلق خدا کا یہ الہام کہ:۔ **انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ**

(تذکرہ صفحہ 318 مطبوعہ 2004) یعنی تو وہ برگزیدہ مسیح ہے جس کا کوئی وقت بھی ضائع جانے والا نہیں آپ کی زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ افروز تھا۔

عبادت الٰہی

جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی ایک مجسم عبادت تھی کیونکہ آپ کا ہر قول و فعل خواہ وہ بظاہر اپنے نفس کے حقوق کی ادائیگی کے لئے تھا یا اپنے اہل و عیال اور رشتہ داروں اور دوستوں اور مہمانوں اور ہمسایوں کے آرام کی خاطر تھا یا کسی اور غرض سے تھا اس میں آپ کی نیت صرف رضائے الٰہی کی جستجو تھی اور آپ اپنے آقا اور مخدوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس پاک ارشاد کا عملی نمونہ تھے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ ہر اچھا کام جو انسان رضائے الٰہی کے خیال سے کرتا ہے وہ عبادت میں داخل ہے حتّٰی کہ اگر کوئی انسان اپنی بیوی کے منہ میں اس نیت کے ساتھ ایک لقمہ ڈالتا ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ بیوی کے آرام کا خیال رکھو تو اس کا یہ فعل بھی ایک عبادت ہے۔ اس معنی میں اور اس تشریح کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی ساری زندگی یقیناً مجسم عبادت تھی مگر عبادت کے معروف مفہوم کے لحاظ سے بھی آپ کا پایہ نہایت بلند تھا۔ جوانی کی زندگی جو نفسانی لذات کے زور کا زمانہ ہوتی ہے وہ آپ نے ایسے رنگ میں گزاری کہ دیکھنے والوں میں آپ کا نام ''مسیتڑ'' مشہور ہو گیا تھا جو پنجابی زبان میں ایسے شخص کو کہتے ہیں جو اپنا بیشتر وقت مسجد میں بیٹھ کر عبادت الٰہی میں گزار دے۔ قرآن شریف کے مطالعہ میں آپ کو اس قدر شغف تھا کہ گویا وہ آپ کی زندگی کا واحد سہارا ہے جس کے بغیر جینا ممکن نہیں اور قرآن شریف کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک جگہ خدا کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

پنجگانہ نماز تو خیر فرض ہی ہے جس کے بغیر کوئی شخص جو اسلام کا دعویٰ رکھتا ہو مسلمان نہیں رہ سکتا۔ نفل نماز کے موقعوں کی بھی حضرت مسیح موعودؑ کو اس طرح تلاش رہتی تھی جیسے ایک پیاسا انسان پانی کی تلاش کرتا ہے۔ تہجد کی نماز جو نصف شب کے بعد اٹھ کر ادا کی جاتی ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا دستور تھا کہ باقاعدہ شروع وقت میں اٹھ کر ادا فرماتے تھے اور اگر کبھی زیادہ بیماری کی حالت میں بستر سے اٹھنے کی طاقت نہیں ہوتی تھی تو پھر بھی وقت پر جاگ کر بستر میں ہی اس مقدس عبادت کو بجالاتے تھے۔

جوانی کے عالم میں ایک دفعہ مسلسل آٹھ نو ماہ تک روزے رکھے اور آہستہ آہستہ خوراک کو اس قدر کم کر دیا کہ دن رات میں چند تولہ سے زیادہ نہیں کھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خدا کے فضل سے اپنے نفس پر اس قدر قدرت حاصل ہے کہ اگر کبھی فاقہ کرنا پڑے تو قبل اس کے کہ مجھے ذرا بھی اضطراب پیدا ہو ایک موٹا تازہ شخص اپنی جان کھو بیٹھے۔ بڑھاپے میں بھی جبکہ صحت کی خرابی اور عمر کے طبعی تقاضے اور کام کے بھاری بوجھ نے گویا جسمانی طاقتوں کو توڑ کر رکھ دیا تھا روزے کے ساتھ خاص محبت تھی اور بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سحری کھا کر روزہ رکھتے تھے اور دن کے دوران میں ضعف سے مغلوب ہو کر جبکہ قریباً غشی کی سی حالت ہونے لگتی تھی خدائی حکم کے ماتحت روزہ چھوڑ دیتے۔ مگر جب دوسرا دن آتا تو پھر شوقِ عبادت میں روزہ رکھ لیتے۔

زکوٰۃ آپ پر کبھی فرض نہیں ہوئی یعنی آپ کے پاس کبھی اس قدر روپیہ جمع نہیں ہوا کہ آپ پر زکوٰۃ فرض ہوتی بلکہ آپ نے اپنے محبوب آقا اور مخدوم نبی کی طرح جو بھی ملا اسے خدا کی راہ میں اور دین کی ضروریات میں بے دریغ خرچ کر دیا اور دنیا کے اموال سے اپنے ہاتھوں کو خالی رکھا اور مقدس بانی اسلام کی طرح اس اصول کو حرز جان بنایا کہ **الفقر فخری** یعنی فقر کی زندگی گزارنا میرے لئے فخر کا موجب ہے۔ حج بھی آپ باوجود خواہش کے کبھی ادا نہیں کر سکے کیونکہ اسلام نے حج کے لئے جو شرطیں مقرر کی ہیں وہ آپ کو میسر نہیں تھیں یعنی اوّل تو آپ کے پاس کبھی بھی حج کے مصارف کے لئے کافی روپیہ جمع نہیں ہوا دوسرے ان خطرناک فتووں کے پیش نظر جو اسلامی دنیا میں آپ کے خلاف لگ چکے تھے آپ کے لئے حج کا رستہ یقیناً پر امن نہیں تھا مگر خدا نے آپ کی اس خواہش کو بھی خالی جانے نہیں دیا چنانچہ آپ کی وفات کے بعد حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کی خواہش کو اس طرح پورا فرما دیا کہ اپنے خرچ پر ایک شخص کو مکہ مکرمہ میں بھجوا کر آپ کی طرف سے حج کروا دیا۔ غرض آپ ہر جہت سے عبادت الٰہی میں ایک بہترین نمونہ تھے۔

تقویٰ اللہ اور اطاعت رسول:

حضرت مسیح موعودؑ کے تقویٰ و طہارت اور

جذبہ اطاعت رسول کے متعلق کچھ لکھنا میرے منصب اور میری طاقت سے باہر ہے۔ صرف اس قدر اصولی اشارہ کافی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تقویٰ کی باریک در باریک راہوں پر نگاہ رہتی تھی اور ہر قدم اٹھاتے ہوئے آپ کی نظر اس جستجو میں گھومتی تھی کہ اس معاملہ میں خدا اور اس کے رسول کا کیا ارشاد ہے۔ زندگی کی چھوٹی چھوٹی باتیں جس میں ایک عام انسان کو یہ خیال تک نہیں جاتا کہ اس معاملہ میں بھی کوئی شریعت کا حکم ہوگا ان میں بھی آپ کو ہر قدم پر قرآن وحدیث کا حکم مستحضر رہتا تھا اور آپ اس حکم کو رسم وعادت یا چٹی کے طور پر نہیں بلکہ ایک مقدس فرض کے طور پر رحمت کے احساس کے ساتھ بجالاتے تھے۔ میں بڑی باتوں کو دانستہ ترک کرتے ہوئے ایک نہایت معمولی واقعہ بیان کرتا ہوں جس سے اہل ذوق آپ کے اطاعت رسول کے جذبہ کا کسی قدر اندازہ کر سکتے ہیں۔ گورداسپور میں جبکہ مولوی کرم دین جہلمی کی طرف سے آپ کے خلاف ایک فوجداری مقدمہ دائر تھا ایک گرمیوں کی رات میں جبکہ سخت گرمی تھی اور آپ اسی روز قادیان سے گورداسپور پہنچے تھے آپ کے لئے مکان کی کھلی چھت پر پلنگ بچھایا گیا۔ اتفاق سے اس مکان کی چھت پر صرف معمولی منڈیر تھی اور کوئی پردہ کی دیوار نہیں تھی۔ جب حضرت مسیح موعودؑ بستر پر جانے لگے تو یہ دیکھ کر کہ چھت پر کوئی پردہ کی دیوار نہیں ہے ناراضگی کے لہجہ میں خدام سے فرمایا کہ ’’میرا بستر اس جگہ کیوں بچھایا گیا ہے کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔‘‘ اور چونکہ اس مکان میں کوئی اور مناسب صحن نہیں تھا آپ نے باوجود شدت گرمی کے کمرہ کے اندر سونا پسند کیا مگر اس کھلی چھت پر نہیں سوئے۔ آپ کا یہ فعل اس خوف کی وجہ سے نہیں تھا کہ ایسی چھت پر سونا خطرہ کا باعث ہوتا ہے بلکہ اس خیال سے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔

ایک اور موقعہ پر جب کہ آپ اپنے کمرہ میں بیٹھے تھے اور اس وقت دو تین باہر سے آئے ہوئے احمدی بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے کسی شخص نے دروازہ پر دستک دی اس پر حاضر الوقت احباب میں سے ایک شخص نے اٹھ کر دروازہ کھولنا چاہا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دیکھا تو گھبرا کر اٹھے اور فرمایا ’’ٹھہریں ٹھہریں۔ میں خود کھولوں گا۔ آپ دونوں مہمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہئے۔‘‘ غرض حضرت مسیح موعودؑ کو نہایت چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی قال اللہ اور قال الرسول کا انتہائی پاس ہوتا تھا اور زندگی کے ہر قدم پر خواہ وہ بظاہر کیسا ہی معمولی ہو آپ کی نظر لازماً سیدھی خدا اور اس کے رسول کی طرف اٹھتی تھی۔ اس ضمن میں آپ نے جو تعلیم اپنے متبعین کو دی ہے وہ بھی آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے فرماتے ہیں:۔

’’جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے کسی حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہو گا۔ سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کے لئے پکڑے نہ جاؤ‘‘

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ ۲۵-۲۶) اور مخصوص طور پر تقویٰ اللہ کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو! ہے حاصلِ اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مَے اور جام تقویٰ
مسلمانو! بناؤ تام تقویٰ
کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ
یہ دولت تو نے مجھ کو اے خدا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(الحکم مورخہ 10 دسمبر 1901 صفحہ 3 کالم 1)

راست گفتاری:

راست گفتاری کی صفت تقویٰ وطہارت ہی کا ایک حصہ ہے لیکن چونکہ اس پر ایک روحانی مصلح کے دعویٰ کی بنیاد ہوتی ہے اس لئے اس کے متعلق ایک علیحدہ نوٹ نامناسب نہ ہوگا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی راست گفتاری نہایت نمایاں اور مسلم تھی۔ ظاہر ہے کہ عام حالات میں ہر شخص ہی سچ بولتا ہے اور بلاوجہ کوئی شخص راستی کے طریق کو ترک نہیں کرتا پس اس معاملہ میں انسان کا اصل امتحان عام حالات میں نہیں ہوتا بلکہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ ایسے حالات میں بھی صداقت پر قائم رہے جبکہ ایسا کرنے میں اس کی ذات یا اس کے عزیز و اقارب یا اس کے دوستوں اور تعلق داروں یا اس کی قوم و ملک کو کوئی نقصان پہنچتا ہو۔ ان حالات میں راست گفتاری حقیقۃً ایک بڑی قربانی کا درجہ رکھتی ہے اور وہی شخص اسے اختیار کرسکتا ہے جو سچائی کے مقابلہ پر ہر دنیوی نفع اور ہر دنیوی رشتہ کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو۔ اور سچائی کے اختیار کرنے میں بظاہر جتنا زیادہ خطرہ درپیش ہوا تنا ہی اس کے مقابلہ پر اس قربانی کا درجہ زیادہ بلند ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے لئے چونکہ ایک روحانی مصلح بننا مقدر تھا اس لئے آپ کی زندگی میں ایسے متعدد موقعے پیش آئے کہ جب راستی کو اختیار کرنا آپ کے لئے بظاہر بہت بڑے نقصان یا خطرے کا باعث تھا مگر آپ نے ہر ایسے موقعہ پر اپنے نفع اور فائدہ کو ایک پرپشہ کے برابر بھی حیثیت نہیں دی اور ایک مضبوط چٹان کی طرح صداقت اور راستی پر قائم رہے اور ہر قسم کے نقصان اور خطرے کو برداشت کیا مگر سچ کا دامن نہیں چھوڑا۔

مثلاً ایک دفعہ ایک فوجداری مقدمہ میں جو محکمہ ڈاکخانہ کی طرف سے آپ کے خلاف دائر کیا گیا تھا اور جرم ثابت ہونے کی صورت میں اس میں ایک بھاری جرمانہ یا قید کی سزا تھی اور مقدمہ کے حالات ایسے تھے کہ سوائے اس کے کہ آپ خود اپنی زبان سے اعتراف کریں دوسرے فریق کے ہاتھ میں کوئی قطعی ثبوت نہیں تھا آپ نے بڑی دلیری کے ساتھ اپنے فعل کا اعتراف کیا مگر ساتھ ہی یہ معذرت پیش کی کہ مجھے اس قانون کا علم نہیں تھا اور میں نے نیک نیتی کے ساتھ درست سمجھتے ہوئے یہ کام کیا ہے۔ اس پر مجسٹریٹ کے دل پر آپ کی صداقت کا ایسا گہرا اثر ہوا کہ اس نے آپ کو بلا تامل بری کر دیا اور یہ بریت اس الہام کے مطابق ہوئی جو اس بارے میں پہلے سے آپ کو ہو چکا تھا۔

اسی طرح ایک دفعہ ایک دیوانی مقدمہ میں جو آپ کی زوجہ اوّل کے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد صاحب نے ایک شخص کے خلاف دائر کر رکھا تھا اور اس مقدمہ کے ناکام رہنے میں خاندان کے ہاتھ سے ایک معقول جائداد نکل جاتی تھی فریق مخالف نے جو باوجود مخالف ہونے کے آپ کی راست گفتاری پر کامل اعتماد رکھتا تھا آپ کو بطور گواہ کے لکھا دیا اور گو اصل امر میں حق آپ کے ساتھ تھا مگر چونکہ بعض ضمنی اور اصطلاحی امور میں آپ کی شہادت دوسرے فریق کے حق میں جاتی تھی اور آپ نے اپنے وکیل سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ خواہ کچھ ہو میں خلاف واقعہ بات ہرگز نہیں کہوں گا اس لئے بھاری نقصان برداشت کر کے اپنے جائز حق کو ترک کر دیا گیا اور سچ کا دامن نہیں چھوڑا گیا۔ یہ دو واقعات صرف بطور نمونہ کے لکھے گئے ہیں ورنہ آپ کی زندگی اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہے اور آپ کے متعلق خدا کا یہ الہام ایک ٹھوس صداقت پر مبنی ہے کہ:۔

قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 86)

’’یعنی تو اپنے مخالفوں سے کہہ دے کہ اگر میں نے خدا پر افترا باندھا ہے تو میں مجرم ہوں اور اپنے جرم کی پاداش سے بچ نہیں سکتا مگر تم اتنا تو سوچو کہ میں اپنے دعویٰ سے پہلے تمہارے درمیان ایک لمبا زمانہ گزار چکا ہوں اور تم

تبدیلی منیجر اخبار بدر قادیان

قارئین بدر کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ مکرم حفیظ احمد الہ دین صاحب نائب ناظم وقفِ جدید مال بھارت کو سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ہفت روزہ بدر میں بطور منیجر مقرر فرمایا ہے۔ دفتری خط وکتابت اور دیگر معاملات برائے اخبار بدر کیلئے موصوف سے رابطہ کریں۔ (موبائل) 094640-66686

فون دفتر: 01872-220876, 224757

ادارہ

میرے حالات اور میری عادات سے اچھی طرح واقف ہوتو کیا پھر بھی تم میری صداقت کے متعلق شک کرتے ہو اور عقل و خرد سے کام نہیں لیتے؟

اس الہام میں گویا آپ کے منہ میں یہ دلیل ڈالی گئی تھی کہ اگر میں نے دنیا کی باتوں میں کبھی جھوٹ کا رستہ اختیار نہیں کیا اور ہر حال میں صداقت اور راستی کے دامن کو مضبوط پکڑے رکھا ہے اور کبھی کسی انسان تک پر افتراء نہیں باندھا تو اے لوگو کیا تمہارے دل اس بات پر تسلی پاتے ہیں کہ اب بڑھاپے کی عمر کو پہنچ کر میں خدائے قدوس پر افترا باندھنے لگ گیا ہوں اور ساری عمر نیکی اور راستی کی زندگی گزار کر اب آخری وقت میں اچانک ایک جھوٹا اور مفتری انسان بن گیا ہوں؟ یقیناً یہ نتیجہ بالکل غیر طبعی اور عقل و خرد کے سراسر خلاف ہے کہ ایک شخص اپنی ساری جوانی تقویٰ و طہارت اور صداقت و راستی میں گزار کر آخری عمر میں قدم رکھتے ہی اچانک مفتری علی اللہ بن جائے۔

تکلّفات سے پاک زندگی:

حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق و عادات کا ایک اور نمایاں پہلو یہ تھا کہ آپ کی زندگی کلیۃً تکلّفات سے پاک تھی۔ یعنی نہ صرف جیسا کہ اس باب کے شروع میں بتایا گیا ہے آپ خوراک اور لباس وغیرہ کے معاملہ میں بالکل سادہ مزاج تھے بلکہ زندگی کے ہر شعبہ اور اخلاق کے ہر پہلو میں آپ کا طریق ہر جہت سے سادہ اور ہر قسم کے تکلّفات سے بالا تھا اور یوں نظر آتا تھا کہ آپ کے اعلیٰ اخلاق تمام مصنوعی آرائشوں سے آزاد ہو کر اپنے قدرتی زیور میں جلوہ افروز ہیں۔ کھانے میں، پینے میں، سونے میں، جاگنے میں، کام میں، آرام میں، تکلیف میں، آسائش میں، سفر میں، حضر میں، عزیزوں میں، بیگانوں میں، گھر کے اندر گھر کے باہر غرض زندگی کے ہر پہلو میں آپ کے اخلاق و عادات اپنے فطری بہاؤ پر چلتے تھے اور ان میں تکلف کی کوئی دور کی جھلک بھی نظر نہیں آتی تھی۔ خاکسار راقم الحروف نے بہت ہی کم ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کی زندگی کے کسی نہ کسی پہلو میں کسی نہ کسی جہت سے تکلف کا دخل نہ آجاتا ہو بلکہ حق یہ ہے کہ میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو تکلف سے کلی طور پر پاک ہو مگر حضرت مسیح موعود کی زندگی تکلّفات سے اس طرح بالا اور ارفع رہی جس طرح ایک بلند پرواز طیارہ زمین کو چھوڑ کر اوپر نکل جاتا ہے۔ میں تکلفات کو ہر صورت میں برا نہیں کہتا یقیناً ایک ایسا انسان جو اخلاق کے کمال تک نہ پہنچا ہو اسے اپنے اخلاق کے درست اظہار کے لئے کسی نہ کسی جہت سے تکلف کی ضرورت لاحق ہوتی ہے اور قدرتی حسن کی کمی کو مصنوعی تزئین سے پورا کرنا پڑتا ہے پس اگر عام حالات میں تکلف ایک بری چیز ہے تو بعض خاص حالات میں وہ ایک مفید پہلو بھی رکھتا ہے مگر حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق کو یہ قدرتی حسن حاصل تھا کہ وہ اپنی اکمل صورت کی وجہ سے تکلفات کی آرائش سے بالکل بالا تھے۔

خوراک لباس وغیرہ کا ذکر اوپر گزر چکا ہے کہ ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادات نہایت درجہ سادہ تھیں جو کھانا بھی سامنے رکھ دیا جاتا آپ اسے بے تکلفی سے تناول فرماتے اور کبھی کسی کھانے پر اعتراض نہیں کیا اور نہ کبھی کھانے پینے کے شوقین لوگوں کی طرح کسی خاص کھانے کی خواہش کی۔ یہ نہیں کہ ملامتی فرقہ کے لوگوں کی طرح آپ کو اچھے کھانے سے پرہیز تھا اور ضرور ادنیٰ کھانا ہی کھاتے تھے بلکہ جو کھانا بھی میسر آتا آپ اسے خوشی کے ساتھ کھاتے اور عموماً سادہ غذا کو پسند فرماتے تھے۔ اسی طرح جو لباس بھی گھر میں تیار کروا دیا جاتا یا باہر سے تحفۃً آجاتا آپ اسے خوشی کے ساتھ استعمال فرماتے تھے مگر سادہ لباس پسند تھا اور کسی قسم کے فیشن وغیرہ کا خیال تک نہ آتا تھا۔ لباس کے معاملہ میں مجھے اس وقت ایک واقعہ یاد آگیا ہے جو حاضرین کی دلچسپی کے لئے اس جگہ درج کرتا ہوں۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے خسر یعنی خاکسار مولف رسالہ ہذا کے نانا حضرت میر ناصر نواب صاحب نے اپنے ایک غریب رشتہ دار کو جسے کوٹ کی ضرورت تھی اپنا ایک استعمال شدہ کوٹ بھجوایا۔ میر صاحب کے اس عزیز نے اس بات کو بہت برا منایا کہ مستعمل کوٹ بھیجا گیا ہے اور ناراضگی میں کوٹ واپس کر دیا۔ جب خادم اس کوٹ کو واپس لا رہا تھا تو اتفاق سے اس پر حضرت مسیح موعودؑ کی نظر پڑ گئی۔ آپ نے اس سے حال دریافت فرمایا اور جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ کوٹ میر صاحب کو واپس جا رہا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ نے اس خادم سے یہ کوٹ لے لیا اور فرمایا کہ واپس کرنے سے میر صاحب کی دلشکنی ہوگی تم مجھے دے جاؤ۔ میں خود یہ کوٹ پہن لوں گا اور میر صاحب سے کہہ دینا کہ کوٹ ہم نے اپنے لئے رکھ لیا ہے۔ یہ ایک بہت معمولی سا گھریلو واقعہ ہے مگر اس سے حضرت مسیح موعودؑ کے اعلیٰ اخلاق اور بے تکلفانہ زندگی پر کتنی روشنی پڑتی ہے!

ہندوستان کے پیروں اور سجادہ نشینوں میں یہ ایک عام مرض ہے کہ کوئی مرید پیر کے برابر ہو کر نہیں بیٹھ سکتا یعنی ہر مجلس میں پیر کے لئے ایک مخصوص مسند مقرر ہوتی ہے اور مریدوں کو اس سے ہٹ کر نچلی جگہ بیٹھنا پڑتا ہے بلکہ پیروں پر ہی حصر نہیں دنیا کے ہر طبقہ میں مجلسوں میں خاص مراتب ملحوظ رکھے جاتے ہیں اور کوئی شخص انہیں توڑ نہیں سکتا۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں قطعاً کوئی امتیاز نہیں ہوتا تھا بلکہ آپ کی مجلس میں ہر طبقہ کے لوگ آپ کے ساتھ مل کر اس طرح ملے جلے بیٹھتے تھے کہ جیسے ایک خاندان کے افراد گھر میں مل کر بیٹھتے ہیں۔ اور بسا اوقات اس بے تکلفانہ انداز کا یہ نتیجہ ہوتا تھا کہ حضرت مسیح موعود بظاہر ادنیٰ جگہ پر بیٹھ جاتے تھے اور دوسرے لوگوں کو اچھی جگہ مل جاتی تھی مثلاً بیسیوں مرتبہ ایسا ہو جاتا تھا کہ چارپائی کے سرہانی کی طرف کوئی دوسرا شخص بیٹھا ہے اور پائنتی کی طرف حضرت مسیح موعودؑ ہیں یا ننگی چارپائی پر آپ ہیں اور بستر والی چارپائی پر آپ کا کوئی مرید بیٹھا ہے یا اونچی جگہ میں کوئی مرید ہے اور نیچی جگہ میں آپ ہیں۔ مجلس کی اس صورت کی وجہ سے بسا اوقات ایک نو وارد کو دھوکا لگ جاتا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کون ہیں اور کہاں بیٹھے ہیں۔ مگر یہ ایک کمال ہے جو غالباً صرف انبیاء کی جماعتوں میں ہی پایا جاتا ہے کہ اس بے تکلفی کے نتیجہ میں کسی قسم کی بے ادبی نہیں پیدا ہوتی تھی بلکہ ہر شخص کا دل محبت اور ادب و احترام کے انتہائی جذبات سے معمور رہتا تھا۔

خادموں تک سے پوری بے تکلفی کا برتاؤ تھا۔ مثلاً ناظرین یہ سن کر حیران ہوں گے کہ اوائل زمانہ میں کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ سفر کے خیال سے گھر سے نکلے اور ایک خادم اور ایک گھوڑا ساتھ تھا۔ آپ نے اصرار کے ساتھ خادم کو گھوڑے پر سوار کرا دیا اور خود پیدل چلتے رہے یا خادم کے ساتھ باری مقرر کر لی کہ چند میل تک تم سوار ہو اور پھر چند میل تک میں سوار ہوں گا۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ سفر میں بالعموم خادم کو اچھا کھانا دیتے تھے اور خود معمولی کھانے پر اکتفا کرتے تھے۔ ایک شخص نے جسے شروع کے زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ خادم اور مصاحب کے طور پر سفر کرنے کا اتفاق ہوا تھا مجھ سے ذکر کیا کہ عموماً حضرت مسیح موعودؑ مجھے ایک وقت کے کھانے کے لئے چار آنے کے پیسے دیتے تھے اور خود ایک آنہ کے کھانے پر گزارہ کرتے تھے۔ یہ غالباً اس لئے تھا کہ آپ یہ خیال فرماتے ہوں گے کہ یہ شخص اس قدر سادہ غذا پر گزارہ نہیں کر سکتا جس پر کہ خود آپ کر سکتے ہیں۔

گھر کے کام کاج میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کی طبیعت نہایت درجہ سادہ اور تکلفات سے آزاد تھی۔ ضرورت کے موقعہ پر نہایت معمولی معمولی کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے اور کسی کام میں عار نہیں محسوس کرتے تھے مثلاً چارپائی یا بکس وغیرہ اٹھا کر ادھر ادھر رکھ دینا یا بستر بچھانا یا لپیٹنا یا کسی مہمان کے لئے کھانے یا ناشتہ کے برتن لگا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا وغیرہ وغیرہ۔ خاکسار کو یاد ہے کہ وبائی امراض کے ایام میں بسا اوقات حضرت مسیح موعودؑ خود بھنگن کے سر پر کھڑے ہو کر نالیوں کی صفائی کرواتے تھے اور بعض اوقات نالیوں میں خود اپنے ہاتھ سے پانی بہا کر فینائل وغیرہ ڈالتے تھے۔ غرض حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی ہر جہت سے بالکل سادہ اور تکلفات کی آلائش سے بالکل پاک تھی۔

بیوی بچوں سے سلوک:

قرآن شریف نے بار بار اور تاکید کے ساتھ مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ شفقت و احسان کا سلوک کریں اور آنحضرت ﷺ حدیث میں فرماتے ہیں کہ خیرکم خیرکم لاھلہ

یعنی اے مسلمانو! تم میں سے خدا کی نظر میں بہترین اخلاق والا شخص وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ سلوک کرنے میں سب سے بہتر ہے۔ اس معیار کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ یقیناً ایک خیر الناس وجود تھے اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ آپ کا سلوک نہایت درجہ پاکیزہ اور حسن و احسان کی خوبیوں سے معمور تھا۔ یہ مضمون اس نوعیت کا ہے کہ اس پر قلم اٹھاتے ہوئے مجھے کسی قدر حجاب محسوس ہوتا ہے مگر میں اپنے ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک بہترین خاوند اور بہترین باپ تھے اور گھر کے اس بہشتی ماحول اور اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کی وجہ سے جماعت احمدیہ کی مستورات اپنے خانگی تنازعات میں حضرت مسیح موعودؑ کو اپنا ایک زبردست سہارا اور اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے ایک نہایت مضبوط ستون خیال کرتی تھیں کیونکہ انہیں یہ یقین تھا کہ ہماری ہر شکایت نہ صرف انصاف بلکہ رحمت و احسان کے جذبات کے ساتھ سنی جائے گی۔ مجھے وہ لطیفہ نہیں بھولتا جبکہ ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کے عہد حکومت میں ایک دفعہ ایک معزز احمدی نے کسی خانگی بات میں ناراض ہو کر اپنی بیوی کو سخت سست کہا۔ بیوی بھی حساس تھیں وہ خفا ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں آ گئیں اور ہماری والدہ صاحبہ کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ تک اپنی شکایت پہنچائی۔ دوسری طرف وہ صاحب بھی غصہ میں جماعت احمدیہ کے ایک نہایت معزز فرد حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے پاس آئے اور ان کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ تک اپنے حالات پہنچانے چاہے حضرت مولوی صاحب مرحوم کی طبیعت نہایت ذہین اور بامذاق تھی۔ ان دوست کی بات سن کر کہنے لگے۔ میاں تم جانتے نہیں کہ آجکل ملکہ کا راج ہے پس میرا مشورہ ہے کہ چپکے سے اپنی بیوی کو منا کر گھر واپس لے جاؤ اور جھگڑے کو لمبا نہ کرو۔'' چنانچہ ان صاحب نے ایسا ہی کیا اور گھر کی ایک وقتی ناراضگی پھر امن اور خوشی کی صورت میں بدل گئی۔ لطیفہ اس بات میں یہ تھا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے جو یہ کہا کہ آجکل ملکہ کا راج ہے اس سے ان کی یہ مراد تھی کہ جہاں آجکل حکومت انگریزی کی باگ ڈور ایک ملکہ کے ہاتھ میں ہے وہاں جماعت احمدیہ کی روحانی بادشاہت میں بھی جہاں تک اس قسم کے خانگی امور کا تعلق ہے حضرت مسیح موعودؑ اپنے گھر والوں کی بات کو زیادہ وزن دیتے ہیں اور عورتوں کی ہمدردی اور ان کے حقوق کا آپ کو خاص خیال رہتا ہے۔

دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کے احسان اور شفقت کا یہ نتیجہ نہیں تھا کہ ہماری والدہ صاحبہ کے دل میں حضرت مسیح موعودؑ کے ادب و احترام یا آپ کی قدر و منزلت میں کوئی کمی آ جاتی بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے لئے ان کا رویہ نہایت درجہ مخلصانہ اور نہایت درجہ مؤدبانہ تھا۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے علم پا کر اپنے لئے ایک نکاح ثانی کی پیشگوئی فرمائی جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے تو گو یہ پیشگوئی بعض شرائط کے ساتھ مشروط تھی مگر پھر بھی چونکہ اس وقت اس کا ظاہر پہلو یہی سمجھا جاتا تھا کہ یہ ایک نکاح کی پیشگوئی ہے اور لڑکی کے والدین اور عزیز و اقارب حضرت مسیح موعودؑ کے سخت خلاف تھے تو ایسے حالات میں حضرت والدہ صاحبہ نے کئی دفعہ خدا کے حضور رو رو کر دعائیں کیں کہ ''خدایا تو اپنے مسیح کی سچائی کو ثابت کر اور اس رشتہ کے لئے خود اپنی طرف سے سامان مہیا کر دے۔'' اور جب حضرت مسیح موعودؑ نے ان سے دریافت کیا کہ ''اس رشتہ کے ہو جانے سے تو تم پر سوکن آتی ہے پھر تم ایسی دعا کس طرح کرتی ہو؟'' تو حضرت والدہ صاحبہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ''کچھ بھی ہو میری خوشی اسی میں ہے کہ آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہو جائے۔'' اس چھوٹے سے گھریلو واقعہ سے اس بات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بے نظیر حسن سلوک اور عدیم المثال شفقت نے آپ کے اہل خانہ پر کس قدر غیر معمولی اثر پیدا کیا تھا۔ الغرض آپ کا اپنے اہل و عیال کے ساتھ ایسا اعلیٰ سلوک تھا کہ جس کی نظیر تلاش کرنا بے سود ہے۔

دوستوں کے ساتھ سلوک:

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا دل عطا کیا تھا جو محبت اور وفاداری کے جذبات سے معمور تھا۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے کسی محبت کی عمارت کو کھڑا کر کے پھر اس کے گرانے میں کبھی پہل نہیں کی۔ ایک صاحب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ کے بچپن کے دوست اور ہم مجلس تھے مگر آپ کے دعویٰ مسیحیت پر آ کر انہیں ٹھوکر لگ گئی اور انہوں نے نہ صرف دوستی کے رشتہ کو توڑ دیا بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے اشد ترین مخالفوں میں سے ہو گئے اور آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ لگانے میں سب سے پہل کی۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں آخر وقت تک ان کی دوستی کی یاد زندہ رہی اور گو آپ نے خدا کی خاطر ان سے قطع تعلق کر لیا اور ان کی فتنہ انگیزیوں کے ازالہ کے لئے ان کے اعتراضوں کے جواب میں زوردار مضامین بھی لکھے مگر ان کی دوستی کے زمانہ کو آپ کبھی نہیں بھولے اور ان کے ساتھ قطع تعلق ہو جانے کو ہمیشہ تلخی کے ساتھ یاد رکھا چنانچہ اپنے آخری زمانہ کے اشعار میں مولوی محمد حسین صاحب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

قَطَعْتَ وَدَادًا قَدْ غَرَسْنَاهُ فِي الصَّبَا
وَلَيْسَ فُؤَادِيْ فِي الْوَدَادِ يُقَصِّرُ

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 335) ''یعنی تو نے تو اس محبت کے درخت کو کاٹ دیا جو ہم دونوں نے مل کر بچپن میں لگایا تھا۔ مگر میرا دل محبت کے معاملہ میں کوتاہی کرنے والا نہیں ہے۔''

جب کوئی دوست کچھ عرصہ کی جدائی کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کو ملتا تو اسے دیکھ کر آپ کا چہرہ یوں شگفتہ ہو جاتا تھا جیسے کہ ایک بند کلی اچانک پھول کی صورت میں کھل جاوے اور دوستوں کے رخصت ہونے پر آپ کے دل کو از حد صدمہ پہنچتا تھا۔ ایک دفعہ جب آپ نے اپنے بڑے فرزند اور ہمارے بڑے بھائی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (موجودہ امام جماعت احمدیہ) کے قرآن شریف ختم کرنے پر آمین لکھی اور اس تقریب پر بعض بیرونی دوستوں کو بھی بلا کر اپنی خوشی میں شریک فرمایا تو اس وقت آپ نے اس آمین میں اپنے دوستوں کے آنے کا بھی ذکر کیا اور پھر ان کے واپس جانے کا خیال کر کے اپنے غم کا بھی اظہار فرمایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

مہماں جو کر کے الفت آئے بصد محبت
دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت
دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین اردو محمود کی آمین روحانی خزائن (جلد 12 صفحہ 323)

اوائل میں آپ کا قاعدہ تھا کہ آپ اپنے دوستوں اور مہمانوں کے ساتھ مل کر مکان کے مردانہ حصہ میں کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور یہ مجلس اس بے تکلفی کی ہوتی تھی اور ہر قسم کے موضوع پر ایسے غیر رسمی رنگ میں گفتگو کا سلسلہ رہتا تھا کہ گویا ظاہری کھانے کے ساتھ علمی اور روحانی کھانے کا بھی دسترخوان بچھ جاتا تھا۔ ان موقعوں پر آپ ہر مہمان کا خود ذاتی طور پر خیال رکھتے اور اس بات کی نگرانی فرماتے کہ ہر شخص کے سامنے دسترخوان کی ہر چیز پہنچ جاوے۔ عموماً ہر مہمان کے متعلق خود دریافت فرماتے تھے کہ اسے کسی خاص چیز مثلاً دودھ یا چائے یا پان وغیرہ کی عادت تو نہیں اور پھر حتّی الوسع ہر اک کے لئے اس کی عادت کے مطابق چیز مہیا فرماتے۔ جب کوئی خاص دوست قادیان سے واپس جانے لگتا تو آپ عموماً اس کی مشایعت کے لئے ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو میل تک اس کے ساتھ جاتے اور بڑی محبت اور عزت کے ساتھ رخصت کر کے واپس آتے تھے۔

آپ کو یہ بھی خواہش رہتی تھی کہ جو دوست قادیان میں آئیں وہ حتّی الوسع آپ کے پاس آپ کے مکان کے ایک حصہ میں ہی قیام کریں اور فرمایا کرتے تھے کہ زندگی کا اعتبار نہیں جتنا عرصہ پاس رہنے کا موقعہ مل سکے غنیمت سمجھنا چاہئے۔ اس طرح آپ کے مکان کا ہر حصہ گویا ایک مستقل مہمان خانہ بن گیا تھا اور کمرہ کمرہ مہمانوں میں بٹا رہتا تھا مگر جگہ کی تنگی کے باوجود آپ اس طرح دوستوں کے ساتھ مل کر رہنے میں انتہائی راحت پاتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ معززین جو آجکل بڑے بڑے وسیع مکانوں اور کوٹھیوں

میں رہ کر بھی تنگی محسوس کرتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ایک ایک کمرہ میں سمٹے ہوئے رہتے تھے اور اسی میں خوشی پاتے تھے۔

قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ کے والد صاحب کے زمانہ کا ایک پھلدار باغ ہے جس میں مختلف قسم کے ثمردار درخت ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کا طریق تھا کہ جب پھل کا موسم آتا تو اپنے دوستوں اور مہمانوں کو ساتھ لے کر اس باغ میں تشریف لے جاتے اور موسم کا پھل تڑوا کر سب دوستوں کے ساتھ مل کر نہایت بے تکلفی سے نوش فرماتے۔ اس وقت یوں نظر آتا تھا کہ گویا ایک مشفق باپ کے اردگرد اس کی معصوم اولاد گھیرا ڈالے بیٹھی ہے۔ مگر ان مجلسوں میں کبھی کوئی لغو بات نہیں ہوتی تھی بلکہ ہمیشہ نہایت پاکیزہ اور اکثر اوقات دینی گفتگو ہوا کرتی تھی اور بے تکلفی اور محبت کے ماحول میں علم و معرفت کا چشمہ جاری رہتا تھا۔ حضرت مسیح موعود کے تعلقات دوستی کے تعلق میں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ آپ کی دوستی کی بنیاد اس اصول پر تھی کہ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ یعنی دوستی اور دشمنی دونوں خدا کے لئے ہونی چاہئیں نہ کہ اپنے نفس کے لئے یا دنیا کے لئے۔ اسی لئے آپ کی دوستی میں امیر و غریب کا کوئی امتیاز نہیں تھا اور آپ کی محبت کے وسیع دریا سے بڑے اور چھوٹے ایک سا حصہ پاتے تھے۔

دشمنوں کے ساتھ سلوک:

قرآن شریف فرماتا ہے لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی یعنی اے مسلمانو چاہئے کہ کسی قوم یا فرقہ کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان کے معاملہ میں عدل و انصاف کا طریق ترک کردو۔ بلکہ تمہیں ہر حال میں ہر فریق اور ہر شخص کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرنا چاہئے۔ قرآن شریف کی یہ زرّیں تعلیم حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کا نمایاں اصول تھی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں کسی شخص کی ذات سے عداوت نہیں ہے۔ بلکہ صرف جھوٹے اور گندے خیالات سے دشمنی ہے اس اصل کے ماتحت جہاں تک ذاتی امور کا تعلق ہے آپ کا اپنے دشمنوں کے ساتھ نہایت درجہ مشفقانہ سلوک تھا اور اشد ترین دشمن کا درد بھی آپ کو بے چین کر دیتا تھا۔ چنانچہ جیسا کہ آپ کے سوانح کے حالات میں گزر چکا ہے جب آپ کے بعض چچا زاد بھائیوں نے جو آپ کے خونی دشمن تھے آپ کے مکان کے سامنے دیوار کھینچ کر آپ کو اور آپ کے مہمانوں کو سخت تکلیف میں مبتلاء کر دیا اور پھر بالآخر مقدمہ میں خدا نے آپ کو فتح عطا کی اور ان لوگوں کو خود اپنے ہاتھ سے دیوار گرانی پڑی تو اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے وکیل نے آپ سے اجازت لینے کے بغیر ان لوگوں کے خلاف خرچہ کی ڈگری جاری کروادی۔ اس پر یہ لوگ بہت گھبرائے اور حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں ایک عاجزی کا خط بھجوا کر رحم کی التجا کی۔ آپ نے نہ صرف ڈگری کے اجراء کو فوراً رکوا دیا بلکہ اپنے ان خونی دشمنوں سے معذرت بھی کی کہ میری لاعلمی میں یہ کارروائی ہوئی ہے جس کا مجھے افسوس ہے اور اپنے وکیل کو ملامت فرمائی کہ ہم سے پوچھے بغیر خرچہ کی ڈگری کا اجرا کیوں کروایا گیا ہے۔ اگر اس موقعہ پر کوئی اور ہوتا تو وہ دشمن کی ذلت اور تباہی کو انتہا تک پہنچا کر صبر کرتا مگر آپ نے ان حالات میں بھی احسان سے کام لیا اور اس بات کا شاندار ثبوت پیش کیا کہ آپ کو صرف گندے خیالات اور گندے اعمال سے دشمنی ہے کسی سے ذاتی عداوت نہیں اور یہ کہ ذاتی معاملات میں آپ کے دشمن بھی آپ کے دوست ہیں۔

اسی طرح یہ واقعہ بھی اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ جب ایک خطرناک خونی مقدمہ میں جس میں آپ پر اقدام قتل کا الزام تھا آپ کا اشد ترین مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی آپ کے خلاف بطور گواہ پیش ہوا اور آپ کے وکیل نے مولوی صاحب کی گواہی کو کمزور کرنے کے لئے ان کے بعض خاندانی اور ذاتی امور کے متعلق ان پر جرح کرنی چاہی۔ تو حضرت مسیح موعودؑ نے بڑی ناراضگی کے ساتھ اپنے وکیل کو روک دیا اور فرمایا کہ خواہ کچھ ہو میں اس قسم کے سوالات کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اور اس طرح گویا اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر بھی اپنے جانی دشمن کی عزت و آبرو کی حفاظت فرمائی۔

اسی طرح جب پنڈت لیکھرام حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق لاہور میں قتل ہوئے اور آپ کو اس کی اطلاع پہنچی تو گو پیشگوئی کے پورا ہونے پر آپ خدا تعالیٰ کا شکر بجا لائے مگر ساتھ ہی انسانی ہمدردی میں آپ نے پنڈت لیکھرام کی موت پر افسوس کا بھی اظہار کیا اور بار بار فرمایا کہ ہمیں یہ درد ہے کہ پنڈت صاحب نے ہماری بات نہیں مانی اور خدا اور اس کے رسول کے متعلق گستاخی کے طریق کو اختیار کر کے اور ہمارے ساتھ مباہلہ کے میدان میں قدم رکھ کر اپنی تباہی کا بیج بولیا۔

قادیان کے بعض آریہ سماجی حضرت مسیح موعودؑ کے سخت مخالف تھے اور آپ کے خلاف ناپاک پراپیگنڈے میں حصہ لیتے رہتے تھے مگر جب بھی انہیں کوئی تکلیف پیش آتی یا کوئی بیماری لاحق ہوتی تو وہ اپنی کارروائیوں کو بھول کر آپ کے پاس دوڑے آتے اور آپ ہمیشہ ان کے ساتھ نہایت درجہ ہمدردانہ اور محسنانہ سلوک کرتے اور ان کی امداد میں دلی خوشی پاتے۔ چنانچہ ایک صاحب قادیان میں لالہ بڈھامل ہوتے تھے جو حضرت مسیح موعودؑ کے سخت مخالف تھے جب قادیان میں منارۃ المسیح بننے لگا تو ان لوگوں نے حکام سے شکایت کی کہ اس سے ہمارے گھروں کی بے پردگی ہوگی اس لئے مینارہ کی تعمیر کو روک دیا جائے۔ اس پر ایک مقامی افسر یہاں آیا اور اس کی معیت میں لالہ بڈھامل اور بعض دوسرے مقامی ہندو اور غیر احمدی اصحاب حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان افسر صاحب کو سمجھایا کہ یہ شکایت محض ہماری دشمنی کی وجہ سے کی گئی ہے ورنہ اس میں بے پردگی کا کوئی سوال نہیں اور اگر بالفرض کوئی بے پردگی ہوگی تو اس کا اثر ہم پر بھی ویسا ہی پڑے گا جیسا کہ ان پر۔ اور فرمایا کہ ہم تو صرف ایک دینی غرض سے یہ مینارہ تعمیر کروانے لگے ہیں ورنہ ہمیں ایسی چیزوں پر روپیہ خرچ کرنے کی کوئی خواہش نہیں۔ اسی گفتگو کے دوران میں آپ نے اس افسر سے فرمایا کہ اب یہ لالہ بڈھامل صاحب ہیں آپ ان سے پوچھئے کہ کیا کبھی کوئی ایسا موقعہ آیا ہے کہ جب یہ مجھے کوئی نقصان پہنچا سکتے ہوں اور انہوں نے اس موقعہ کو خالی جانے دیا ہو اور پھر انہی سے پوچھئے کہ کیا کبھی ایسا ہوا کہ انہیں فائدہ پہنچانے کا کوئی موقعہ مجھے ملا ہو اور میں نے اس سے دریغ کیا ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اس گفتگو کے وقت لالہ بڈھامل اپنا سر نیچے ڈالے بیٹھے رہے اور آپ کے جواب میں ایک لفظ تک منہ پر نہیں لا سکے۔

الغرض حضرت مسیح موعود کا وجود ایک مجسم رحمت تھا۔ وہ رحمت تھا اسلام کے لئے اور رحمت تھا اس پیغام کے لئے جسے لے کر وہ خود آیا تھا۔ وہ رحمت تھا اس بستی کے لئے جس میں وہ پیدا ہوا اور رحمت تھا دنیا کے لئے جس کی طرف وہ مبعوث کیا گیا۔ وہ رحمت تھا اپنے اہل و عیال کے لئے اور رحمت تھا اپنے خاندان کے لئے۔ وہ رحمت تھا اپنے دوستوں کے لئے اور رحمت تھا اپنے دشمنوں کے لئے۔ اس نے رحمت کے بیج کو چاروں طرف بکھیرا۔ اوپر بھی اور نیچے بھی۔ آگے بھی اور پیچھے بھی۔ دائیں بھی اور بائیں بھی۔ مگر بدقسمت ہے وہ جس پر یہ بیج تو آ کر گرا مگر اس نے ایک بنجر زمین کی طرح اسے قبول کرنے اور اگانے سے انکار کر دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق و عادات کا مضمون تو نہایت وسیع ہے مگر اس مختصر رسالہ میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں پس اسی مختصر نوٹ پر اکتفا کرتے ہوئے ہم اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہیں اور وما التوفیق الا باللّٰہ۔

❁❁

❁❁❁❁

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عمومی تعارف

(ادارہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک علامت یہ بیان فرمائی گئی کہ:۔

يفيض المال حتیٰ لا يقبله احد یعنی مسیح موعود علیہ السلام مال تقسیم کرے گا مگر اسے قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا۔اس پیشگوئی میں مال سے مراد کوئی روپیہ پیسہ یا سونا چاندی نہیں تھا بلکہ یہاں مال سے مراد دراصل علمی خزائن تھے جن کو حضرت مسیح موعودؑ نے تقسیم کرنا تھا۔اسی لئے حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ:۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذکورہ علمی اور روحانی خزائن کو بڑی کثرت سے تقسیم کیا جس کا اعتراف غیر بھی کئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ روحانی خزائن آپ کے متبعین کیلئے روحانی زندگی کا عظیم اور گرانقدر سرمایہ ہیں۔آپ کی کتب کے مطالعہ سے قرآن کریم اور احادیث پاک کو سمجھنے میں بہت زیادہ مدد ملتی ہے کیونکہ یہ کتب الٰہی تائید اور راہنمائی سے لکھی گئی ہیں جیسا کہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں۔

’’یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔میں ان کا نام وحی والہام تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں‘‘۔

(سر الخلافہ۔روحانی خزائن جلد ۸ ص ۴۱۵)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت مسیح موعودؑ کی تالیفات وتحریرات اس قدر عظمت اور افادیت کی حامل ہیں کہ غیر بھی ان کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ کے بغیر دعوت الی اللہ اور دین حق کی نشاۃ ثانیہ ناممکن امر ہے۔ اور یہ کتب خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرنے اور روحانی میدان میں ترقی کرنے کا ذریعہ ہیں۔ لہٰذا ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ کثرت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرے۔ اس مضمون کے ذریعہ اختصار کے ساتھ کتب حضرت مسیح موعودؑ کا مجموعی طور پر تعارف کروانا مقصود ہے تا کہ ان کے مطالعہ کے سلسلہ میں کچھ راہنمائی حاصل ہوجائے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور ارشادات وفرمودات کو درج ذیل چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ کتب (روحانی خزائن) ۲۔ ملفوظات (ارشادات)۳۔ مجموعہ اشتہارات۔۴۔مکتوبات

روحانی خزائن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کردہ تمام کتب کا سیٹ ’’روحانی خزائن‘‘ کے نام سے موسوم ہے اور جو 23 جلدوں پر مشتمل ہے ان جلدوں میں سن تالیف و تصنیف کے لحاظ سے کتب کو ترتیب دیا گیا ہے۔

روحانی خزائن کے سیٹ کی ہر جلد میں شامل تمام کتب کا پہلے تعارف اور انڈیکس دیا گیا ہے جن کی مدد سے متعلقہ کتاب کے نفس مضمون کو بآسانی سمجھا جاسکتا ہے نیز انڈیکس کی مدد سے حسب ضرورت کسی حوالہ یا مضمون کو آسانی سے تلاش کیا جاسکتا ہے۔

تعداد کتب:

روحانی خزائن کے سیٹ میں شامل کتب کی تعداد 83 ہے اگر براہین احمدیہ حصہ دوم سوم چہارم اس طرح ازالہ اوہام حصہ دوم نور الحق حصہ دوم نیز اربعین نمبر ۲ نمبر ۳ نمبر ۴ کو الگ الگ کتاب شمار کیا جائے تو پھر یہ تعداد 92 بنتی ہے۔

تعداد صفحات

23 جلدوں پر مشتمل روحانی خزائن کے سیٹ میں تمام کتب کے کل صفحات گیارہ ہزار سے زائد بنتے ہیں۔

عربی کتب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض کتابیں فصیح وبلیغ عربی زبان میں تصنیف فرمائی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ کرامات الصادقین ۔۲۔ تحفہ بغداد۔ ۳۔حمامۃ البشریٰ۔ ۴۔نور الحق حصہ اول ۵۔نور الحق۔ حصہ دوم ۔٦ سر الخلافہ۔ ۷۔ حجۃ اللہ۔ ۸ انجام آتھم۔ ۹۔منن الرحمن ۔۱۰ نجم الہدیٰ۔۱۱ لجۃ النور۔ ۱۲۔ حقیقت المہدی۔ ۱۳۔ سیرۃ الابدال۔ ۱۴۔ اعجاز المسیح ۔۱۵ اتمام الحجۃ ۔۱٦۔ مواہب الرحمن ۔۱۷۔ خطبہ الہامیہ۔ ۱۸۔ الہدیٰ و التبصرۃ لمن یریٰ۔

بعض کتب کا کچھ حصہ عربی زبان میں تصنیف کیا گیا ہے۔مثلاً الاستفتاء در حقیقت حقیقۃ الوحی‘‘ کا ہی حصہ ہے۔ اسی طرح’’ التبلیغ‘‘ بھی دراصل ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ کا ہی حصہ ہے مگر بعض دفعہ ان کو الگ طور پر کتابی شکل میں بھی شائع کیا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کو بھی عربی کتب کی تعداد میں شامل کرلیا گیا ہے۔

نفس مضمون کے لحاظ سے تقسیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب تو بعض معین مضامین پر مبنی ہیں مگر بعض کتب متنوع مضامین پر مشتمل ہیں۔ وہ کتب جن کا نفس مضمون کسی خاص مذہب ،فرقہ یا کسی مخصوص مسئلہ سے متعلق ہے ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

عیسائیت:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت ہندوستان اور عام دنیا میں عیسائیت بہت زیادہ متحرک اور فعال تھی۔ اور اہل حق کو سب سے زیادہ عیسائیت کا سامنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں تقریباً سب سے زیادہ عیسائیت کو ہی زیر بحث لایا گیا ہے۔ ویسے تو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی درجنوں کتب میں ان کے عقائد کا رد فرمایا ہے تاہم درج ذیل وہ کتب ہیں۔ جن کا مرکزی مضمون ہی عیسائیت ہے۔

۱۔ جنگ مقدس ۔۲۔ کتاب البریہ۔ ۳۔چشمہ مسیحی۔ ۴۔انجام آتھم ۔۵۔ انوار الاسلام۔٦ ۔سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب۔ ۷۔ضیاء الحق۔ ۸۔ تحفۂ قیصریہ۔۹۔ ستارۂ قیصریہ۔۱۰۔ نجم الہدیٰ۔۱۱۔ حجۃ الاسلام۔ ۱۲۔اتمام الحجۃ ۔ ۱۳ سچائی کا اظہار۔ ۱۴۔نور الحق حصہ اوّل۔ ۱۵۔ البلاغ ۱٦۔نور القرآن حصہ دوم ۱۷۔تجلیات الٰہیہ۔

ان کے علاوہ بھی جزوی طور پر متعدد کتب میں عیسائیت پر بحث ملتی ہے۔

ہندو اور سکھ ازم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت اسلام کو عیسائیت کے بعد دوسرے نمبر پر بعض ہندو فرقوں کی طرف سے مزاحمت اور مقابلہ کا سامنا تھا۔ ہندو فرقوں میں سے آریہ دھرم، سناتن دھرم، برہمو سماج اور سکھ مت کے متعلق حضور نے متعدد کتب تالیف فرمائیں۔ان کتب میں ان فرقوں کے عقائد کا بطلان ثابت کرتے ہوئے رد فرمایا ہے۔ جن میں سے درج ذیل کتب زیادہ قابل ذکر ہیں۔

۱۔ پرانی تحریریں۔ ۲۔سرمہ چشم آریہ ۔۳۔ شحنہ حق۔ ۴۔ ست بچن۔ ۵۔ سناتن دھرم۔٦ ۔آریہ دھرم۔ ۷۔قادیان کے آریہ اور ہم ۸۔ چشمہ معرفت۔ ۹۔ پیغام صلح۔ ۱۰۔ تقسیم دعوت۔ ۱۱ استفتاء۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں اختلافی مسائل میں سے سب سے زیادہ وفات مسیح کے مسئلہ پر بحث کی گئی ہے۔ تاہم وہ کتب جن کا مرکزی اور اصل موضوع ہی حضرت مسیح کی طبعی وفات اور ہجرت ہے درج ذیل ہیں ۔ان میں سے سب سے زیادہ ضخیم اور مفصل کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ ہے۔

۱۔ ازالہ اوہام حصہ اول دوم۔ ۲۔ فتح اسلام۔ ۳۔ توضیح مرام۔ ۴۔ مسیح ہندوستان میں۔ ۵۔ الحق مباحثہ۔ ٦ ۔تحفہ بغداد۔ ۷۔ حمامۃ البشریٰ۔ ۸۔ آسمانی فیصلہ۔ ۹۔ راز حقیقت۔ ۱۰، اتمام الحجۃ۔

صداقت مسیح موعودؑ

ویسے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر کتاب آپ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مگر وہ کتب جن کو آپ نے بطور خاص اپنی صداقت کے دلائل پر مبنی تحریر فرمایا ہے۔ یا جن کا عقلی ونقلی لحاظ سے مضمون آپ

کی صداقت پر دلالت کرتا ہے ان میں سے زیادہ قابل ذکر درج ذیل کتب ہیں۔

۱۔ آسمانی فیصلہ۔ ۲۔ نشان آسمانی۔ ۳۔ تحفہ گولڑویہ۔ ۴۔ اربعین۔ ۵۔ سراج منیر۔ ۶۔ تریاق القلوب۔ ۷۔ نزول المسیح ۔ ۸۔ حقیقۃ الوحی۔ ۹۔ نور الحق حصہ دوم۔ ۱۰۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔ ۱۱۔ اعجاز احمدی۔ ۱۲ اعجاز المسیح۔ ۱۳۔ دافع البلاء۔ ۱۴۔ کرامات الصادقین۔ ۱۵ تحفہ غزنویہ۔ ۱۶۔ حجۃ اللہ۔ ۱۷۔ انجام آتھم۔ ۱۸۔ تحفۃ الندوہ۔ ۱۹۔ لجۃ النور۔

ظہور امام مہدی

یہ بھی ایک ایسا موضوع ہے جس سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی بہت ساری کتب میں بحث فرمائی ہے جن میں سے درج ذیل کتب کا بنیادی اور اصل موضوع اور نفس مضمون یہی ہے۔

۱۔ ضرورۃ الامام۔ ۲۔ حقیقۃ المہدی۔ ۳۔ نشانِ آسمانی۔ ۴۔ شہادۃ القرآن۔ ۵۔ نور الحق حصہ دوم۔

مسئلہ نبوت

حضرت مسیح موعودؑ کی 1901ء کے بعد کی اکثر تحریرات میں مسئلہ نبوت پر بحث کی گئی ہے۔ مگر سب سے زیادہ اہم رسالہ ”ایک غلطی کا ازالہ“ ہے۔ یہ کتاب بطور خاص مسئلہ نبوت کے متعلق تحریر کی گئی ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے نبی کی تعریف، نبوت کی اقسام حقیقت نبوت اور اپنے دعویٰ پر بحث فرمائی ہے۔

مسئلہ جہاد

یوں تو مسئلہ جہاد پر بھی حضور نے متعدد کتب میں بحث کرتے ہوئے حقیقت جہاد پر روشنی ڈالی ہے۔ تاہم آپ کی کتاب ”گورنمنٹ انگریزی اور جہاد“ میں صرف اور صرف اسی مسئلہ کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

اسی طرح نور الحق حصہ اول میں بھی جہاد کے موضوع پر خصوصی بحث کی گئی ہے۔

مغربی فلسفہ کا رد

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب ”آئینہ کمالات اسلام“ اور ”برکات الدعا“ میں بطور خاص مغربی فلسفہ کا رد فرمایا ہے۔

موازنہ بین المذاہب

مختلف مذاہب میں سے عیسائیت اور ہندوازم کا دین حق کے ساتھ درج ذیل کتب میں بطور خاص موازنہ کیا گیا ہے۔

۱۔ براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ ۲۔ پرانی تحریریں۔ ۳۔ سرمہ چشم آریہ۔ ۴۔ چشمہ معرفت۔ ۵۔ کشتی نوح۔ ۶۔ معیار المذاہب۔

متفرق کتب

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ تمام کتب مختلف اور متفرق مضامین پر مبنی ہیں جن میں سے زیادہ اہم ”براہین احمدیہ حصہ پنجم“ اور ”کشتی نوح“ ہیں۔

چیلنج پر مبنی کتب

حضرت مسیح موعودؑ نے درج ذیل کتب کا رد لکھنے یا ان کے مقابلہ پر کتب لکھنے پر ہزاروں روپے کے انعامی چیلنج دیئے ہیں۔ مگر آج تک کسی کو بھی مقابلہ کی توفیق نہیں مل سکی۔

۱۔ براہین احمدیہ ہر چہار حصص 10000 روپے۔

۲۔ سرمہ چشم آریہ 500 روپے۔

۳۔ کرامات الصادقین 1000 روپے۔

۴۔ نور الحق 5000 روپے۔

۵۔ اعجاز احمدی 1000 روپے۔

۶۔ اتمام الحجۃ 1000 روپے

۷۔ تحفہ گولڑویہ 500 روپے۔

ان کے علاوہ درج ذیل کتب کے بالمقابل کتاب لکھنے یا رد لکھنے پر اپنا جھوٹا ہونا تسلیم کر لینے کے وعدہ پر مبنی چیلنج دیئے۔

۱۔ اعجاز المسیح۔ ۲۔ حجۃ اللہ۔ ۳۔ الہدی والتبصرۃ لمن یری۔

ملفوظات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مذکورہ کتب کے علاوہ حضور نے مختلف مواقع پر جو خطبات و تقاریر فرمودات اور ارشادات فرمائے ان کو بھی صحابہ کرام محفوظ کرتے رہے۔ جو ساتھ ساتھ اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے رہے۔ بعد میں ان کو کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا۔ ملفوظات کے پہلے ایڈیشن کی 10 جلدیں تھیں۔ جواب نئے ایڈیشن میں 5 جلدوں میں شائع شدہ ہیں۔

کرشن ثانی

اُبھرا ہے چاند جس کے تھے منتظر ستارے ۔۔۔ وہ آ گیا کہ جس کی راہ تک رہے تھے سارے
چھیڑا ہے اُس نے آ کر میٹھے سروں میں نغمہ ۔۔۔ اُترا کرشنِ ثانی ساگر بیا☆ کنارے
پھونکی ہے روحِ تازہ اوتار نے اُتر کر ۔۔۔ جیون سروپ لیکر پھر جی اُٹھے ہیں سارے
سن ہوگیا ہے شیطان آواز اُسکی سن کر ۔۔۔ مبہوت اہرمن ہے بیہم سکوت دھارے
فرقت کے روگیوں کو بخشا سنجوگ امرت ۔۔۔ درشن میں محو ہیں جو پھرتے تھے مارے مارے
ہر دم لٹا رہا ہے وہ پیار کے خزینے ۔۔۔ اپدیش الفتوں کا ملتا ہے اُس دوارے
کرنیں پریم کی ہیں دل کے نگر پہ گویا ۔۔۔ اوتار کی نظر کے وہ پے بہ پے اشارے
آیا ہے آسماں سے پیغام شانتی کا ۔۔۔ بادل کدورتوں کے چھٹنے لگے ہیں سارے
پُروا کے آئے جھونکے پھر پو پھٹی ہے تازہ ۔۔۔ سُندر سویر آئی غنچے کھلے ہیں سارے
سنگت کی مے پلائی پھر بچھڑے میکشوں کو ۔۔۔ یک رنگ ہو گئے ہیں وہ رنگ و بو کے مارے
آیا ہے کون جس نے بھگتوں کی لاج رکھ لی ۔۔۔ یہ ہے مہا کھویا کشتی لگی کنارے
ہر دل بنا ہے درپن پھر ہو رہے ہیں درشن ۔۔۔ اوتار کے کرشمے منظر یہ پیارے پیارے
الفت کی لے میں کس نے دیپک کا راگ چھیڑا ۔۔۔ جگ جیت نے اُتر کر جیتے ہیں دیش سارے
اُٹھ کر گلے ملے ہیں پچھّم پرب کے باسی ۔۔۔ وہ پیار کا طوفان ڈوبے ہیں سب کنارے
پھر آتما ہوئی ہے پرماتما کے سنگت ۔۔۔ آشا دلوں میں جاگی جاگے نصیب سارے
”رُدّر“ کا نام نامی رکھتا ہے کیسی پرتا ۔۔۔ گیتا میں جس کی مہما خنزیر اُس نے مارے
جھرمٹ میں گوپیوں کے اُترا کرشن ثانی ۔۔۔ گھیرے ہوئے ہوں جیسے مہتاب کو ستارے
سنسار وجد میں ہے کیا ہے سماں سہانا ۔۔۔ گوپال تیری لے پر جھوم اُٹھے چاند تارے
ہر دل میں اُٹھ رہی ہیں پھر پیار کی وہ لہریں ۔۔۔ ہیں مدھ بھری نظر کے معجز نما اشارے
پھر جگمگا اُٹھی ہے اندھیر تھی جو دنیا ۔۔۔ کیسی ہے دیپ مالا ذرے بنے ہیں تارے

اِسلامؔ بھی کھڑا ہے بھکشا کی آس لیکر
پرشاد آسماں کا بٹتا ہے جس دوارے

(عبدالسلام اسلام ربوہ۔ پاکستانؔ)

☆۔ مراد دریا بیاس ہے۔

مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں مختلف اغراض اور ضروریات کے پیش نظر کسی تحریک، تلقین تجویز وضاحت یا چیلنج پر مبنی اوقات میں اشتہارات شائع کئے۔ جن کو بعد میں ”تبلیغ رسالت“ کے نام سے کتابی صورت میں افادہ عام کیلئے 10 جلدوں میں اور پھر مجموعہ اشتہارات کے طور پر تین جلدوں میں شائع کیا گیا۔

مکتوبات احمد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں مختلف احباب کو جو خطوط تحریر فرمائے۔ ان کو افادہ عام کے لئے بعد میں کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا۔ مکتوبات کی جلدوں کی تعداد 7 ہے ان مکتوبات میں بھی ہمارے لئے بہت زیادہ علمی و روحانی تسکین کے سامان موجود ہیں۔ لہٰذا ان کا مطالعہ بھی ہمارے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان روحانی اور علمی خزائن سے کما حقہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❀❀❀

❀❀❀❀❀

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پاکیزہ زندگی کے بعض واقعات

بیان فرمودہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مختلف مواقع پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی حیات طیبہ کے واقعات بیان فرمائے۔ ذیل میں ان میں سے ایک انتخاب ہدیہ قارئین ہے۔

کمزوری کا زمانہ

جب حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ کیا اس وقت آپ کی حالت اور آپ کے ماننے والوں کی حالت بظاہر بہت کمزور تھی۔ میری پیدائش دعویٰ سے پہلے کی ہے اور گو میں نے ابتداء نہیں دیکھی مگر ابتداء کے قریب کا زمانہ دیکھا ہے۔ وہ زمانہ بھی کمزوری کا زمانہ تھا۔ طرح طرح سے مولوی لوگوں کو جوش دلاتے تھے اور ہر ممکن طریق سے دکھ اور تکالیف پہنچاتے تھے۔

(الفضل جلد 11 نمبر 43 صفحہ 6)

مخالفت اور جماعت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام سے میں نے کئی دفعہ سنا ہے کہ لوگ گالیاں دیتے ہیں تب برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیوں اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں اور اگر گالیاں نہ دیں تب بھی ہمیں تکلیف ہوتی ہے کیونکہ مخالفت کے بغیر جماعت کی ترقی نہیں ہوتی۔ پس ہمیں تو گالیوں میں بھی مزا آتا ہے اس لئے اعتراضات یا لوگوں کی بدزبانی کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 265)

مخالفوں سے احسان کا سلوک

ایک دفعہ ایک افسر نے حضرت مسیح موعودؑ سے ایک معاملہ میں کہا کہ یہ لوگ آپ کے شہری ہیں آپ ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کریں تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ اس بڈھے شاہ ہی کو پوچھو کہ آیا کوئی ایک موقعہ بھی ایسا آیا ہے جس سے اس نے اپنی طرف سے نیش زنی نہ کی ہو اور پھر اس سے ہی پوچھو کہ کیا کوئی ایک موقعہ بھی ایسا آیا ہے کہ جس میں مَیں احسان کر سکتا تھا اور پھر مَیں نے اس کے ساتھ احسان نہ کیا ہو۔ آگے وہ سر ڈال کر ہی بیٹھا رہا۔ یہ ایک عظیم الشان نمونہ تھا آپ کے اخلاق کا۔ پس ہماری جماعت کو بھی چاہئے کہ وہ اخلاق میں ایک نمونہ ہو۔ معاملات کی آپ میں ایسی صفائی ہو کہ اگر ایک پیسہ بھی گھر میں نہ ہو تو امانت میں ہاتھ نہ ڈالیں اور بات اتنی میٹھی اور ایسی محبت سے کریں کہ جو دوسرے کے دل پر اثر کرے۔

(خطبہ فرمودہ 19 نومبر 1926ء خطبات محمود جلد 10 صفحہ 278-277)

تمام عزت خدا نے ہمارے ساتھ وابستہ کر دی ہے

بغیر محنت دینی یا محنت دنیوی کے کوئی انسان عزت حاصل نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے زمانہ میں تمام عزت خدا نے ہمارے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ اب عزت پانے والے یا ہمارے مرید ہوں گے۔ یا ہمارے مخالف ہوں گے چنانچہ فرماتے تھے مولوی ثناء اللہ صاحب کو دیکھ لو وہ کوئی بڑے مولوی نہیں ان جیسے ہزاروں مولوی پنجاب اور ہندوستان میں پائے جاتے ہیں ان کو اگر اعزاز حاصل ہے تو محض ہماری مخالفت کی وجہ سے۔ وہ لوگ خواہ اس امر کا اقرار کریں یا نہ مگر واقعہ یہی ہے کہ آج ہماری مخالفت میں عزت ہے یا ہماری تائید میں گویا اصل مرکزی وجود ہمارا ہی ہے اور مخالفین کو بھی اگر عزت حاصل ہوتی ہے تو ہماری وجہ سے۔

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ 614)

مولوی محمد حسین بٹالوی کا دعویٰ

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوانی کے دوست تھے اور جو ہمیشہ آپ کے مضامین کی تعریف کیا کرتے تھے انہوں نے اس دعویٰ کے معاً بعد یہ اعلان کیا کہ میں نے ہی اس شخص کو اٹھایا تھا اور اب مَیں ہی اسے تباہ کر دوں گا .... پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے رشتہ داروں نے اعلان کر دیا بلکہ بعض اخبارات میں یہ اعلان چھپوا بھی دیا کہ اس شخص نے دوکانداری چلائی ہے اس کی طرف کسی کو توجہ نہیں کرنی چاہئے اور اس طرح ساری دنیا کو انہوں نے بدگمان کرنے کی کوشش کی پھر یہ میرے ہوش کی بات ہے کہ بہت سے کام کرنے والے لوگوں نے جو زمیندارہ انتظام میں کمین کہلاتے ہیں آپ کے گھر کے کاموں سے انکار کر دیا اس کے محرک دراصل ہمارے رشتہ دار ہی تھے۔ غرض اپنوں اور بیگانوں نے مل کر آپ کو مٹانا اور آپ کو تباہ اور برباد کر دینا چاہا۔

(الفضل جلد 28 نمبر 258 صفحہ 3)

جماعت سے تعلق رکھنے والوں پر علوم کی راہیں کھلتی ہیں

یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ ہماری جماعت سے تعلق رکھنے والوں پر دینی اور دنیوی علوم کی راہیں کھلتی ہیں اور ایسی باتیں ذہن میں آنے لگتی ہیں جو بڑے بڑے عالموں کو نہیں سوجھتیں۔ ہمارے ہاں ایک ملازم ہوتا تھا پہاڑ کا رہنے والا تھا اسے گنٹھیا کی بیماری ہو گئی تھی اور اس کے رشتہ داروں نے اسے گھر سے نکال دیا تھا کہ تو کماتا کچھ نہیں اس لئے ہم تیرا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ وہ اپنا علاج کرانے کے لئے چلا آیا۔ کسی نے اسے بتایا قادیان کے مرزا صاحب بھی علاج کرتے ہیں وہاں جاؤ یہ سن کر وہ قادیان میں آ گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا علاج کیا اور وہ اچھا ہو گیا پھر وہ آپ کے پاس ہی رہ پڑا۔ اس کے رشتہ دار اسے لینے کے لئے بھی آئے مگر اس نے جانے سے انکار کر دیا۔ وہ اپنی دماغی کیفیت کی وجہ سے دین سے اس قدر ناواقف تھا کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے اس سے پوچھا تمہارا کیا مذہب ہے تو اس نے کہا مجھے تو پتا نہیں ہمارے پنچوں کو معلوم ہو گا ان کو آپ لکھیں وہ بتا دیں گے۔ حضرت خلیفہ اوّل نے اسے نماز پڑھنے کے لئے کہا اور چونکہ بہت معمولی سمجھ کا آدمی تھا نماز کا شوق دلانے کے لئے اسے کہا اگر تم پانچ وقت کی نمازیں پڑھ لو تو دو روپے دونگا۔ اس نے کہا مَیں نماز میں کیا پڑھوں۔ آپ نے بتایا تم سُبْحَانَ اللہ سُبْحَانَ اللہ کہتے رہنا وہ مغرب کی نماز کے لئے کھڑا ہوا تو اندر سے کسی خادمہ نے اسے آواز دی کہ کھانا لے جاؤ۔ ایک دو آوازوں پر تو چپ رہا پھر کہنے لگا ذرا ٹھہرو نماز پڑھ لوں تو آتا ہوں۔ یہ تو اس کی حالت تھی۔ اس زمانہ میں احمدیت کی مخالفت ہوتی تھی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سٹیشن پر جا کر لوگوں کو قادیان جانے سے روکا کرتے تھے۔ کبھی کبھی حضرت صاحب کی تار لے کر یا کسی اور کام کے لئے وہ نوکر بھی جس کا نام پیرا تھا اسٹیشن پر جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مولوی محمد حسین صاحب نے اسے کہا تو کیوں وہاں بیٹھا ہے یہاں چلا آ۔ جب مولوی صاحب نے اسے بہت تنگ کیا تو اس نے کہا مَیں اور تو کچھ جانتا نہیں مگر اتنا پتہ ہے کہ مرزا صاحب یہاں سے ۱۱ میل دور بیٹھے ہیں ان کے پاس تو لوگ جاتے ہیں اور تمہارے روکنے کے باوجود جاتے ہیں مگر تم یہاں روز اکیلے ہی آتے ہو اور اکیلے ہی چلے جاتے ہو کوئی تو بات ہے کہ مرزا صاحب کے پاس لوگ آتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 1928ء خطبات محمود جلد 11 صفحہ 304)

مسیح موعودؑ کا ماضی

ہم حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ سے پہلے کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو آپ نے یہاں کے ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کو بار بار اعلان فرمایا کہ کیا تم میری پہلی زندگی پر کوئی اعتراض کر سکتے ہو مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی بلکہ آپ کی پاکیزگی کا اقرار کرنا پڑا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی جو بعد میں سخت ترین مخالف ہو گیا اس نے اپنے رسالہ میں

آپ کی زندگی کی پاکیزگی اور بے عیب ہونے کی گواہی دی اور مسٹر ظفر علی خان کے والد نے اپنے اخبار میں آپ کی ابتدائی زندگی کے متعلق گواہی دی کہ بہت پاکباز تھے۔ پس جو شخص چالیس سال تک بے عیب رہا اور اس کی زندگی پاکباز رہی وہ کس طرح راتوں رات کچھ کا کچھ ہو گیا اور بگڑ گیا۔ علماء نفس نے مانا ہے کہ ہر عیب اور اخلاقی نقص آہستہ آہستہ پیدا ہؤا کرتا ہے ایک دم کوئی تغیر اخلاقی نہیں ہوتا ہے۔ پس دیکھو کہ آپ کا ماضی کیسا بے عیب اور بے نقص اور روشن ہے۔

(معیار صداقت جلد نمبر 6 انوار العلوم صفحہ 61)

حضرت مسیح موعودؑ کا حال

آپ کو طرح طرح سے مارنے کی کوشش کی گئی۔ لوگ مارنے پر متعین ہوئے جن کا علم ہو گیا اور وہ اپنے ارادے میں ناکام ہوئے، مقدمے آپ پر جھوٹے اقدام قتل کے بنائے گئے۔ چنانچہ ڈاکٹر مارٹن کلارک نے جھوٹا مقدمہ اقدام قتل کا بنایا اور ایک شخص نے کہہ بھی دیا کہ مجھے حضرت مرزا صاحب نے متعین کیا تھا۔ مجسٹریٹ وہ جو اس دعویٰ کے ساتھ آیا تھا کہ اس مدعی مہدویت و مسیحیت کو اب تک کسی نے پکڑا کیوں نہیں میں پکڑوں گا مگر جب مقدمہ ہوتا ہے وہی مجسٹریٹ کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہ جھوٹا مقدمہ ہے۔ بار بار اس نے یہی کہا اور آخر اُس شخص کو عیسائیوں سے علیحدہ کر کے پولیس افسر کے ماتحت رکھا گیا اور وہ شخص رو پڑا اور اس نے بتا دیا کہ مجھے عیسائیوں نے سکھایا تھا اور خدا نے اس جھوٹے الزام کا قلع قمع کر دیا۔

اسی طرح ہماری جماعت کے پُرجوش مبلغ مولوی عمر الدین صاحب شملوی اپنا واقعہ سنایا کرتے ہیں کہ وہ بھی اسی معیار پر پرکھ کر احمدی ہوئے ہیں۔ وہ سناتے ہیں کہ شملہ میں مولوی محمد حسین اور مولوی عبدالرحمن سیاح اور چند اور آدمی مشورہ کر رہے تھے کہ اب مرزا صاحب کے مقابلہ میں کیا طریق اختیار کرنا چاہئے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب اعلان کر چکے ہیں کہ میں اب مباحثہ نہیں کروں گا ہم اشتہار مباحثہ دیتے ہیں اگر وہ مقابلہ پر کھڑے ہو جائیں گے تو ہم کہیں گے کہ انہوں نے جھوٹ بولا کہ پہلے تو اشتہار دیا تھا کہ ہم مباحثہ کسی سے نہ کریں گے اور اب مباحثہ کے لئے تیار ہو گئے اور اگر مباحثہ پر آمادہ نہ ہوئے تو ہم شور مچا دیں گے کہ دیکھو مرزا صاحب ہار گئے ہیں۔ اس پر مولوی عمر الدین نے کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے میں جاتا ہوں اور جا کر ان کو قتل کر دیتا ہوں۔ مولوی محمد حسین نے کہا کہ لڑکے تجھے کیا معلوم یہ سب کچھ کیا جا چکا ہے۔ مولوی عمر الدین صاحب کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ جس کی خدا اتنی حفاظت کر رہا ہے وہ خدا ہی کی طرف سے ہوگا۔ انہوں نے جب بیعت کر لی تو واپس جاتے ہوئے مولوی محمد حسین بٹالہ کے سٹیشن پر ملے اور کہا تو کدھر؟ انہوں نے کہا کہ قادیان بیعت کر کے آیا ہوں۔ کہا تو بہت شریر ہے تیرے باپ کو لکھوں گا۔ انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ تو آپ ہی کے ذریعہ ہؤا ہے جو کچھ ہؤا ہے۔

(معیار صداقت انوار العلوم جلد 6 صفحہ 61-62)

مخالفین کا بائیکاٹ اور ایذاء رسانی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا بائیکاٹ بھی ہم نے دیکھا۔ وہ وقت بھی دیکھا جب چوڑھوں کو صفائی کرنے اور سقوں کو پانی بھرنے سے روکا جاتا۔ پھر وہ وقت بھی دیکھا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کہیں باہر تشریف لے جاتے تو آپ پر مخالفین کی طرف سے پتھر پھینکے جاتے اور وہ ہر رنگ میں ہنسی اور استہزاء سے پیش آتے۔ مگر ان تمام مخالفتوں کے باوجود کیا ہؤا، آپ جتنے لوگ اس وقت یہاں بیٹھے ہیں، آپ میں سے پچانوے فیصدی وہ ہیں جو اس وقت مخالف تھے یا مخالفوں میں شامل تھے مگر اب وہی پچانوے فیصدی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ پھر حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد جماعت میں جو شور اٹھا اس کا کیا حشر ہؤا۔ اس فتنہ کے سرکردہ وہ لوگ تھے جو صدر انجمن پر حاوی تھے اور تحقیر کے طور پر کہا کرتے تھے کہ کیا ہم ایک بچہ کی غلامی کر لیں۔ خدا تعالیٰ نے اسی بچے کا ان پر ایسا رعب ڈالا کہ وہ قادیان چھوڑ کے بھاگ گئے اور اب تک یہاں آنے کا نام نہیں لیتے۔ انہیں لوگوں نے اس وقت بڑے غرور سے کہا تھا کہ جماعت کا اٹھانوے فیصدی حصہ ہمارے ساتھ ہے اور دو فیصدی ان کے ساتھ۔ مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو فیصدی بھی ان کے ساتھ نہیں رہا اور اٹھانوے فیصدی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہماری جماعت میں شامل ہو چکا ہے۔

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 207)

قادیان کی ترقی کی پیشگوئی

ایک زمانہ تھا کہ یہاں احمدیوں کو مسجدوں میں نہیں جانے دیا جاتا تھا۔ مسجد کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ چوک میں کیلے گاڑ دیئے گئے تا نماز پڑھنے کے لئے جانے والے گریں اور کنوئیں سے پانی نہیں بھرنے دیا جاتا تھا بلکہ یہاں تک سختی کی جاتی تھی کہ کمہاروں کو ممانعت کر دی گئی تھی کہ احمدیوں کو برتن بھی نہ دیں۔ ایک زمانہ میں یہ ساری مشکلات تھیں مگر اب وہ لوگ کہاں ہیں۔ ان کی اولادیں احمدی ہو گئی ہیں اور وہی لوگ جنہوں نے احمدیت کو مٹانے کی کوشش کی ان کی اولاد اسے پھیلانے میں مصروف ہے۔ یہی مدرسہ جس جگہ واقع ہے یہاں پرانی روایات کے مطابق جنّ رہا کرتے تھے اور کوئی شخص دوپہر کے وقت بھی اس راستہ سے اکیلا نہ گزر سکتا تھا۔ اب دیکھو۔ وہ جنّ کس طرح بھاگے۔ مجھے یاد ہے۔ اس (ہائی سکول والے) میدان سے جاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک رؤیا سنایا تھا کہ قادیان بیاس تک پھیلا ہؤا ہے اور شمال کی طرف بھی بہت دور تک اس کی آبادی چلی گئی ہے۔ اس وقت یہاں صرف آٹھ دس گھر احمدیوں کے تھے اور وہ بھی تنگدست۔ باقی سب بطور مہمان آتے تھے لیکن اب دیکھو خدا تعالیٰ نے کس قدر ترقی اسے دی ہے۔

(الفضل جلد نمبر 95 صفحہ 6۔ ایضاً 81/20 صفحہ 3)

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 20 رمارچ 2009ء تا 26 رمارچ 2009ء)

اگر تم لوگ چاہتے ہو خیریت سے رہو

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''اگر تم لوگ چاہتے ہو خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دُعائیں بہت کرو۔ اور اپنے گھروں کو دُعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دُعا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ اُسے برباد نہیں کیا کرتا''

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۳۲)

طلوعِ احمدیت ۔ حضرت محمد مظہر احمد صاحبؓ

یہ نظم حضرت محمد احمد مظہرؓ نے دسمبر ۱۹۲۶ء بر موقع جلسہ سالانہ قادیان پڑھی گئی جسے مکرم عبد السمیع احمدی قادیان پرنٹر پبلشر نے مرکنٹائل پریس لاہور سے شائع کیا ۔ قارئین بدر کے افادہ کیلئے پیش ہے ۔ (ادارہ)

” گاہے گاہے باز خواں، ایں قصۂ پارینہ را
”تازہ خواہی داشتن گرد اغہائے سینہ را“

شمہ از احوال ابنائے زمان قبل از بعثت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اُن دنوں کا ذکر ہے جب آشنا ہم تم نہ تھے
آشنائی برطرف، دنیا میں تھا قحط الرجال
دیر سے تھے بند پھاٹک آسمان فیض کے
مدتوں برسانہ پانی لگ رہے تھے خشک سال
قصرِ اسلامی بظاہر تھا بلند و اُستوار
پُرکشش تھی اس کے ذرّوں میں نہ جذب واتصال
طائر ایماں ثُریا پر نشیمن ساز تھا
لفظِ قرآں کا اُترنا حلق سے نیچے محال
صوفیانِ باصفا، مشغولِ چنگ و ہاؤ ہو
زاہدانِ باوفا، مصروفِ بحث و قیل و قال
عالموں کو تفرقہ بازی سے چھٹکارا نہ تھا
کون ہوتا اُمتِ مرحومہ کا پُرسانِ حال
جاہلوں کو ارتداد و کفر نے غارت کیا
فتنہ دجال نے ہرسو لگائے اپنے جال
بحرو بر میں ایک طوفان و تلاطم تھا بپا
کشتیٔ اسلام کا حافظ خدائے ذوالجلال

بعثت آنحضرت بہ پیرائے جمالِ محمدی

چھا گئی شامِ غریباں جس گھڑی اسلام پر
لے کے پیغامِ جمالِ ایزدی آیا ہلال
وہ ہلالِ عید چودہ سو کے عین آغاز میں
پرتو مہر محمدؐ سے ہوا بدرِ کمال
زندگی یکسر دلیل آیۂ ” فیکُم عُمُر“
مصطفیٰؐ کے عشق میں اُس کا بِندھا تھا بال بال
چشم بکشا ” اے مذبذب از حقیقت رُومتاب
آفتاب آمد دلیل آفتابِ“ لازوال

دفاع حملہ ہائے بیرونی

اندفاعِ یُورشِ نصرانیت کس نے کیا ؟
عظمتِ اسلام کو کس نے کیا پھر سے بحال ؟
وہ قیامت خیز فتنہ جس سے تھا گویا قریب
ٹوٹ جائیں آسماں، یا پھٹ پڑیں کوہ و جبال
کون تھا جس نے دبائے شعلہ ہائے ارتداد ؟
اُس بھڑکتی آگ پر پانی دیا ہے کس نے ڈال؟
کس نے پھر اسلام کو غالب کیا ادیان پر
کیوں حریفوں میں نہیں باقی کوئی تاب ومجال

غیب سے اک ہاتھ نکلا فتح و نصرت کیلئے
بڑھ کے سلامی عمارت کو لیا جس نے سنبھال

ورفعِ اختلافات اندرونی اسلام

وحدتِ مِلّی کو لازم ہے امامِ پاکباز
جس کی اک آواز میں پائیں قضیّے انفصال
انا للہ ہوگئے اسلام میں ستر فریق
اُٹھ رہا ہے، ناری و ناجی کا ہر دل میں سوال
ولتکُن منکُم ہے اک معیار روشن بالیقیں
قاطعِ اوہامِ باطل بے نیازِ قیل و قال
ہر طرف دوڑایئے پیکِ تصوّر شوق سے
کونے کونے میں جہاں کے خوب کیجے دیکھ بھال
آج دنیا بھر میں ہے کس کی جماعت منتظم
چار سو پھیلا ہوا ہے کس کی تبلیغوں کا جال
زندگی میں جس نے پیدا کردیا اک انقلاب
کیمیا تھی وہ نظر یا تھا کوئی سحرِ حلال

از فیضانِ تاثیر قدسی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

ڈھونڈتی ہے خوابِ دوشیں کو نگاہِ واپسیں
صحبتِ پیشینیاں ہے بزم پرائے خیال
صادقانِ سرمدی، یعنی پرانے احمدیؑ
بستگانِ دامنِ دلدار بہرِ امتثال
مرد میداں، جاں بکف، سینہ سپر، ثابت قدم
کارنامے اُن کے سُنکر دل میں اُٹھتا ہے اُبال
دامنِ محبوب کو چھوڑا نہ دم بھر کے لئے
لاکھ کہلائے جہاں میں کافر و دجال و ضال
جس روش پر پڑگئے بدلی نہ پھر آخر تلک
دورِ کجرفتار گو چلتا رہا ہر ایک چال
سختیاں جھیلا کئے اور تلخیاں دیکھا کئے
زندگی تھی اِک سراسر عرصہ جنگ و جدال
کوہساروں کو بنایا کس نے یکسر لالہ زار
کس شہیدِ ناز نے کابل پہ چھڑکا ہے گلال
داستانِ سنگ ساری الاماں اے الحفیظ
قوم نے توڑے مظالم بیحد و بے اعتدال
ہے زمیں گو گردِ احمر اُن کے خونِ ناب سے
اُن کے ہنگاموں سے ابتک گرم میدانِ قتال
اپنی ہر طاقت لگادی شاہراہِ عشق میں
کردیئے قربانِ دیں، جان و دل و مال ومنال

حسن انجام شاں

ہوگئیں مشکور ساری کوششیں انجام کار
مل گئی دربارِ حق سے خلعتِ حُسنِ مآل
نام اُن کے تا ابد سر دفترِ دیوانِ عشق
کام اُن کے بے عدیل و بے نظیر و بے مثال
خرقِ عادت ہے یہی، ساری سعادت ہے یہی
استقامت ہے کرامت سے سوا اے نیکفال

یاد احسانات ایشاں کے درد درمان دل مجبور آمدہ

جن کے اخلاص وعقیدت کا ہے یہ نور وظہور
آج اُن میں سے نظر آتا ہے کوئی خال خال
اب گلستاں کی ترقی اور رونق ہم پہ ہے
دے گئے نشو ونما وہ کر گئے ہم کونہال
یہ برومندی ثمر ہے ہمت مردانہ کا
خرمن اندوزی ہماری، اُن کی جانسوزی پہ دال
خونِ دل سے مزرعِ اسلام کو سینچا کئے
کھیتیاں پکنے لگیں، رخصت ہوئے اہلِ کمال
ہمنوا اُن کے گلابِ ناب سے سرسبز ہے
اِس چمن کی بوٹی بوٹی، پتی پتی ڈال ڈال
ہو بہارِ جانفزا جب رنج کا پہلو لئے
کس طرح ممکن ہے یارب زخمِ دل کا اندمال
خارج از آہنگ نغمے، اِس مقامِ راہ میں
طاقتِ گفتار عاجز، کُند ہے تیغ خیال

اوج وعروج سلسلہ عالیہ احمدیہ بعہد خلافت ثانیہ

آج رنگِ گلشنِ دیں اور سے کچھ اور ہے
چل رہی ہے شکر للہ ہر طرف بادِ شمال
سوبسو آبادیاں رونق فزائے قادیاں
کثرتِ رفتار سے راہیں عمیق و پائیمال
دوستوں کے جمگھٹے ، احباب کے یہ اجتماع
بزمِ شوریٰ اور جلسے بے نظیر و بے مثال
یہ محبت کے مزے اور یہ اخوت کے ثمر
یہ جماعت کا جہاں میں دبدبہ جاہ و جلال
ہیں کرشمے اس قدر کس کی نگاہ ناز کے
شوخیٔ رفتار سے کس کی ہیں فتنے پائمال
بن گیا محبوبِ عالم آج وہ گوشہ نشیں
وہ ہوا کُونے کا پتھر، یعنی قصرِ لازوال

زخم خنداں

باغباں رخصت ہوا اور عین ہے فصلِ بہار
موسم گل ہے، نہیں پر بلبل شیریں مقال
سرو و شمشاد صنوبر ہیں نہیں پر نخلبند
جس کے آبِ چشم سے شاداب ہیں یہ نونہال
کیجئے کس سے بیاں یہ ماجرائے دِل گداز
یادِ ساقی میں ہیں آنکھیں ساغرِ آبِ زلال
گونجتی کانوں میں ہے ابتک نوائے دلربا
آج تک آنکھوں میں پھرتا ہے وہ دورِ ماہ وسال

وچشم گریاں بیاد حضور اقدس علیہ السلام

یادِ ایّام یہ کہ حسب کام تھے لیل و نہار
جندا عہد یکہ تھا ہم میں کوئی فرخندہ فال
یا نگاہِ شوق تھی، یا تھا کوئی خورشید رُو
یاشبِ ہجراں سے یکسر بے خبر روز و صال
اس قدر جلدی گذر جائیں گے یہ دن رات یوں
یہ نہ تھا وہم وگماں اس کا نہ تھا خواب و خیال
پھر کہاں سے لایئے وہ دولتِ دیدارِ عام
حُسن مشتاقِ عنایت عشق مشتاقِ جمال
پھر کہاں سے لایئے وہ عالمِ نظارہ سوز
وہ فضا اور وہ ہوا وہ آفتاب ابرِ نوال

بلبلاں رامژدہ بہار

ہمصفیر و! پھر جہاں میں عہدِ فاروقی ہے آج
کس زباں سے ہوسکے شکر خدائے ذوالجلال
حسن و احسان و وفا میں وہ مسیحا کا نظیر
ڈھونڈیئے ملتی نہیں جس کی زمانے میں مثال
پھر گلستاں میں چلی بادِ بہارِ جاوداں
برمرادِ نونہالاں، برخلافِ بدسگال
قادیاں پھر بن رہا ہے، غیرتِ باغ و بہار
نغمہ بلبل وہی گُل کا وہی غنج و دلال
ہر گھڑی اے دوستو یاں پر غنیمت جانئے
پھر کہاں ہم، پھرکہاں، یہ دورِ ایامِ وصال
زندگی کا کیا پتہ کل کیا خبر ہم ہوں نہوں
کر دعا اے ہم نشیں، اسلام کا چمکے جلال
دولتِ فاروقِ اعظم حشمتِ فضلِ عمر
ہو الٰہی تا ابد، مامون و مصؤنِ زوال

یک واقعہ علالت حضرت اقدس در اوائل

سالک راہِ محبت ! موت بھی منزل ہے اِک
شاہدِ ناطق ہے یہ اک واقعہ دیرینہ سال
دیکھنے والوں سے ہمدم سربس تحقیق ہے
بالیقیں، اس میں نہیں کوئی کلام و احتمال
اوّل اوّل کے زمانے کا بیانِ درد ہے
فرطِ بیماری سے حضرتؑ ہوگئے اکدن نڈھال
بندہ تسلیم بن کر زیبِ بستر ہوگئے
آہ وہ روئے منور اور وہ حسن و جمال
حاضرین وقت میں دوچار تھے حلقہ بگوش
جن کے دل میں روح ایماں دی خدا نے آپ ڈال
دل کی آہیں حسرت آلودہ نگاہیں بن گئیں
پوچھئے مت اُن غلاموں کا غم وحزن و ملال
حضرت اقدس نے پایا اُن پہ رنگ بیخودی
پھر باندازِ تبسم یوں ہوئے گویائے حال
موت کیا ہے؟ عاشقوں کے واسطے مرکب ہے یہ
ہو میسر جس سے محبوبِ حقیقی کا وصال
گر نہوتی موت رہتے ناتمام اُن کے سلوک
سالکوں کے واسطے تھی زندگی بھی اک وبال

التجائے غلام ناچیز

اے شہ دیں وارثِ دیہیم و تخت مصطفیٰ
بارگہ میں یہ غلام آیا ہے لیکر اِک سوال
بندۂ فرماں رہوں جب تک کہ دم میں دم رہے
شکر کے سجدوں میں پیشانی ہو دائم خاکمال
حسبِ منشائے خداوندی ہو رفتار حیات
وقت رحلت ہو نہ دل میں کوئی بیم و اختلال
تیرے دامانِ محبت کا سہارا ہو مجھے
بخشدے ہاں فضل سے اپنے خدا اے بیہمال
بندۂ آرام و دُردِ جام خام و ناتمام
اپنی تقصیروں پہ ہے مظہرؔ سراپا انفعال

❀❀❀

سیدنا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اقدس میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کے مشہور عربی ''قصیدہ'' کا منظوم اردو ترجمہ

ارشاد عرشی ملک۔ پاکستان

یا عین فیض اللہ و العرفان
اے خُدا کے فیض اور عرفان کے آبِ رواں
یسعی الیک الخلق کالظمآن
تری جانب دوڑتا ہے اک ہجومِ تشنگاں

یا بحر فضل المنعم المنان
اے سمندر منعم و منّان کے افضال کے
تھوی الیک الزمر بالکیزان
لوگ اُمڈے آ رہے ہیں لے کے کوزے مٹکیاں

یا شمس ملك الحسن و الاحسان
اے زمینِ حُسن و احساں کے درخشاں آفتاب
نورت وجه البر و العمران
تو نے روشن کردیئے اُجڑے چمن، آبادیاں

قوم راوك و امة قد اخبرت
اک جماعت نے تجھے دیکھا ہے اور اک نے سُنا
من ذلك البدر الذی اصبانی
تو کہ جس نے مجھ کو دیوانہ کیا بدرِ جہاں

یبکون من ذکر الجمال صبابة
تیرے حُسن و دِلکشی کی یاد میں روتے ہیں وہ
و تالما من لوعة الهجران
سوزشِ فرقت سے عاشق ہیں ترے گریہ کناں

و اری القلوب لدی الحناجر کربة
دیکھتا ہوں کرب سے ہیں دِل گلے تک آ گئے
و اری الغروب تسیلها العینان
ہوگئیں آنکھوں سے جاری آنسوؤں کی ندّیاں

یا من غدا فی نوره و ضیائه
اے کہ تُو جو نور میں ہے مثلِ ماہ و آفتاب
کالنیرین و نور الملوان
کردیا ہے تُو نے روز و شب کو مثلِ کہکشاں

یا بدرنا یا آیة الرحمن
چودھویں کے چاند، اے رحمان کے زندہ نشاں
اهدی الهداة و اشجع الشجعان
تُو شجاعوں کا شجاع ہے تو ہے فخرِ ہادیاں

انی اری فی وجهك المتهلل
دیکھتا ہوں تیرے روشن رُخ پہ ایسی شان میں
شانا یفوق شمائل الانسان
جو کہ انسانی شمائل سے ہے بالا، بے گماں

و قد اقتفاك اولو النهی و بصدقهم
اہلِ دانش تجھ کو چُن کر تیرے پیرو ہوگئے
و دعوا تذکر معهد الاوطان
ترک کردی یاد تک وطنوں کی مثلِ صادقاں

قد اثروك و فارقوا احبابهم
چُن لیا تجھ کو ہُوئے احباب سے اپنے جُدا
و تباعدوا من حلقة الاخوان
بھائیوں کے دائرہ سے خود بڑھائیں دوریاں

قد ودعوا اهوائهم و نفوسهم
کہہ دیا نفسوں کو دِل کی خواہشوں کو الوداع
و تبرءوا من کل نشب فان
مال کو دُنیائے فانی کے بھی سمجھا رائیگاں

ظهرت علیهم بینات رسولهم
جب رسولِ پاکؐ کے روشن نشاں ظاہر ہُوئے
فتمزق الاهواء کالاوثان
تب ہوائے نفس کے بُت تھے شکستہ کرچیاں

فی وقت ترویق اللیالی نوروا
نور سے تیرے ہُوئے روشن شبِ ظلمات میں
و اللہ نجاهم من الطوفان
اُن کو طوفانِ ضلالت سے خُدا نے دی اماں

قد هاضهم ظلم الاناس و ضیمهم
پیسنا چاہا اگرچہ اُن کو دستِ ظلم نے
فتثبتوا بعنایة المنان
وہ بہ فضلِ رب رہے ثابت قدم مثلِ چٹاں

نهب اللئام نشوبهم و عقارهم
گرچہ اوباشوں نے لوٹا اُن کا سب مال و منال
فتهللوا بجواهر الفرقان
ہوگئے فرقاں کے موتی پا کے چہرے ضوفشاں

کسحوا بیوت نفوسهم و تبادروا
اپنے نفسوں کے گھروں کو خوب چمکا کر بڑھے
لتمتع الایقان و الایمان
دولتِ ایمان و ایقاں کی طلب میں عاشقاں

قاموا باقدام الرسول بغزوهم
پیش قدمی پر رسول اللہ کی غزوات میں
کالعاشق المشغوف فی المیدان
دُشمنوں پر پل پڑے اور جم گئے مثلِ چٹاں

فدم الرجال لصدقهم فی حبهم
اُن جواں مردوں کے اخلاص و محبت کے سبب
تحت السیوف اریق کالقربان
خون یوں اُن کے بہے گویا وہ ہوں قربانیاں

جاءوك منهوبین کالعریان
تیرے پاس آئے وہ بے مایہ، لُٹے، ننگے بدن
فسترتهم بملاحف الایمان
تُو نے ڈھانکا چادرِ ایمان سے سترِ نہاں

صادفتهم قوما کروث ذلة
تُو نے بے توقیر پایا اُن کو گوبر کی طرح
فجعلتهم کسبیکة العقیان
کردیا خالص ڈلی سونے کی اور جنسِ گراں

حتی انثنی بر کمثل حدیقة
اک گلستاں بن گیا حتیٰ کہ صحرائے عرب
عذب الموارد مثمر الاغصان
ہوگئے چشمے رواں اور لد گئیں سب ڈالیاں

عادت بلاد العرب نحو نضارة
لوٹ آئی تازگی، رونق عرب میں چار سُو
بعد الوجیٰ و المحل و الخسران
خشک سالی اُٹھ گئی، رخصت ہوئیں ویرانیاں

کان الحجاز مغازل الغزلان
چشمِ آہو کے غزل خواں تھے جوانانِ حجاز
فجعلتهم فانین فی الرحمن
فانی فی اللہ کردیا ان کو مثالِ سالکاں

شیئان کان القوم عمیا فیهما
یا تھا شوقِ دلبراں یا جامِ مے میں غرق تھے
حسو العقار و کثرة النسوان
بس انہیں لذّات میں اندھے تھے سب پیر و جواں

اما النساء فحرمت انکاحها
حکم مستورات کو اللہ نے قرآن میں دیا
زوجا له التحریم فی القران
ہے حرام اُن سے نکاح کہ جنکی حُرمت ہے بیاں

و جعلت دسکرة المدام مخربا
تُو نے مے خانوں کو ویران و بیاباں کردیا
و ازلت حانتها من البلدان
اور مے نوشی کی شہروں سے ہٹا دی ہر دُکاں

کم شارب بالرشف دنا طافحا
تھے بہت جو خُم کے خم پیتے تھے ہر پل مست تھے
فجعلته فی الدین کالنشوان
دیں کا متوالا بنایا تُو نے ان کو جانِ جاں

کم محدث مستنطق العیدان
بدعتی، سازوں کے رسیا تھے مگر تیرے طفیل
قد صار منك محدث الرحمن
ہم کلام اُن سے لگا ہونے خُدائے مہرباں

کم مستهام للرشوف تعشقا
کھینچ ہی لایا اُنہیں بھی جانبِ فرقان تُو
فجذبتهم جذبا الی الفرقان
عشق میں غنچہ دہن پریوں کے جو تھے نیم جاں

احییت اموات القرون بجذوة
ایک جلوے سے ترے صدیوں کے مُردے جی اُٹھے
ماذا یماثلك بهذا الشأن
کون ہے اس شان میں تیرا نظیر اے کامراں

ترکوا الغبوق و بدلوا من ذوقه
ترک کی راتوں کی مے اور لذتِ غم کو چُنا
ذوق الدعاء بلیلة الاحزان
پھر دُعائے نیم شب تھی اور آہ و زاریاں

کانوا برنات المثانی قبلها
قبل اس کے راگ کی رُوں رُوں کے قیدی تھے سبھی
قد احصروا فی شحها کالعانی
حرص تھی نغمات کی، محبوب تھیں سارنگیاں

قد کان مرتعهم اغانی دائما
راگ و رنگ و مے سے تھیں آباد دائم محفلیں
طورا بغید تارة بدنان
دل لگی ہر سیم تن سے اور پیہم مستیاں

ما کان فکر غیر فکر غوانی
یا تھی فکرِ مے کشی یا تھیں مُغنّی عورتیں
او شرب راح او خیال جفان
تھے نشے میں دُھت، تصور میں تھا جامِ ارغواں

کانوا کمشغوف الفساد بجهلهم
ہر گھڑی لڑنے پہ اُکساتا تھا اکھڑپن اُنہیں
راضین بالاوساخ و الادران
جسم و جاں کی میل و ناپاکی پہ ہر دم شادماں

عیبان کان شعارهم من جهلهم
تھے جہالت کے سبب دوعیب اُن میں رچ گئے

فطلعت یا شمس الهدی نصحا لهم
تُو ہُوا اُن پر طلوع ایسے میں اے شمس الھدیٰ

ارسلت من رب کریم محسن
تجھ کو بھیجا ربِ محسن نے کریمی کے سبب

یا للفتی ما حسنه و جماله
واہ! یہ کیسا جواں ہے صاحبِ حُسن و جمال

وجه المهیمن ظاهر فی وجهه
اُس کے چہرے میں نظر آتا ہے نور اللہ کا

فلذا یحب و یستحق جماله
ہے جمال اُس کا اِسی لائق کہ وہ محبوب ہو

سجح کریم باذل خل التقی
وہ ہے خُوش خلق و معزز، صاحبِ جود و عطا

فاق الوری بکماله و جماله
کیا کہوں اُسکا کمال، اُس کا جمال، اُس کا جلال

لاشك ان محمدا خیر الوری
ہیں محمدؐ لاجرم خیرالبشر، خیر الوریٰ

تمت علیه صفات کل مزیة
آپؐ پر ہر دور کی نعمت مکمل ہوگئی

و الله ان محمدا کردافة
آپؐ ہی واللہ خلیفہ ہیں خُدائے پاک کے

هو فخر کل مطهر و مقدس
ہر مطہر ہر مقدس کے لئے ہیں وجہِ فَخر

هو خیر کل مقرب متقدم
ہر مقرب سے ہراک سالک سے افضل شان میں

و الطل قد یبدو امام الوابل
بوندا باندی کی طرح تھے آپؐ سے پہلے نبی

بطل وحید لاتطیش سهامه
وہ پہلواں آپؐ جس کے تیر نہ جائیں خطا

هو جنة انی اری اثماره
دیکھتا ہوں آپکوؐ اک باغ، جسکے پھول و پھل

الفیته بحر الحقائق و الهدی
آپؐ ہیں بحرِ حقائق آپؐ ہیں بحرِ ھُدیٰ

قد مات عیسی مطرقا و نبینا
سر جھکا کر مر گئے عیسیٰؑ مگر زندہ ہیں آپؐ

و الله انی قد رأیت جماله
میں نے واللہ خوب دیکھا آپکاؐ حُسن و جمال

ها ان تظنیت ابن مریم عائشا
زندگی کا ابنِ مریم کی ہے گر تم کو خیال

افانت لاقیت المسیح بیقظة
حمق الحمار و وثبة السرحان
ہر قدم اڑیاں گدھے کی، گرگ کی خوں خواریاں

لتضیئهم من وجهك النورانی
تا کرئے اُنکو منور تیرا نورِ ضوفشاں

فی الفتنة الصماء و الطغیان
بے پناہ فتنے تھے چاروں سمت تھیں طغیانیاں

ریاه یصبی القلب کالریحان
گویا ریحاں کی مہک دِل سے کرئے سرگوشیاں

و شؤنه لمعت بهذا الشان
اور ہیں اوصاف میں اس نور کی ضوپاشیاں

شغفا به من زمرة الاخدان
اُس سے ہو دل بستگی، چھوٹے ہجومِ دوستاں

خرق وفاق طوائف الفتیان
اُس کریم و متقی کی دُھول ہیں سارے جواں

و جلاله و جنانه الریان
سب پہ بازی لے گیا شاداب دل، سیرابِ جاں

ریق الکرام و نخبة الاعیان
آپؐ ہیں روح، شرافت، آپؐ شاہِ دو جہاں

ختمت به نعماء کل زمان
ہر فضیلت آپؐ پر ہے ختم شاہِ ہر زماں

و به الوصول بسدة السلطان
آپؐ ہی دربارِ شاہی کا وسیلہ ہیں یہاں

و به یباهی العسکر الروحانی
آپکیؐ ہستی پہ نازاں لشکرِ قدّوسیاں

و الفضل بالخیرات لا بزمان
باعث وجہِ فضیلت خیر ہے نہ کہ زماں

فالطل طل لیس کالتهتان
فرق ہے پر بوندا باندی اور جھڑی کے درمیاں

ذو مصمیات موبق الشیطان
تیر ہیں مہلک بہت اور زد پہ شیطاں بے ایماں

و قطوفه قد ذللت لجنانی
جھک گئے مجھ پر مرے دِل پر ہُوئے سایہ فگاں

و رأیته کالدر فی اللمعان
میں نے دیکھا آپکوؐ موتی سے بڑھ کر ضوفشاں

حی و ربی انه وافانی
مجھ سے جیتے جاگتے واللہ ملے ہیں بے گماں

بعیون جسمی قاعدا بمکانی
ہاں انہیں آنکھوں سے دیکھا ہے اسی گھر میں یہاں

فعلیك اثباتا من البرهان
فرض ہے تم پر دلائل سے کرو ثابت، بیاں

او جائك الانباء من یقظان
کیا ملے ہو جاگتے میں تم مسیحؑ پاک سے

انظر الی القرآن کیف یبین
دیکھ لو قرآن سے ثابت ہے عیسیٰ کی وفات

فاعلم بان العیش لیس بثابت
جان لو وہ قائم و دائم نہیں زندہ نہیں

و نبینا حی و انی شاهد
میں گواہ ہُوں ہیں محمدؐ مصطفےٰ زندہ نبی

و رأیت فی ریعان عمری وجهه
میں نے دیکھا نوجوانی ہی میں چہرہ آپؐ کا

انی لقد احییت من احیاله
آپؐ نے زندہ کیا مجھ کو تو میں زندہ ہُوا

یا رب صل علی نبیك دائما
اے خُدا اپنے نبیؐ پر بھیج تُو دائم درود

یا سیدی قد جئت بابك لاهفا
سخت ایذا دی مجھے اور قوم نے کافر کہا

یفری سهامك قلب کل محارب
تیر تیرے، قلب کو ہر جنگ جُو کے چیر دیں

الله درك یا امام العالم
آفریں تجھ پر کہ تُو ہر دور کا ہے پیشوا

انظر الی برحمة و تحنن
مجھ پہ بھی نظرِ کرم ہو رحم ہو احسان ہو

یا حب انك قد دخلت محبة
رچ گئی تیری محبت جان و دِل میں خون میں

من ذکر وجهك یا حدیقة بهجتی
اے مرے باغِ مسرت تیرے مُنہ کی یاد سے

جسمی یطیر الیك من شوق علا
جسم پر ہے شوق غالب، حسرتِ پرواز ہے

یا کِسی نے دی خبر کہ وہ ہیں زندہ جاوداں

افانت تعرض عن هدی الرحمن
کیوں ہے یہ اعراض جب واضح ہے رحماں کا بیاں

بل مات عیسی مثل عبد فان
مرچکے عیسیٰ مسیح مانند بشرِ ناتواں

و قد اقتطفت قطائف اللقیان
میں نے صحبت کے ثمر پائے ہیں بھر بھر جھولیاں

ثم النبی بیقظتی لاقانی
جاگتے میں بھی ملے، بخشا نشاطِ دوستاں

واها لاعجاز فما احیانی
واہ! یہ اعجاز ہے کیا خوب زندہ جاوداں

فی هذه الدنیا و بعث ثان
دو جہاں میں تان دے صل علیٰ کا سائباں

و القوم بالاکفار قد اذانی
اے مرے آقا میں فریادی ہوں مضطر الاماں

و یشج عزمك هامة الثعبان
اژدھے کا سر کچل ڈالے، تِرا عزمِ جواں

انت السبوق و سید الشجعان
اے شجاعوں کے شجاع، سبقت تری سب پر عیاں

یا سیدی انا احقر الغلمان
اے مرے آقا میں ہوں ادنیٰ ترینِ چاکراں

فی مهجتی و مدارکی و جنانی
اے مرے پیارے مری رگ رگ میں تُو ہی تُو رواں

لم اخل فی لحظ و لا فی اٰن
ایک لحظہ بھی نہیں خالی مرے دل کا جہاں

یا لیت کانت قوة الطیران
کاش تجھ سے اُڑ کے مل سکتا میں مثلِ طائراں

الحمد للہ رب العالمین

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2007

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اَز رُوئے قُرآن وحدیث

منیر احمد خادم
ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍo وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ oذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

(الجمعہ: آیت 3 تا 5)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے ۔وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے ۔یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

قابل احترام صدر اجلاس ومعزز سامعین! جن آیات قرآنی کی خاکسار نے تلاوت کی ہے اور ان کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے اس کے متعلق حدیث بخاری میں آتا ہے کہ اس کے نزول پر جب صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضورؐ! آخرین سے مُراد کون ہیں؟ تو آپؐ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ:

لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ هٰٓؤُلَاءِ

(بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الجمعہ)

کہ اگر مسلمانوں کی حالت اس قدر بگڑ جائے گی کہ ایمان ثریا پر معلّق کر دیا جائے گا، تو اِن یعنی سلمان فارسی سے تعلق رکھنے والے عجمی لوگوں میں سے ایک یا چند اشخاص اس کو دوبارہ وہاں سے لے آئیں گے

اس آیت کی تشریح میں بارہویں صدی ہجری کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اَعْظَمُ الْاَنْبِیَاءِ شَانًا مَنْ لَهٗ نَوْعٌ آخَرَ مِنَ الْبَعْثِ اَیْضًا وذٰلِكَ اَنْ یَّکُوْنَ مُرَادُ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْهِ اَن یَّکُوْنَ سَبَبًا لِخُرُوْجِ النَّاسِ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَاَنْ یَّکُوْنَ قَوْمُهٗ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ فَیَکُوْنُ بَعْثُهٗ یَتَنَاوَلُ بَعْثًا آخَرَ

(حجۃ اللہ البالغہ جلد اول باب حقیقۃ النبوۃ وخواصہا صفحہ: 83 مطبوعہ مصر)

یعنی شان میں سب سے بڑا نبی وہ ہے جس کی ایک دوسری بعثت بھی ہوگی اور وہ اس طرح کہ: اللہ تعالیٰ کی مُراد دوسری بعثت سے یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لانے کا سبب ہوگا اور اس کی قوم خیر اُمت ہو گی جو تمام قوموں کے لئے نکالی گئی ہے ۔ لہذا اس نبی کی پہلی بعثت دوسری بعثت کو بھی لئے ہوئے ہے۔

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ بروز حقیقی کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَمَّا الْحَقِیْقِی فَعَلٰی ضُرُوْبٍ... وَتَارَۃً اُخْرٰی بِاَنْ تَشْبِیكَ بِحَقِیْقَةِ رجل من اٰلِهٖ اَوِ الْمُتَوَسِّلِیْنَ اِلَیْهِ کَمَا وَقَعَ لِنَبِیِّنَا بِالنِّسْبَةِ اِلٰی ظُهُوْرِ الْمَهْدِیِّ

(تفہیمات الٰہیہ جز ثانی تفہیم نمبر 228 صفحہ 198، مطبوعہ مدینہ برقی پریس، بجنور)

یعنی حقیقی بروز کی کئی اقسام ہیں ......کبھی یوں ہوتا ہے کہ ایک شخص کی حقیقت میں اس کی آل یا اس کے متوسلین داخل ہوجاتے ہیں جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدی سے تعلق میں۔ اسی طرح کی بروزی حقیقت وقوع پذیر ہوگی ۔ یعنی مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی بروز ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے مقام کے متعلق سلف صالحین نے یہاں تک لکھا ہے کہ امام مہدی و مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہوگا اور باقی سب انبیاء اس کے تابع ہوں گے ۔ چنانچہ حضرت امام عبد الرزّاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

اَلْمَهْدِیُّ الَّذِیْ یَجِیْئُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّهٗ یَکُوْنُ فِی الْاَحْکَامِ الشَّرِیْعَةِ تَابِعًا لِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَفِی الْمَعَارِفِ وَالْعُلُوْمِ وَالْحَقِیْقَةِ تَکُوْنُ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ تَابِعِیْنَ لَهٗ کُلُّهُمْ... لِاَنَّ بَاطِنَهٗ بَاطِنُ محمد صلی الله علیه وسلم

(شرح فصوص الحکم مطبوعہ مصر، صفحہ: 52)

یعنی آخری زمانہ میں آنے والا امام مہدی احکام شرعیہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہوگا اور علوم ومعارف اور حقیقت میں باقی تمام انبیاء اور اولیاء مہدی کے تابع ہوں گے کیونکہ اس کا باطن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہوگا۔

سامعین کرام! قرآن مجید کی روشنی میں گزشتہ بزرگان اُمت کے حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز اور غلام کے طور پر ہوگی اور دیگر انبیاء علیہم السلام ان کے تابعین میں سے ہونگے اور یہ کہ آپ اُمت محمدیہ کے ایک فرد ہوں گے اور ایک دوسری حدیث جو ابن ماجہ باب شدۃ الزمان میں مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنے والے عیسیٰ اور مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہونگے ۔لیکن اس زمانہ کے بعض سفلہ طبع اور ظاہر پرست علماء کو یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ جب ہم سورۃ الجمعہ کی آیت کی روشنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا ذکر کرتے ہیں تو یہ شور مچا دیتے ہیں کہ قادیانی تناسخ کے قائل ہیں اور نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دوسرے جون میں آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں ۔لیکن جیسا کہ ربانی علماء کے حوالہ جات سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ وہ اس آیت قرآنی کی تشریح میں مہدی کی بعثت کو بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تسلیم کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی تمام انبیاء پر آپ کی عظمت شان ثابت کرتے ہیں ۔قرآن و حدیث اور بزرگان امت کے ان حوالہ جات سے امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی حقیقت اور مقام کی عظمت ظاہر وباہر ہے۔

قبل اس کے کہ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلق سے اس مضمون کو آگے بڑھایا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو دعویٰ فرمایا ہے وہ سامعین کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور مَیں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرّہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہوکر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اُس خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 7,8 مطبوعہ 1901ء)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ منہاج نبوت پر

قائم ہے اور آپ منہاج نبوت پر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ امام مہدی و مسیح موعود ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد خلافت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا:۔

’’تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ قائم رہے۔ پھر اللہ اس کو اٹھالے گا۔ پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی اور جب تک اللہ چاہے گا یہ رہے گی پھر اللہ اس کو بھی اٹھالے گا۔ پھر کاٹنے والی حکومت آئے گی اور جب تک اللہ چاہے گا یہ رہے گی پھر اللہ اس کو بھی اٹھالے گا۔ پھر ظلم وزیادتی والی حکومت قائم ہوگی اور جب تک اللہ چاہے گا قائم رہے گی پھر اللہ اس کو بھی اٹھالے گا۔ اس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔‘‘ (مشکوٰۃ)

پس حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام امام مہدی ،و مسیح موعود، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں، بلکہ خاتم الخلفاء ہیں اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں لہذا حضرت مسیح موعودؑ خاتم الخلفاء ہیں۔ اب کوئی خلیفہ نہیں مگر وہی جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والا ہو۔ اور آپؑ وہ وجود ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لائی گئی کامل ہدایت کی کامل اشاعت آپ کے ذریعہ ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:۔

’’چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرض منصبی جو تکمیل اشاعت ہدایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بوجہ عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تھا اس لئے قرآن شریف کی آیت وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ثانی کا وعدہ کیا گیا ہے اس وعدہ کی ضرورت اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ تا دوسرا فرض منصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی تکمیل اشاعت ہدایت دین جو آپؐ کے ہاتھ سے پورا ہونا چاہئے اس وقت بباعث عدم وسائل پورا نہیں ہوا اس واسطے فرض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آمد ثانی سے جو بروزی رنگ میں تھی ایسے زمانہ میں پورا کیا جبکہ زمین کی تمام قوموں تک اسلام پہنچانے کے لئے وسائل پیدا ہوگئے تھے۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ، صفحہ:177، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ:263)

سامعین کرام جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت منہاج نبوت پر ہے چنانچہ اب ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ کی صداقت کے وہ دلائل پیش کرتے ہیں جو قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام اور مامورین کے لئے بیان ہوئے ہیں۔ اس تعلق میں ہم آپ کی صداقت کی دلیل کے طور پر آپ کے دعویٰ سے پہلے کی زندگی کو لیتے ہیں۔ قرآن مجید نے بھی یہی طریق اختیار کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل کے طور پر آپ کے دعویٰ سے پہلے کی زندگی کو یوں بیان فرمایا ہے:

فرمایا ’’فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ‘‘ (یونس: رکوع:2) یعنی اس دعوے سے پہلے مَیں نے تمہارے اندر ایک عمر گزاری ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

یہ ایک عقلی دلیل ہے جو قرآن مجید نے مامورین کی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش فرمائی ہے کہ مامور من اللہ کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی نہایت پاکیزہ اور بااخلاق اور صاف ستھری ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسا شخص اچانک جھوٹا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ دعویٰ سے قبل مکہ والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صدوق اور امین کہتے تھے۔ اللہ نے انہیں ہی مخاطب کرکے فرمایا کہ ایسا شخص جس کو تم سچا اور راستباز امانت دار کہتے ہو ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ جھوٹا دعویٰ کر بیٹھے۔

سامعین کرام ایسا ہی سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ میں بھی ہوا۔ دعویٰ مہدویت اور مسیحیت سے قبل آپ اپنے علاقہ میں نیک راستباز عاشق قرآن اور عاشق رسول مشہور تھے۔ چنانچہ مشہور اہلحدیث لیڈر مولانا محمد حسین بٹالوی جو بعد میں آپ کے مخالف ہوگئے آپ علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

’’مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربہ اور مشاہدہ کی رُو سے واللہ حسیبہ شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں اور نیز شیطانی الہام اکثر جھوٹے نکلتے ہیں اور الہامات مؤلف براہین احمدیہ (انگریزی میں ہوں خواہ ہندی وعربی وغیرہ) آج تک ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا‘‘

(رسالہ اشاعۃ السنہ جلد 7 نمبر 9 صفحہ 282)

اسی طرح شمس العلماء جناب مولانا سید میر حسن صاحب جو شاعر مشرق علامہ اقبال کے استاد تھے تحریر کرتے ہیں:۔

’’حضرت مرزا صاحب 1864ء میں بتقریب ملازمت شہر سیالکوٹ میں تشریف لائے اور قیام فرمایا...... آپ عزلت پسند اور فضول ولغو سے مجتنب اور محترز تھے......‘‘

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 154 طبع اول)

اسی طرح لکھتے ہیں:۔

’’کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے ایسے خشوع خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔‘‘ (ایضاً)

مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر اخبار زمیندار کے والد ماجد منشی سراج الدین صاحب کی شہادت ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں:

’’مرزا غلام احمد 1860 تا 1861 کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے ۔۔۔ اور ہم چشمدید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔‘‘ (زمیندار مئی 1908ء، بحوالہ حیات طیبہ مؤلفہ عبد القادر صاحب سابق سوداگرمل)

آج کے بعض سفلہ طبع دشمنان احمدیت سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعویٰ کے بعد کی زندگی پر اپنی طرف سے جھوٹے الزامات لگاکر پھر خود ہی آپؑ کی سیرت پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید ان کو اس بات سے روکتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ اگر تم نے اعتراض کرنا ہے تو اس حصہ زندگی پر تمہیں اعتراض کا حق ہے جو مامور کی دعویٰ سے قبل کی زندگی ہے لیکن دعویٰ کے بعد جب تم نے مخالفت اور دشمنی کی کالی عینک اپنے چہرہ پر لگالی تو پھر تو تم نے دشمنی میں اندھے ہوکر جھوٹے الزامات لگانے ہیں اس لئے قرآن مجید فرماتا ہے کہ یاد رکھو: فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کہ میں دعویٰ سے قبل ایک زندگی تم میں گزار چکا ہوں جس کی راستبازی کے تم گواہ ہو کچھ عقل کرو کچھ ہوش کے ناخن لو۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں:۔

’’خدا تعالیٰ نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پر پورا کردیا ہے کہ میرے دعویٰ پر ہزارہا دلائل قائم کرکے تمہیں موقع دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بُلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا کوئی تم میں سے ہے جو میری سوانح زندگی پر نکتہ چینی کرسکتا ہے پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 64)

سامعین کرام! بلاشبہ یہ ایک عظیم الشان دلیل صداقت ہے کہ بعثت سے قبل ایک دنیا آپ کی سچائی، تقویٰ شعاری اور راستبازی کی قائل تھی۔

اب خاکسار آپ کی صداقت کی دوسری دلیل کے طور پر قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مامورین کے متعلق یہ حتمی فیصلہ فرمایا ہے کہ:

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ

(المجادلہ: آیت:22)

کہ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ

بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے جو علم کلام پیش فرمایا ہے اور اپنی صداقت کے جو عظیم الشان دلائل دیئے ہیں آج دنیا میں کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا نہ تو غیر مسلموں کو اس بات کی طاقت ہے کہ وہ ان کا جواب دے سکیں اور نہ غیر احمدیوں میں یہ سکت ہے کہ وہ آپ کے دلائل وبراہین کے مقابلہ پر کھڑے ہوسکیں۔

علاوہ اس غلبہ کے اس آیتِ مبارکہ سے ایسا غلبہ بھی مراد ہے جو خدا تعالیٰ ماموریں کو ظاہری اعتبار سے تدریجاً عطا فرماتا ہے۔ اوران کا ہر دن پہلے دنوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ افضال و برکات سے بھرپور ہوتا ہے۔

علاوہ اس کے اللہ تعالیٰ نے امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایک یہ بھی خوشخبری فرمائی تھی کہ اس کی صداقت کی نشانی یہ ہوگی کہ اس کو تمام ادیان پر اللہ تعالیٰ دلائل و براہین کا اور ظاہری وروحانی غلبہ عطا فرمائے گا چنانچہ فرمایا:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

(التوبہ:33)

یعنی وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ تمام دینوں پر اس کو غالب کردے۔ چاہے مشرکوں کو یہ بات بُری لگے۔ ایک اور مقام پر سورۃ الفتح میں اس آیت کے آخر میں وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ کی بجائے وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا آیا ہے۔ یعنی اور اللہ ہی کافی گواہ ہے۔

اس آیت کی تفسیر جامع البیان کی جلد 29 میں اس طرح مرقوم ہے وَذٰلِكَ عِنْدَ نُزُوْلِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ یعنی یہ غلبۂ دین عیسیٰ بن مریم کے زمانے میں ہوگا۔

اس آیت سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ امت محمدیہ میں آخری زمانہ میں ایک شخص امام مہدی و مسیح موعود کے رنگ میں ظاہر ہوگا وہیں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس کی صداقت کی عظیم الشان نشانی یہ ہے کہ اس کے دَور میں اسلام کو تمام ادیان پر دلائل کے اعتبار سے غلبہ نصیب ہوجائے گا اور اس کی صداقت کی ایک نشانی یہ بھی ہوگی کہ اس کو ظاہری غلبہ بھی ملنا شروع ہوجائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور اپنے ماموریں کے لئے یہ مقدر کرچھوڑا ہے کہ ان کو دلائل و براہین کے غلبے کے ساتھ ساتھ کچھ ان کے اپنے زمانے میں اور کچھ ان کے بعد خلفاء کے زمانے میں ظاہری غلبہ اور شان و شوکت بھی ملنا شروع ہوجاتی ہے۔ اور ان کے مخالفین اور دشمنان ان کو ذلیل کرنے اور ان کے مشن میں ان کو ناکام و نامراد کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں تمام طاقتوں کو جمع کرکے مامور کی جماعت کو ملیامیٹ کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کی مخالفتوں اور دشمنیوں اور ہر طرح کی کوششوں کو بالآخر ناکام و نامراد کردیتا ہے۔

چنانچہ ہم سب سے پہلے دلائل و براہین کے غلبہ کے اعتبار سے دیکھتے ہیں تو ہم پاتے ہیں کہ آپ نے منشاء الٰہی سے سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ 1882ء میں تصنیف فرمائی آپ نے ایک طرف اس کتاب میں اپنے الہامات درج فرمائے تو دوسری طرف اس میں قرآن مجید کی صداقت کے عظیم الشان دلائل پیش فرماتے ہوئے اس کا جواب دینے والے کو دس ہزار روپے کا انعام دینے کا اعلان فرمایا۔ آپ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر تمام دلائل کا جواب دینے کی طاقت نہیں تو کم از کم پانچواں حصہ دلائل کا جواب دے دو یا پھر نمبر وار ان تمام دلائل کو مع ان کی جزئیات کے توڑ کر دکھا دو تو ایسے جواب دینے والے کو آپ دس ہزار روپے کا انعام دیں گے اس کتاب کے بعد آپ نے اپنی حیات طیبہ میں کئی اَور مواقع پر اپنی کتب اور اشتہارات میں آپ کے پیش کردہ دلائل کا جواب دینے والوں کو ہزاروں روپے انعامات کی پیشکش کی ایسے انعامات میں وفات مسیح کا چیلنج، حضرت عیسیٰ کو آسمان پر بتانے والی حدیث پیش کرنے والے کو بیس ہزار روپے کے انعام کا چیلنج پھر اس کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہر اس مولوی کو جو مسیح کو آسمان سے اُتار دے ایک کروڑ روپے کا انعامی چیلنج بھی دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعض چیلنجز میں یہاں تک فرمایا کہ جواب دینے والے کے ہاتھ پر آپ اپنے دعاوی سے تائب ہوجائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن آج جبکہ ان تمام چیلنجز کو سوسال سے زائد کا عرصہ گزر گیا ہے کسی ایک چیلنج کا جواب دینے والا بھی پیدا نہیں ہوا۔ آج سوسال کے بعد جماعت احمدیہ کی بھی تین نسلیں گزر چکی ہیں اور بفضلہ تعالیٰ ایسی مبارک پانچویں خلافت قائم ہوچکی ہے جس کا نام لیکر اللہ تعالیٰ اس سے معیت کا اوراس کے ساتھ ہونے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ: اِنِّیْ مَعَكَ يَا مَسْرُوْرُ کہ اَے مسرور یقیناً میں تیرے ساتھ ہوں۔

سامعین کرام! جیسا کہ قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ منہاج نبوت پر ہے اور الہام الٰہی کی بنیاد پر ہے۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ

(سورہ الحاقہ، آیت:45 تا 48)

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کردیتا تو ہم اسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر ہم یقیناً اس کی رگِ جان کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ایک بھی اُس سے (ہمیں) روکنے والا نہ ہوتا۔

ان آیات مبارکہ میں صاف فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی جھوٹا الہام بنائے گا تو ترقی تو درکنار ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ دائیں ہاتھ سے یعنی اپنی قوت سے پکڑ کر اس کی شاہ رگ کاٹ دے گا یعنی اس کو اس کے منصوبوں میں تباہ و برباد کرکے اس کا نام و نشان مٹادے گا اور سچے مُلہم کے متعلق فرمایا کہ ہم نے فرض کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ سامعین کرام ایک طرف صداقت کے ان قرآنی معیاروں کو دیکھئے اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی ملاحظہ فرمایئے! حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام'' سلطان القلم'' رکھا ہے اور میری قلم کو'' ذوالفقار علی'' فرمایا''

پھر سیرت المہدی میں ایک روایت ہے کہ کئی دفعہ حضور فرماتے کہ بعض الفاظ خود بخود ہمارے قلم سے لکھے جاتے ہیں۔

(روایت نمبر 105 سیرت المہدی)

چنانچہ جلسہ پیشوایان مذاہب 1896ء میں جو مضمون ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے نام سے آپ نے تحریر فرمایا اس کے متعلق آپ کو الہام ہوا کہ: ''مضمون بالا رہا'' آپؑ فرماتے ہیں:۔

'' جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارے میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے ...... مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سُنیں شرمندہ ہوجائیں گی اور ہرگز قادر نہیں ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلاسکیں۔''

آپؑ فرماتے ہیں: ''جب مَیں مضمون ختم کرچکا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ ''مضمون بالا رہا''

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۹)

نیز آپؑ فرماتے ہیں:۔

''یہ الہام بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار مورخہ 21 دسمبر کے قبل جلسہ ہٰذا کے دو روز کے اندر ہی دُور و نزدیک شائع کیا گیا اور سب لوگوں کو اس بات سے آگاہی دی گئی کہ

ہمارا ہی مضمون غالب رہے گا۔ پس ایسا ہی ہوا کہ اس جلسہ میں جس قدر مضامین پڑھے گئے تھے ان سب پر ہمارا مضمون غالب اور فائق رہا اور خود اُس جلسہ میں غیر مذاہب کے وکلاء نے بھی پلیٹ فارم پر کھڑے ہوکر گواہیاں دیں کہ مرزا صاحب کا مضمون سب پر غالب رہا۔ اور انگریزی اخبار ''سول ملٹری گزٹ لاہور'' اور ''پنجاب آبزرور'' اور دیگر اخباروں نے بڑے زور سے گواہی دی کہ ہمارا مضمون سب مضامین پر غالب رہا۔''

(نزول المسیح صفحہ 195)

چنانچہ جلسہ کے بعد تمام حاضرین نے بیک زبان اعتراف کیا کہ آپ کا مضمون بالا تھا اور پھر بعد میں جو اس جلسۂ اعظم مذاہب کی رُوداد چھپی ہے اور تمام مذاہب کے لیڈران کے جو مضامین شائع ہوئے ہیں ان کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام کہ ''مضمون بالا رہا'' کس شان سے پورا ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''مَیں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ مَیں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک مَیں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا کو اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں''

پھر فرمایا:

اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں ۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ مَیں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کرسکتیں۔ کیا وہ زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں۔''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

سامعین کرام! سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک اور عظیم الشان دلیل ملاحظہ فرمائیں جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ آپ کی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے امام مہدی کے متعلق فرمایا ہے کہ جب وہ آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کردے گا چنانچہ حدیث بخاری کے الفاظ ''یَضَعُ الْحَرْب'' اس کی گواہی دیتے ہیں۔ اور آپ نے فرمایا کہ چونکہ میری بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے تو اس لئے سنو کہ:

''اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔''

(تحفہ گولڑویہ)

پھر فرمایا:

''بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یَضَعُ الحرب یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کردے گا۔''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، صفحہ:15)

آپ نے مزید فرمایا کہ چونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق امام مہدی و مسیح موعود ہیں اور سچے امام مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے دَور میں تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہوجائے گا لہٰذا اب جو کوئی اس اعلان کے بعد تلوار لے کر جہاد کے نام پر نکلے گا ہرگز کامیابیوں کا منہ نہیں دیکھے گا۔ آپؑ نے فرمایا:

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نُورِ خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کردے گا التوا
یہ حکم سُن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

سامعین کرام! سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی یہ عظیم الشان دلیل ہے کہ آپ کے اس اعلان کے بعد کہ آپ سچے مسیح ہیں، اور سچے مسیح کی نشانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتائی ہے کہ اس کے زمانے میں جہاد موقوف ہوجائے گا لہٰذا میرے اس اعلان کے بعد جو بھی یہ حکم سن کر لڑائی کو جائے گا وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا۔ لہٰذا ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ آپ نے یہ اعلان 1901ء میں فرمایا اور آپ کے اس اعلان کے بعد ہر وہ شخص جو جہاد کے نام سے لڑنے کے لئے نکلا ہر اُس ملک نے اور ہر اُس شخص نے سخت ہزیمت اور ذلت وشکست کا منہ دیکھا ہے اس کی مثالیں دینے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ گزشتہ سو سال میں کوئی شخص ایک واقعہ بھی ایسا دکھادے کہ کوئی ملک جہاد کے نام پر لڑنے کے لئے گیا ہو اور اس کو اس کے مشن میں کامیابی نصیب ہوئی ہو ۔ اگر دنیا کے پردہ پر ایسا کہیں ہوا ہے تو ہمیں دکھاؤ ورنہ خدا کے مسیح کی صداقت کے اس چمکتے ہوئے نشان کو دیکھ کر اس پر ایمان لاؤ۔

گزشتہ سو سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ غیروں سے جہاد کر کے فتح حاصل کرنا تو دُور کی بات ہے مکفرینِ مسیح موعود علیہ السلام آپس میں بھی اگر جہاد کے نام پر لڑے ہیں تو اُنہیں ذلت وشکست نصیب ہوئی ہے اور اب تو جہاد غیروں سے تو برائے نام ہو رہا ہے جہاد کے نام پر آپس میں ہی ایک دوسرے کے گلے کاٹے جا رہے ہیں۔ اپنے ہی ممالک میں خودکش حملے کئے جارہے ہیں اور جہاد کے نام پر اپنی اُخوت کو مٹی میں ملایا جارہا ہے یہ سب دیکھ کر خدا کے سچے مسیح کا یہ شعر بار بار آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ:

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا

قبل ازیں یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے سچے مامورین کی یہ نشانی بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دلائل کے غلبہ کے ساتھ بتدریج ظاہری غلبہ بھی عطا فرماتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ (مجادلہ: آیت:22) کہ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

چنانچہ سو سال کے عظیم الشان غلبہ کے ذکر کو چھوڑ کر خاکسار اس موقع پر سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ان افضال الٰہیہ کے تذکرہ کی ایک جھلک پیش کرتا ہے جو حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ فرمودہ 28 جولائی 2007ء میں بمقام حدیقۃ المہدی فرمایا: حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اس سال یعنی جولائی 2007ء تک دنیا کے 189 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔ 1984ء کے بعد سے جب سے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ربوہ سے ہجرت فرمائی اب تک 23 سالوں میں 98 نئے ممالک اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عطا فرمائے۔ اس ایک سال میں 4 نئے ممالک کا اضافہ ہوا ہے۔ دنیا بھر میں صرف ایک سال میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو 299 نئی مساجد عطا کیں۔ امسال 186 نئے مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا اب تک 97 ممالک میں 1869 تبلیغی مراکز ہیں۔ دنیا کے کئی ممالک میں مطبع خانے کھولے جاچکے ہیں بالخصوص افریقن ممالک میں احمدیہ رقیم پریس کی کئی شاخیں کھل چکی ہیں جن میں دن رات اشاعتِ اسلام کا کام ہورہا ہے۔ الحمد للہ کہ اب تک 64 عالمی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع ہوچکے ہیں۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پہلے دو چینل ایشین ممالک اور امریکہ کے لئے چل رہے تھے اور اب ایک تیسرا چینل عربی زبان میں

ایم ٹی اے العربیہ شروع ہوچکا ہے جس کو عرب دنیا کی طرف سے بہت سراہا جارہا ہے ۔صرف ایک سال میں دنیا بھر کے ٹی وی سٹیشنوں سے 1398 پروگرام 817 گھنٹے جاری رہے ۔ بورکینا فاسو میں دو نئے ریڈیو سٹیشن قائم ہوئے ۔ جماعتی ویب سائٹ پر اب تک 200 کتب آن لائن ہوچکی ہیں ۔ افریقن ممالک میں جماعت کی تعلیمی اور طبی خدمات اور سستے ہینڈ پمپ لگا کر پانی مہیا کرنے کی خدمت جاری ہے ۔ جماعت کا خدمت خلق کا ادارہ ہیومینٹی فرسٹ جو اب UNO کی طرف سے بھی تسلیم شدہ ہے دنیا بھر میں خدمت خلق کا کام کررہا ہے جس کے ذریعہ زلزلوں طوفانوں اور سونامی لہروں کے آنے پر کروڑوں روپے کی خدمت کی گئی۔

سامعین کرام یہ صرف ایک سال کی عظیم الشان کامیابیوں کی جھلک ہے جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیان فرمائی یہ عظیم کامیابیاں آیت قرآنی : كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ : کی روشنی میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی عظیم الشان دلیل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پاکے شہرہ عالم بنادیا
جو کچھ میری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا
مَیں اک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا
دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی
جو اس نے مجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی
اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنادیا
مَیں خاک تھا اُسی نے ثریا بنادیا
مَیں تھا غریب وبیکس وگمنام وبے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

آخر پر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُرجلال اقتباس پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں جس میں حضور جماعت احمدیہ کے عظیم الشان مستقبل کی خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھادے گا اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا میں پھیلائیگا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کردینگے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھیگا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہوجاوے گا بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھادے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سوا سے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

❁❁❁

خدا نے مجھے بھیجا ہے تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خدا نے مجھے بھیجا ہے تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں۔‘‘

(اشتہار 25 مئی 1900ء۔ از تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ 19)

اسلام کی سچائی اور قرآن مجید کی صداقت کے لئے آپ نے عملی علمی عقلی منقولی ہر قسم کے دلائل استعمال فرمائے ۔ 80 سے زائد کتب تالیف فرمائیں۔ اور انعامی چیلنج دیئے چنانچہ کتاب براہین احمدیہ کی تالیف پر جس میں آپ نے علمی ، عملی ، عقلی اور منقولی سبھی ہتھیاروں سے مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دئے۔ اور پھر ہر مذہب وملت کے علماء کو 10,000 (دس ہزار) روپے کا انعامی چیلنج دیتے ہوئے یہ پرشوکت اعلان فرمایا:

’’ میں جو مصنف اس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع ارباب مذہب وملت کے جو حقانیت فرقان مجید اور نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منکر ہیں اتماماً للحجۃ شائع کرکے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب منکرین میں سے مشارکت اپنی کتاب کی فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کتاب مقدس سے اخذ کرکے کیں ہیں ، اپنی الہامی کتاب میں سے ثابت کرکے دکھلا دے یا اگر تعداد میں ان کے برابر پیش نہ کر سکے تو نصف ان سے یا ثلث ان سے یا ربع ان سے یا خمس ان سے نکال کر پیش کرے یا اگر بکلی پیش کرنے سے عاجز ہوں تو ہمارے دلائل کو نمبر وار توڑ دے تو ان سب صورتوں میں بشرطیکہ تین مُنصف منقولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کردیں کہ ایفاء شرط جیسا کہ چاہئے تھا ظہور میں آگیا ہے۔ میں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے وحیلتے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض ودخل دے دوں گا۔‘‘

(اشتہار انعامی ملحقہ براہین احمدیہ)

آپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے معارف کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا۔

چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

’’مجھ سے میاں عبد اللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت لینے کی درخواست کی۔ حضور نے اُس وقت تک سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا تھا۔ حضور نے فرمایا:۔

’’اچھا تم ہمارے شاگرد بن جاؤ اور ہم سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ لیا کرو ۔ پھر عید کے دن حضور نے فرمایا جاؤ ایک آنہ کے پتاشے لے آؤ تا با قاعدہ شاگرد بن جاؤ۔ میں نے بتاشے لاکر سامنے رکھ دیئے جو حضورؑ نے تقسیم فرمادئے اور کچھ مجھے بھی دے دیئے۔ پھر حضور مجھے ایک ہفتہ کے بعد ایک آیت کے سادہ معنے پڑھایا کرتے تھے اور کسی کسی آیت کی تھوڑی سی تفسیر بھی فرمادیتے تھے...... میں اُس سادہ ترجمہ کا ہی جو میں نے آپؑ سے نصف پارہ کے قریب پڑھا ہوگا اب تک اپنے اندر فہم قرآن کے متعلق ایک خاص اثر دیکھتا ہوں۔ نیز میاں عبد اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور میں جب قادیان آتا ہوں تو کوئی خاص بات محسوس نہیں ہوتی مگر میں یہ دیکھتا ہوں وقتاً فوقتاً یکلخت مجھ پر بعض آیات قرآنی کے معنے کھولے جاتے ہیں اور میں اس طرح محسوس کرتا ہوں کہ گویا میرے دل پر معانی کی ایک پوٹلی بندھی ہوئی گرا دی جاتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمیں قرآن شریف کے معارف دے کر ہی مبعوث کیا گیا ہے اور اس کی خدمت ہمارا فرض مقرر کی گئی ہے ۔ پس ہماری محبت کا بھی یہی فائدہ ہونا چاہئے‘‘ (سیرۃ المہدی) ❁❁❁

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2012

سیرت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
مخالفین سے حسن سلوک کی روشنی میں

سلطان احمد ظفر
ایڈیشنل ناظر دعوۃ الی اللہ شمالی ہند

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ۔

ترجمہ:- اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم یا فرقے کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اُن کے معاملے میں عدل و انصاف کا طریق ترک کر دو بلکہ تم ہر حال میں ہر ایک سے انصاف کا معاملہ کرو۔ یہی طریق تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ اُس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

حاضرین کرام! انبیاء کی بعثت کا زمانہ رُشد و ھدایت کا زمانہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا انعکاس اُن کے بابرکت وجود کے ذریعہ کل موجودات کو منور کر دیتا ہے۔ اگرچہ نبی کی آمد سے پہلے ایمانی حالت کے اعتبار سے تمام لوگ رات کی تاریکی کی طرح ایک ہی حالت میں ہوتے ہیں مگر نور نبوت سے وہ دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے دل ھدایت کے چشموں سے سیراب ہو کر عدل و انصاف اور ایتاء ذی القربیٰ جیسے عظیم مدارج سلوک سے متصف ہو جاتے ہیں اور دوسری طرف ظلمت کو پسند کرنے والے لوگ ہوتے ہیں جو ھدایت کی ہر شمع کو بجھانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔

سامعین! حق اور باطل کے اس مقابلہ میں کامیابی اگرچہ ہمیشہ حق کی علمبردار مؤمنین کی جماعت کو ہی حاصل ہوتی ہے مگر بغض و عناد اور مخالفت کے اس نازک دور میں بھی متلاشیان حق کے لئے ایسے بہت سے حقائق و شواہد ظاہر ہوتے ہیں جن کے ذریعہ ایک مامور من اللہ کی صداقت کا اظہار ہوتا ہے۔

یہ حقائق کیا ہیں؟ یہی کہ جب مخالف اپنے اموال و نفوس کے نشے میں چور ہو کر نبی اور اس کی جماعت کی ایذا رسانی کے لئے ہر ناجائز طریق اختیار کرتا ہے تو اس کے برعکس مامور زمانہ اور اس کی مختصر سی جماعت بلند حوصلگی کے ساتھ ایسا اعلیٰ درجہ کا روحانی اور اخلاقی نمونہ ظاہر کرتے ہیں جو انہیں ایک امتیازی شان عطا کر دیتی ہے۔

چنانچہ آج سے تقریباً 125 سال قبل الٰہی نوشتوں کے مطابق جب آفتاب نبوت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے فیوض و برکات سے دنیا نے اپنا منہ موڑ لیا تب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق چودہویں صدی کے سر پر اُن انوار و فیضان کے از سر نو انعکاس اور غلبہ اسلام کے سامان پیدا فرمانے کے لئے بدر کامل حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا۔

حاضرین کرام! سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک و مطہر سیرت پر تفصیلی روشنی ڈالنے سے پہلے میں اُس مقدس عہد بیعت کو پیش کرنا چاہتا ہوں جو آپ اذن الٰہی کے ماتحت ہر اُس شخص سے لیا کرتے تھے جو آپ کی بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوتا ہے اور جو درحقیقت جماعت احمدیہ کے قیام کے لئے بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتا ہے اس عہد بیعت کی 10 شرائط میں سے چوتھی شرط یہ ہے کہ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ

''عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے''

اور پھر نویں شرط یہ ہے کہ

''عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔''

(اشتہار تکمیل تبلیغ مورخہ 12 جنوری 1889ء)

حضرات! یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ جو شخص اپنے ساتھ تعلق اور روحانی رشتہ ہی اس عہد و پیمان پر رکھتا ہے کہ بیعت کنندہ تمام مخلوق کے ساتھ دلی ہمدردی اور محبت اور شفقت کا سلوک کرے اور اسے کسی نوع کی تکلیف نہ دے بلکہ اُسے ہر رنگ میں فائدہ پہنچانے میں کوشاں رہے۔ اُس کا اپنا کردار اور نمونہ کیسا اعلیٰ اور ارفع ہوگا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کا دل بلا امتیاز مذہب و ملت ہر انسان کی ہمدردی و اُلفت سے لبریز تھا چنانچہ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں:-

''میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں ہے میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اُس سے بڑھ کر میں صرف اُن باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول''

(اربعین نمبر 1 صفحہ 2)

پھر ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:-

سامعین! یہ محض زبانی دعویٰ ہی نہ تھا بلکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کی ایک ایک لحہ پر محیط نظر آتی ہے۔ دیکھنے والے حیران اور ششدر رہ جاتے تھے کہ خدا کا یہ بندہ کیسے اعلیٰ اور عظیم الشان اخلاق کا مالک ہے کہ جس کا دل مخلوق خدا کے دکھ درد سے پگھلا جا رہا ہے۔ اور یہ غم اُس کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تر ہے کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر بڑی گریہ وزاری اور آہ و بکا کے ساتھ اپنے رب کے حضور ایسی درد انگیز دعائیں کرتا ہے کہ ایک والدہ مہربان بھی اپنی اولاد کے لئے نہ کرتی ہوگی۔

چنانچہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں پنجاب میں طاعون کا دور دورہ تھا اور بے شمار آدمی ایک ایک دن میں اس موذی مرض میں شکار ہو کر ہلاک ہو رہے تھے اُنہوں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علحدگی میں دعا کرتے سنا اور یہ نظارہ دیکھ کر محو حیرت ہو گئے حضرت مولانا صاحبؓ فرماتے ہیں

''اس دعا میں آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردزہ سے بے قرار ہو۔ (وہ کہتے ہیں کہ) میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق خدا کے واسطے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔''

(سیرت حضرت مصلح موعود شمائل و اخلاق حصہ سوم نمبر 395 مؤلفہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ)

سامعین کرام! غور طلب امر یہ ہے کہ مخالفین پر اتمام حجت کے بعد بصورت قہری عذاب طاعون کا نشان ظاہر ہوتا ہے جو آپ کی صداقت کا زبردست ثبوت ہے اور جس کے ٹل جانے پر آپ کے مخالفین کو اعتراض کا موقع مل سکتا ہے مگر آپ ہیں کہ رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں کہ الٰہی تو رحیم و کریم ہے تو اپنی مخلوق کو اس عذاب سے بچا لے اور اپنے کمال لطف و کرم سے ان کی ھدایت و رُشد کے سامان پیدا فرما دے۔ درحقیقت ان دعاؤں سے آپ کے مخفی ارادوں اور دلی

خواہشات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کیونکہ دعائیں کسی انسان کی خواہشات اور تمناؤں کا نچوڑ ہوتی ہیں اور اس کی اندرونی سیرت کا آئینہ دار بھی۔

معزز سامعین! سن 1903ء کی بات ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی ایک پیشگوئی کو ظاہری طور پر پورا کرنے کی غرض سے مسجد اقصیٰ میں ایک مینار کی تعمیر کا ارادہ فرمایا جس پر قادیان کے بعض آریوں نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے پاس شکایت کردی کہ اس مینار کی تعمیر کو روک دیا جائے کیونکہ اس سے ہماری عورتوں کی بے پردگی ہوگی۔ اس پر ڈپٹی مجسٹریٹ قادیان آیا اور شکایت کنندہ مخالفین کے ہمراہ حضور سے ملاقات کی حضور علیہ السلام نے اُن کی شکایت کا جواب دیتے ہوئے بڑی متانت سے فرمایا کہ ہم یہ مینار کوئی سیر وتفریح یا تماشے کے لئے نہیں بنارہے بلکہ محض ایک دینی غرض مقصود ہے۔ اور یہ شکایت محض ہماری دشمنی کی وجہ سے کی گئی ہے۔ ورنہ اس میں بے پردگی کا کوئی سوال نہیں اور اگر بالفرض کوئی بے پردگی ہوگی تو اُس کا اثر ہم پر بھی ویسا ہی پڑے گا جیسا ان پر۔ اور لالہ بڈھامل صاحب آریہ جو حضور کی مخالفت میں پیش پیش تھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا

''یہ لالہ بڈھامل بیٹھے ہیں آپ ان سے پوچھیں کہ بچپن سے لے کر آج تک کیا کبھی ایسا ہوا کہ اسے فائدہ پہنچانے کا مجھے موقع ملا ہو اور میں نے فائدہ پہنچانے میں کوئی کمی کی ہو اور پھر اسی سے پوچھیں کیا کبھی ایسا ہوا کہ مجھے تکلیف دینے کا اسے کوئی موقع ملا ہو اور اس نے مجھے تکلیف دینے میں کوئی کسر چھوڑی ہو''

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کا بیان ہے کہ اُس وقت لالہ بڈھامل پاس بیٹھے تھے مگر شرم اور ندامت کی وجہ سے انہیں جرأت نہیں ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بات کا جواب دینا تو درکنار حضور کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکیں۔

سچ تو یہ ہے کہ اس قسم کے ہمسائے جو ہمیشہ درپے آزار رہتے ہوں کے ساتھ محبت اور شفقت کی یہ عظیم الشان مثال ہے۔

پھر محبت اور شفقت اور عفو و درگزر کا یہ سلوک ہمسایوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ آپ کے اشد ترین دشمن بھی اس سے محروم نہ رہے۔ حیرت کا مقام ہے کہ ایک طرف فریق مخالف دشمنی اور عناد میں اندھے ہوکر ہر طرح کے اوچھے اور غلیظ اعتراضات کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور فحش گالیاں اور گندہ دہانی سے باز نہیں آتے اور دوسری طرف آپ ہیں کہ کمال صبر وتحمل اور ضبط نفس کا بے مثال نمونہ دکھاتے ہیں کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے ہیں۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک روز فرمایا

''میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے بیٹھ کر میرے نفس کو گندی گالیاں دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا''

وقت کی رعایت سے صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں ایک مرتبہ لاہور میں قیام کے دوران پیر گولڑوی صاحب کا ایک مرید حضور علیہ السلام سے ملنے کے بہانے آیا اور آکر سامنے بیٹھ گیا اور کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہی حضور نے اجازت دے دی اس پر اُس نے گالیاں نکالنے شروع کردیں اور اس قدر گالیاں دیں کہ گالیوں کی لغات میں کوئی لفظ اُس نے باقی نہ چھوڑا۔ جب ذرا ٹھہر جاتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے کہ سائیں صاحب کچھ اور اور وہ پھر بھڑک اٹھتا گالیاں شروع کر دیتا حضرت اقدس تھوڑی پر ہاتھ رکھے اُسے دیکھتے رہے جب اپنی بکواس کرتے کرتے خود ہی تھک ہار کر خاموش ہوگیا تو حضور نے اُسے مخاطب کر کے فرمایا بھائی کچھ اور بھی کہہ لے اس پر وہ گڑگڑا کر حضور کے پاؤں پر گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا اور کہنے لگا کہ مجھ سے سخت نادانی ہوئی میں حضور کے مرتبہ کو نہیں پہچانتا میری توبہ۔

آپ کیا خوب فرماتے ہیں

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اور اسی کے مطابق اپنی پیاری جماعت کو تعلیم دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
اے میرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشک تتار

سامعین کرام! مولوی محمد حسین بٹالوی اہل حدیث فرقہ کے مشہور و معروف عالم تھے ایک زمانہ میں وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر جان چھڑکتے تھے اُن کا قلم آپ کی مدح میں تعریفی کلمات لکھتے نہ تھکتا تھا جب حضور علیہ السلام نے براہین احمدیہ شائع فرمائی تو اس کتاب پر ریویو لکھتے ہوئے یہاں تک لکھا کہ اسلام کی تائید میں گزشتہ 1300 سال سے کوئی کتاب اس شان کی نہیں لکھی گئی۔ لیکن جب حضور علیہ السلام نے باذن الٰہی مسیح موعود ہونے کا اعلان فرمایا تو یہ صاحب آپ کی مخالفت میں کھڑے ہوکر صف اول کے معاند بن گئے اور اس غلط فہمی کی بنا پر کہ حضور علیہ السلام کو جو عروج حاصل ہوا ہے یہ میرے اُس ریویو کی وجہ سے حاصل ہوا ہے جو میں نے براہین احمدیہ کے حق میں لکھا تھا ان صاحب نے بڑے طمطراق سے اعلان کیا کہ

''میں نے ہی اس کو اونچا کیا تھا اور میں ہی اس کو گراؤں گا''

اور پھر آپ کی مخالفت میں اس قدر ترقی کی کہ کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اپنے اخبار اشاعۃ السنہ میں گالیوں سے بھرے مضامین تحریر کئے آپ کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتوی تیار کیا گورنمنٹ میں آپ کے خلاف جھوٹی مخبریاں کیں آپ کے خلاف مقدمات میں جھوٹی گواہیاں دیں۔ لیکن آخری عمر میں جب حضور علیہ السلام کے الہام الٰہی انی مهين من اراد اهانتك کی زد میں آکر ذلت اور رسوائی کا شکار ہوا اور ان کی حالت زار یہاں تک پہنچی کہ اُسکا اپنا اخبار بند ہوگیا تو وہ حضور علیہ السلام کے خلاف اپنے مضامین لئے لئے پھرتا تھا اور کوئی ایڈیٹر یا مولوی اپنے اخبار میں اُسے چھاپتا نہ تھا۔ تو حضور اقدس علیہ السلام نے مولوی صاحب موصوف کو کہلا بھیجا کہ

''آپ ہمارے پاس قادیان آجائیں ہم آپ کے مضمون کی کتابت بھی کروا دیتے ہیں اور چھپوا بھی دیتے ہیں''

نیز آپ اپنے ایک عربی شعر میں اُنہیں مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قَطَعْتَ وِدَادًا قَدْ غَرَسْنَاهُ فِي الصِّبَا
وَلَيْسَ فُؤَادِي فِي الْوِدَادِ يُقَصِّرُ

یعنی تو نے اس محبت کے درخت کو اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا جو ہم نے جوانی کے زمانے میں اپنے ہاتھ سے نصب کیا تھا مگر میرا دل تو کسی صورت میں محبت کے معاملے میں کمی اور کوتاہی کرنے والا نہیں۔

اللہ اللہ یہ اخلاق اور عظمت کردار صرف اور صرف مامور من اللہ کے ہی شایان شان ہے۔

انہیں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے بارے میں ایک روایت میں حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ

''مارٹن کلارک کے مقدمہ میں ایک شخص فضل دین لاہوری حضور علیہ السلام کی طرف سے وکیل تھا یہ شخص غیر احمدی تھا .... جب مولوی محمد حسین بٹالوی حضرت صاحب کے خلاف شہادت میں پیش ہوا تو مولوی فضل دین وکیل نے حضرت صاحب سے پوچھا کہ اگر اجازت ہو تو میں مولوی محمد

حسین صاحب کے حسب نسب کے متعلق سوال کروں حضرت صاحب نے سختی سے منع فرمایا کہ میں اس کی اجازت نہیں دیتا اور فرمایا **لا یحب اللہ الجھر با سوء** مولوی شیر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ واقعہ خود مولوی فضل دین صاحب نے باہر آ کر ہم سے بیان کیا ااور اُس پر اس بات کا بڑا اثر ہوا تھا۔ چنانچہ وہ کہتا تھا کہ مرزا صاحب نہایت عجیب اخلاق کے آدمی ہیں ایک پرلے درجہ کا دشمن ہے اور وہ اقدام قتل کے مقدمہ میں آپ کے خلاف شہادت میں پیش ہوتا ہے اور میں اُس کا حسب نسب پوچھ کر اُس کی حیثیت کو چھوٹا کر کے اس کی شہادت کو کمزور کرنا چاہتا ہوں اور اس سوال کی ذمہ داری بھی مرزا صاحب پر نہیں تھی بلکہ مجھ پر تھی مگر میں نے جب پوچھا تو آپ نے بڑی سختی سے روک دیا کہ ایسے سوال کی میں ہرگز اجازت نہیں دیتا کیونکہ خدا ایسے طریق کو ناپسند کرتا ہے .... اور اس طرح آپ نے گویا اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر بھی اپنے جانی دشمن کی عزت و آبرو کی حفاظت فرمائی سچ تو یہ ہے کہ علو ہمتی اور عفو و درگزر کی ایسی بے نظیر مثال کہیں نہیں مل سکتی۔ اور اس واقعہ سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت صاحب اپنے ہاتھ سے کسی دشمن کی بھی ذلت نہیں چاہتے تھے ہاں جب خدا کی طرف سے کسی کی ذلت کا سامان پیدا ہوتا تھا تو وہ ایک نشان الٰہی ہوتا تھا جسے آپ ظاہر فرماتے تھے۔

(سیرت المہدی صفحہ 247)

سخت جاں ہیں ہم کسی کے بغض کی پروا نہیں
دل قوی رکھتے ہیں ہم دردوں کی ہے ہم کو سہار

احباب کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان کے مالکان میں سے تھے لیکن دعویٰ کے ابتدائی ایام میں قادیان کی زمین باوجود فراخی کے آپؑ اور آپؑ کی جماعت کے لئے تنگ تھی آپؑ کی قلیل اور غریب جماعت کو سخت تکلیف دی جاتی باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کے دامن میں قادیان کے شریر اور خبیث مخالفوں نے پاخانہ تک ڈلوا دیا ایک ٹوکری مٹی کی بھی غریب مہاجرین کو لینے نہ دیتے ظالم طبع ایسے موقع پر ٹوکریاں اور کدالیں بھی چھین کر لے جاتے اور اس قسم کے واقعات آئے دن ہوتے رہتے جو آپ کے چچازاد بھائی مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین کی شہہ پر ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ ابتدائی زمانہ کا ذکر ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اجازت سے سید احمد نور صاحب کابلی مرحوم نے اپنا مکان تعمیر کرنا شروع کیا تو قادیان کے کثیر تعداد غیر مسلموں نے اُن پر حملہ کر کے اُن کو لہولہان کر دیا اس کش مکش میں ایک برہمن پالا رام کو بھی پیشانی پر چوٹ آئی حضور علیہ السلام کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ''باہم صلح اور سمجھوتا کرا دینا چاہئے چاہے جس طرح بھی ہو۔'' چنانچہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی اور حضرت مفتی فضل الرحمن صاحب بھیروی نے ان کے سرغنوں سے بات چیت کی تو بظاہر سبھی نے کہا کہ ہاں صلح ہو جانی چاہئے اور کسی فریق کو عدالت میں نہیں جانا چاہئے لیکن در پردہ ان لوگوں کی شہہ پر پالا رام نے حضرت خلیفہ اوّلؓ، مولوی محمد علی صاحب مرحوم اور سید احمد نور صاحب کے خلاف نالش کر دی جو سردار غلام حیدر خان مزاری کی عدالت میں دائر کی گئی چونکہ صلح کی تجویز کو فریق مخالف ٹھکرا چکا تھا لہذا اس بلوہ کی پولیس کو جب اطلاع کی گئی تو پولیس نے اپنی تفتیش میں 16 افراد کو مجرم پا کر اُن کا چالان کر دیا۔ اور یہ مقدمہ بھی سردار غلام حیدر کی ہی عدالت میں پیش ہوا۔

قادیان کے آریوں کی انتہائی مخالفانہ کوشش کے باوجود پالا رام کی درخواست پہلی ہی پیشی میں خارج ہوگئی لیکن دوسرا مقدمہ جو پولیس کی طرف سے تھا اُن میں ملزمان کے خلاف فرد جرم لگائی گئی شہادت صفائی بھی گزر گئی اور روئیداد مقدمہ میں جرم بھی ثابت ہو چکا اب آخری مرحلہ فیصلہ سنانا باقی تھا جس میں ملزمان کو سزا لازمی تھی اس پر ملزمان لالہ شرمپت رائے، لالہ ملاوامل اور بعض دوسرے لوگوں کو لے کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑی معذرت کی اور یہ بھی کہا کہ آپ کے بزرگ ہم سے ہمیشہ حسن سلوک کرتے رہے ہیں آپ بھی درگزر فرمائیں اور بڑے پختہ وعدوں کے ساتھ کہا کہ آئیندہ ایسی حرکت نہ ہوگی چنانچہ حضور نے ان کو معاف کر دیا۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ نے مجھے حکم دیا کہ میں عدالت میں جا کر کہہ دوں کے ہم نے معاف کر دیا ہے اس پر میں نے واقعات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہ مقدمہ پولیس کی طرف سے ہے جو ملزمان کے رہا کئے جانے کو کبھی پسند نہیں کریں گے اور ہمارے اختیار سے باہر ہے کہ ہم یہ مقدمہ بطور راضی نامہ ختم کر دیں اس پر آپؑ نے فرمایا

''ہمارے اختیار میں جو کچھ ہے وہ کر لینا چاہئے میں نے ان کو معاف کر دیا ہے میری طرف سے جا کر کہہ دیا جائے کہ انہوں نے معاف کر دیا ہے ہم کو اس سے کچھ غرض نہیں ہم نے چھوڑ دیا ہے اگر عدالت منظور نہ کرے تو اس میں ہمارا کوئی اختیار نہیں فوراً چلے جاؤ۔''

چنانچہ دوسرے روز مکرم عرفانی صاحب اور مفتی فضل الرحمن صاحب دونوں عدالت پہنچے اور مجسٹریٹ سردار غلام حیدر مزاری کو حضور کا پیغام پہنچایا جس پر اُس نے کہا کہ اب کیا ہو سکتا ہے سرکار مدعی ہے روئیداد مقدمہ ختم ہو چکی ہے صرف حکم باقی ہے اس پر عرفانی صاحب نے کہا کہ جو کچھ بھی ہو حضرت صاحب نے معاف کر دیا ہے آپ کا جو اختیار ہے آپ کریں ہم کو جو حکم تھا آپ تک پہنچا دیا۔ یہ سن کر مجسٹریٹ صاحب بہت متاثر ہوئے اور کہا کہ جب مرزا صاحب نے معاف کر دیا ہے تو میں بھی معاف ہی کرتا ہوں۔

اور ملزموں کو مخاطب کر کے کہا کہ ایسا مہربان انسان کم دیکھا گیا ہے جو دشمنوں کو اس وقت بھی معاف کر دے جبکہ وہ اپنی سزا بھگتنے والے ہوں اور اُن کو بہت کچھ ملامت کی کہ ایسے بزرگ کی جماعت کو تم تکلیف دیتے ہو بڑے شرم کی بات ہے آج تم سب سزا پاتے مگر یہ مرزا صاحب کا رحم ہے کہ تم سب کو جیل سے بچا لیا۔

سامعین! یہ اُن مخالفین سے درگزر کا معاملہ ہے جو پہلے بھی کئی بار جماعت کے معزز افراد سے مختلف قسم کی بدسلوکیاں کر چکے تھے اور اپنی عداوت اور حسد میں بڑھے ہوئے تھے۔ اس قسم کے دشمنوں سے عفو و درگزر کی یہ ایسی مثال ہے جو تاریخ عالم میں بہت کم دکھائی دیتی ہے۔

(ملخص از کتاب سیرت مسیح موعودؑ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی)

سامعین کرام! آپ کے چچا زاد بھائی مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین نہ صرف پرلے درجے کے بے دین اور دنیا دار طبیعت کے مالک تھے بلکہ اُن کے خیالات پر دہریت اور الحاد کا غلبہ تھا اور اسی وجہ سے حضور کی مخالفت اُن کا روزانہ کا مشغلہ تھا۔ جب مسجد مبارک کے راستہ میں انہیں نے دیوار کھینچی جس سے آپ اور آپ کی قلیل جماعت کو سخت مشکلات کا سامنا ہوا گویا آپ قید کے بغیر ہی قید ہو کر رہ گئے اور ملاقاتیوں اور نمازیوں کو ایک بڑا چکر کاٹ کر ہندو بازار سے ہو کر آنا پڑتا اور اس شرارت نے احمدیوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تو مجبوراً وکلاء کے مشورے سے قانونی چارہ جوئی کرنی پڑی ایک سال آٹھ ماہ تک یہ تکلیف دہ مقدمہ چلتا رہا۔ بالآخر خدائی بشارت کے مطابق آپ کو فتح حاصل ہوئی اور یہ دیوار انہیں لوگوں کے ذریعہ سے جنہوں نے تعمیر کی تھی گروائی گئی۔ اس موقع پر حضور علیہ السلام کے وکیل نے حضور علیہ السلام سے اجازت لئے بغیر ہی مرزا نظام الدین کے خلاف مقدمہ کے خرچہ کی ڈگری حاصل کر کے قُرقی کا حکم جاری کروا دیا تو اس پر انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں خرچہ معاف کر دینے کی درخواست کی اور اس طرح جب حضور

ارشادِ نبویﷺ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

کو ان حالات کا علم ہوا تو آپ اپنے وکیل پر سخت خفا ہوئے کہ میری اجازت کے بغیر خرچہ کی ڈگری کیوں کرائی گئی؟ فوراً واپس لی جائے دوسری طرف مرزا نظام الدین کو لکھا کہ آپ مطمئن رہیں کوئی قُرقی نہ ہوگی یہ ساری کارروائی میرے علم کے بغیر ہوئی ہے۔

سامعین! غور کا مقام تو یہ ہے کہ دشمن حضور اور آپ کی جماعت کو تنگ کرنے کے لئے ناخنوں تک کا زور لگا دیتا ہے اور جب وہ ناکام ہو جاتا ہے اور حضور کے علم کے بغیر ان پر خرچہ کا بوجھ ڈالا جاتا ہے تو وہ بھاگتے ہوئے حضور علیہ السلام کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ظالم ہوتے ہوئے بھی یہ شکوہ کرتے ہیں کہ ہم پر بوجھ کیوں ڈالا گیا اور حضور علیہ السلام ہیں کہ مظلوم ہوتے ہوئے بھی معذرت کرتے ہیں کہ یہ سب میرے علم کے بغیر ہوا ہے اور اپنی طرف سے ہر طرح کے نیک سلوک کا بھروسہ دلاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ سلوک آپ نے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُس عدیم المثال سلوک کی پیروی میں کیا تھا جب کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت اپنے مغلوب و مفتوح دشمنوں کو یہ کہہ کر معاف فرما دیا تھا۔

اذھبوا انتم والطلقاء لا تثریب علیکم الیوم

کہ جاؤ تم آزاد ہو میری طرف سے تم پر کوئی گرفت نہیں۔

حاضرین کرام! امرتسر کے میڈیکل مشن کے پادری ڈاکٹر ہینری مارٹن کلارک نے سن 1897ء میں حضور علیہ السلام پر اقدام قتل کا مقدمہ دائر کیا اس مقدمہ کی سماعت میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کپتان ڈگلس نے جو خود ایک عیسائی تھا اس مقدمہ کو محض جھوٹا اور بناوٹی پایا اور آپ کو باعزت بری قرار دیا۔

سامعین! یہ مقدمہ اقدام قتل کا مقدمہ تھا جس کی سزا یا تو سزائے موت یا کم از کم عمر قید ہو سکتی تھی ایسا سنگین مقدمہ اور اُس کو دائر کرنے والا آپ کا شدید معاند جس نے آپ کو اس جھوٹے مقدمہ میں پھنسانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور ہر قسم کے مکر وفریب کے علاوہ سراسر جھوٹے گواہ بھی پیش کئے اگر کوئی اور ہوتا تو ایسے خطرناک دشمن سے بدلہ لینے کے لئے سرتوڑ کوشش کرتا اور مقدمہ تو ضرور چلاتا مگر جب یہی بات کپتان ڈگلس نے حضور علیہ السلام سے دریافت کی تو آپؑ نے فرمایا

''میں کوئی مقدمہ کرنا نہیں چاہتا میرا مقدمہ آسمان پر ہے''

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام حصہ اول صفحہ 107)

نیز آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے اپنے وعدہ کے موافق بری کر دیا ہے اور وہ میرا محافظ ہے مجھے انتقامی چارہ جوئی کی ضرورت نہیں۔ (سلسلہ احمدیہ)

اسی طرح میرٹھ شہر کے ایک شخص احمد حسین شوکت نے ایک اخبار شحنۂ ہند جاری کیا ہوا تھا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں اس نے اپنے اخبار کا ضمیمہ جاری کیا جس میں ہر قسم کے گندے مضامین شائع کرتا اور اس طرح پر جماعت کی دل آزاری کرتا میرٹھ کی جماعت کو خصوصیت سے تکلیف ہوتی کیونکہ وہاں سے ہی یہ گندہ پرچہ نکلتا تھا 2 اکتوبر 1902ء کا واقعہ ہے کہ میرٹھ کی جماعت کے صدر مکرم شیخ عبد الرشید صاحبؓ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ضمیمہ شحنۂ ہند کے توہین آمیز مضامین پر عدالت میں نالش کر دوں اس پر سیدنا حضور علیہ السلام نے فرمایا

''ہمارے لئے خدا کی عدالت کافی ہے یہ گناہ میں داخل ہوگا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدم کریں۔ اس لئے صبر اور برداشت سے کام لیں۔''

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام حصہ اول صفحہ 106)

تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو ان کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اشتہار

حاضرین کرام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ قادیان کے غیر مسلم افراد کی عیادت اور خبر گیری کے لئے خود تشریف لے جاتے چنانچہ لالہ شرمپت ایک مرتبہ سخت بیمار ہو گئے اُن کے پیٹ پر خطرناک قسم کا پھوڑا نکل آیا اور وہ سخت گھبرا گئے حضور کو علم ہوا تو آپ خود اُن کی عیادت کے لئے اُن کے تنگ و تاریک مکان میں تشریف لے جاتے اسلام کا مخالف ہونے کے باوجود وہ عرض کرتا کہ حضرت جی میرے لئے دعا کریں آپ اُس کے لئے دعا کرتے تسلی دیتے اور علاج کے لئے ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب کو مقرر کیا اور یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رہا کہ لالہ جی صحت یاب ہو گئے۔

اسی طرح حضور علیہ السلام اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں

''ایک دفعہ ایک آریہ ملاوہ مل نام مرض دِق میں مبتلاء ہو گیا اور آثار نا اُمیدی ظاہر ہوتے جاتے تھے اور اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک زہریلہ سانپ اُس کو کاٹ گیا ہے وہ ایک دن اپنی زندگی سے نا اُمید ہو کر میرے پاس آ کر رویا میں نے اُس کے حق میں دعا کی تو جواب آیا کلنا یا نارُ کونی برداً و سلاماً یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ سرد اور سلامتی ہو جا چنانچہ بعد اِس کے وہ ایک ہفتہ میں اچھا ہو گیا اور اب تک زندہ موجود ہے۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 170)

حضرات یہ بظاہر چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق عالیہ اور بلند کردار کا ان سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

سامعین کرام! حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا یہ پہلو صرف غیروں سے حسن سلوک کے واقعات تک ہی محدود نہیں بلکہ آپ نے قرآن کریم کی حسین تعلیمات کی روشنی میں عالمگیر اخوت اور یکجہتی کی بنیاد رکھتے ہوئے ہر قوم و ملت کی طرف صلح و آشتی کا ہاتھ بڑھایا آپ نے فرمایا کہ چونکہ خدا تعالیٰ ساری دنیا کا خدا ہے اس لئے اُس نے کسی قوم و ملک سے سوتیلے پن کا سلوک نہیں کیا بلکہ ہر قوم اور جاتی کی طرف اپنے نبی رسول اور رشی منی اوتار بھیج کر ہر طبقہ کی ھدایت اور رہنمائی فرمائی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید واضح طور پر یہ اعلان فرماتا ہے

وان من امۃ الّا خلا فیھا نذیر ۔ ولکل قومٍ ھادٍ

یعنی دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس کی طرف خدا نے کوئی مامور و مرسل اور ہادی نہ بھیجا ہو البتہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت اس امر کا تقاضا کرتی تھی کہ جب دنیا کی کل اقوام ذہنی اور شعوری ارتقاء کی منازل طے کرتے ہوئے ایسی پختگی حاصل کر لیں کہ اُن میں عالمگیر شریعت کو قبول کرنے اور سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو ایک عالمگیر دائمی شریعت نازل کی جاتی جو اس نے سرور کائنات فخر موجودات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن مجید کی صورت میں نازل فرمائی اور آج جب کہ ذرائع آمد و رفت اور آلات روابط کی وجہ سے کل دنیا اکٹھی ہو کر ایک خاندان کی طرح ہو رہی ہے قرآن و احادیث کی

پیشگوئیوں کے مطابق آقا دو جہاں رحمت للعالمین ﷺ کے بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کی پُرامن تعلیمات کی دنیا بھر میں تبلیغ واشاعت کی عظیم الشان مہم پوری آب وتاب کے ساتھ جاری ہو چکی ہے تا کہ ساری دنیا کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا جائے۔

سامعین کرام! اگرچہ یہ خوبصورت تعلیم قرآن مجید میں پہلے سے موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں اپنے انبیاء مبعوث فرمائے ہیں بلکہ حدیث کی رو سے یہ بھی تسلیم ہے کہ دنیا میں 1 لاکھ 24 ہزار انبیاء آئے ہیں مگر بدقسمتی سے مسلمان بالعموم اس بات سے ناآشنا تھے کہ ملک عرب اور شام وفلسطین کے علاوہ بھی دیگر ممالک میں انبیاء آتے رہے ہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عظیم الشان کارنامہ ہے کہ آپ نے اس قرآنی اصول کے مطابق ہر قوم و مذہب کے مقدس بزرگوں کی عزت وتکریم کو قائم فرمایا چنانچہ اس ضمن میں آپؑ فرماتے ہیں

''یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم اُن تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور کروڑہا دلوں میں اُن کی عزت و عظمت بٹھا دی اور اُن کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس اصول کے نیچے آ گئی ہے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔''

(تحفہ قیصریہ صفحہ 7)

الغرض آج جماعت احمدیہ عالمگیر اپنے مقدس بانی کی اقتداء میں قرآنی تعلیم کی روشنی میں اُن تمام رشیوں منیوں اور اوتاروں کی دل وجان سے تعظیم وتکریم کرتی ہے جو دنیا میں خواہ کسی بھی قوم اور ملک میں آئے ہوں ہندوستان کے راجہ کرشن جی مہاراج ،رام چندر جی مہاراج ،مہاتمہ بُدھ جی مہاراج ،چین کے کنفیوشس اور ایران کے زرتشت سبھی کے لئے محبت اور عقیدت کے جذبات رکھتی ہے آج جماعت احمدیہ کی اس بے نظیر تعلیم کی وجہ سے ایک عالمگیر اخوت اور امن وآشتی کی بنیاد دنیا کے 202 ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔ بے شک آج بھی ہمارے بعض بھائی ہمارے اس عقیدہ کی وجہ سے ہماری مخالفت کرتے ہیں لیکن ہمیں یقین ہے کہ بالآخر ایک دن ساری دنیا اس صداقت کو قبول کرنے پر مجبور ہوگی۔ اور ساری دنیا حضرت سرور کائنات فخر موجودات حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی غلامی میں آپ کے نائب اور بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایک جھنڈے تلے جمع ہوگی۔ تب مسیح محمدی کا یہ قول پوری شان کے ساتھ پورا ہوگا کہ

''دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔''

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام راہوں پر چلنے اور ان اوصاف کریمانہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین

❁❁❁

مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت

کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آ جائے گی جس سے قیامت

مجھے یہ بات مولا نے بتا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مسلمانوں پہ تب اِدبار آیا
کہ جب تعلیمِ قرآں کو بھلایا

رسولِ حق کو مٹی میں سُلایا
مسیحا کو فلک پر ہے چڑھایا

یہ توہیں کرکے پھل ویسا ہی پایا
اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا

خدانے پھر تمہیں اب ہے بُلایا
کہ سوچو عزتِ خیرالبرایا

ہمیں یہ راہ خدا نے خود دکھا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

کوئی مُردوں میں کیونکر راہ پاوے
مرے تب بے گماں مُردوں میں جاوے

خدا عیسیٰ کو کیوں مُردوں سے لاوے
وہ خود کیوں مُہرِ ختمیّت مٹاوے

کہاں آیا کوئی تا وہ بھی آوے
کوئی اک نام ہی ہم کو بتاوے

تمہیں کس نے یہ تعلیمِ خطا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات
معمّہ کھُل گیا روشن ہوئی بات

دکھائیں آسماں نے ساری آیات
زمیں نے وقت کی دیدیں شہادات

پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات
خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات

خدانے اک جہاں کو یہ سنا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

وہی مَے اُن کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

خدا کا ہم پہ بس لُطف و کرم ہے
وہ نعمت کونسی باقی جو کم ہے

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

ظہورِ عون و نصرت دمبدم ہے
حسد سے دشمنوں کی پُشت خم ہے

سنو اب وقت توحیدِ اتم ہے
ستم اب مائلِ مُلکِ عدم ہے

خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین اردو)

مسلمانو! بناؤ تام تقویٰ

(منظوم انتخاب از کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسان خدا ہے

کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرط لقا ہے

یہی آئینۂ خالق نما ہے
یہی اک جوہر سیف دعا ہے

ہر اِک نیکی کی جڑ یہ اتّقا ہے
''اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے''

یہی اک فخرِ شانِ اولیاء ہے
بجُز تقویٰ زِیادت اُن میں کیا ہے

ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو ، یہی دارُالجزاء ہے

مجھے تقویٰ سے اُس نے یہ جزا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مُبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ

سنو! ہے حاصل اسلام تقویٰ
خُدا کا عشق ، مَے اور جام تقویٰ

مسلمانو! بناؤ تام تقویٰ
کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ

یہ دولت تُو نے مجھ کو اے خدا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا انقلاب انگیز لٹریچر

عبدالسمیع خان۔ایڈیٹر الفضل۔ربوہ

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ (الصف 10,9)

یعنی: وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلّیتًا غالب کرے خواہ مشرک برا منائیں۔

احباب کرام ! سورۃ الصف کی یہ دو آیات دو عظیم الشان پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں اور میری تقریر انہی کی تفصیل اور تشریح ہے جس کا عنوان ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا انقلاب انگیز لٹریچر

18ویں صدی میں ہندوستان مشرقی مذاہب کا اکھاڑا بن چکا تھا یہاں تک کہ مغرب سے عیسائیت بھی حکومتی کرّ وفر کے سہارے تمام جدید سائنسی ایجادات کے جلو میں روٹیوں کے پہاڑوں اور آگ کے شعلوں کے ساتھ مسیح کی خدائی کا جھنڈا لہراتے ہوئے آ پہنچی اور سب مذاہب نے مل کر عیسائیت کی سرکردگی میں اسلام کو علمی اور قلمی جنگ میں نیست و نابود کرنے کا نقارہ بجا دیا۔18ویں صدی کے آخر میں 1793ء میں پہلا عیسائی مبلغ William Carey ہندوستان آیا۔

Turning the world upside down) by A.Pulleng and 5 others. P.90 (England,1972

اور انیسویں صدی کے آخر تک عیسائی مبلغین پادریوں اور چرچ کے عملے کی تعداد ساڑھے 9 ہزار سے تجاوز کر چکی تھی

Christianity in a Revolutionary Age ,Vol.III by K.S.Latourette,p.403&407 ,London,1961

اسی لیے 7 جلدوں میں عیسائیت کی تاریخ لکھنے والے مصنف لاٹریٹ نے 1815ء سے 1914ء تک کے دور کو عیسائیت کے پھیلاؤ کی عظیم صدی قرار دیا ہے

Latourette has described the period from about 1815 to 1914 as the Great Century of Christian Expansion (Encyclopedia Britannica, Vol 15, p. 573 London,1970)

عیسائی پادریوں نے وسط ایشیا میں عیسائیت کی ترقی کے لئے پنجاب کو قدرتی Base قرار دیا۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 90)

اور پنجاب میں پہلا عیسائی مشن 1835ء میں لدھیانہ میں قائم کیا گیا۔یہاں پہلے سے ایک عیسائی سکول بھی قائم تھا۔

Our Missions in india by Merris Wherry,P.11,12 Boston,1 U.S.A,1926,

یہ شہر احمدیت اور عیسائیت کی تاریخ میں بہت اہم مقام رکھتا ہے۔محققین بتاتے ہیں کہ عیسائی مشنریوں نے پنجاب میں سب سے پہلے اس شہر لدھیانہ سے فارسی زبان میں 1833ء میں لدھیانہ اخبار جاری کیا جو قلمی اخبار کی صورت میں تھا 2 سال بعد 1835ء میں چھاپہ خانہ قائم ہوا تو یہ ٹائپ ہو کر شائع ہونے لگا۔

(پنجاب میں اردو صحافت کی تاریخ ص 81 ڈاکٹر مسکین علی حجازی۔سنگ میل پبلی کیشنز لاہور 1977ء)

1837ء میں اسی شہر میں پنجاب کا پہلا گرجا گھر بھی تعمیر ہوا۔

(انگریز اور بانی سلسلہ احمدیہ ص 17 مولانا عبدالرحیم درد حیدر آباد سندھ۔1954ء)

یہی وہ شہر ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1889ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد ڈالی اور لدھیانہ وہ باب لد بن گیا جہاں قلم کے ذریعہ دجال کا سر قلم کیا جانا مقدر تھا۔

اس موعود اقوام عالم مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے 1835ء کے سال میں قادیان کی دور دراز بستی میں آنکھ کھولی اور آخری ہزار سال کے انسان کو بصیرت کے نئے جہان سے متعارف کرایا۔اللہ تعالیٰ نے اسے سلطان القلم اور اس کے قلم کو ذوالفقار علی یعنی علی کی تلوار کا خطاب عطا فرمایا۔

(نشان آسمانی۔روحانی خزائن جلد 4 ص 375)

یعنی وہ کام جو جہاد بالسیف کے زمانہ میں علی کی تلوار کرتی تھی اب اس قلمی جہاد کے زمانہ میں مسیح موعود کا قلم سرانجام دے گا۔اور تمام باطل عقائد جو خیبر کے قلعہ کا رنگ رکھتے ہیں اسی علی کی تلوار سے چکنا چور کیے جائیں گے۔

سرزمین دہلی کے ولی کامل نعمت اللہ ولی نے بھی اپنی پیشگوئیوں میں لکھا تھا۔

ید بیضا کہ باا و تابندہ
باز با ذوالفقار مے بینم

یعنی اس امام موعود کا چمکنے والا ہاتھ وہ کام کرے گا جو پہلے زمانہ میں علی کی تلوار کرتی تھی

(نشان آسمانی۔روحانی خزائن جلد 4 ص 375)

یاد رہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیدائش سے 4 سال قبل 13ویں صدی کے مجدد حضرت سید احمد شہید نے 6 مئی 1831ء کو دور جہاد بالسیف کے آخری معرکہ میں شہادت پائی تھی اور اب اسلام کی طرف سے جہاد بالقلم کا علَم حضرت مسیح موعودؑ نے تھام لیا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کے اس عظیم روحانی فرزند کو اپنے الہام کلام اور برکات خاصہ سے مشرف کیا اور اسے فرمایا

کلام افصحت من لدن رب کریم

(تذکرہ ص 508) تیرے کلام کو خدا کی طرف سے فصاحت و بلاغت عطا کی گئی ہے۔اور یہ بشارت دی کہ در کلام تو چیزے است کہ شعرا دراں دخلے نیست (تذکرہ ص 508) تیرے کلام میں ایک ایسی چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں۔چنانچہ محمدی فوجوں کے سپہ سالار نے بڑی تحدی سے نوع انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ سیف (تلوار) کا کام قلم سے لیا جائے اور تحریر سے مقابلہ کر کے مخالفوں کو پست کیا جائے......اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقینا سمجھ لو سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کیے ہیں۔اور مختلف سائینسوں اور مکاید کی رو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے۔اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔

(ملفوظات جلد اوّل ص 38,37)

پھر فرمایا۔''اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کو پاک صاف کروں۔خدا تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے مُنزہ و مقدس کرے۔''

(ملفوظات جلد اول ص 38 ایڈیشن 2003)

اس آفتاب صداقت نے اسلام کے حق میں نئے ارض و سما تخلیق کیے جس کے چاند تارے وہ زندگی بخش تحریریں ہیں جو اردو،عربی اور فارسی کی 88 تالیفات کے 11 ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔بیسیوں مضامین 300 اشتہارات،700 مکتوبات اور ملفوظات کی 5 جلدیں اس کے علاوہ ہیں۔خدائے بزرگ و برتر نے نشر صحف اور قلم اور دوات کی قسم کھا کر جو پیشگوئیاں کی تھیں ان

کے حقیقی ظہور کا زمانہ مسیح موعودؑ ہی کا زمانہ ہے

حضرت مسیح موعودؑ کے یہ پاک کلمات محبت الٰہی اور عشق رسولؐ کی سرزمین میں بوئے گئے ۔ دعاؤں اور آنسوؤں نے ان کونپلوں کو سینچا۔ نصرت باری تعالیٰ کی ہوائیں ان کو ہلکورے دیتی رہیں۔ فرشتوں کے نزول نے ان کو بابرگ وبار کیا۔ وحی والہام کے آسمانی محافظوں نے ہر شیطانی حملے کا رخ پھیر دیا اور پھر یہ چھوٹا سا پودا ایک تناور درخت بن گیا جس پر آج دنیا کے ہر خطے اور ہر رنگ و نسل کے پرندے خدا کی حمد اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کے ترانے بلند کرتے ہیں اس انقلاب انگیز لٹریچر کے کچھ امتیازی پہلو آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

1۔ مہدی دوراں کا قلم رسول کریم ﷺ کی نمائندگی میں کل عالم سے خطاب کرتا ہے ۔جیسا کہ آپ نے فرمایا۔

’’اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو !اور اے تمام وہ انسانی رُوحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! مَیں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 ص 141)

2۔حضرت مسیح موعودؑ نے قلمی جہاد کے میدان کارزار میں قدم رکھا اور اس شان اور قوت اور فنی مہارت اور بے مثل فراست کے ساتھ اہل اسلام کی کمان سنبھالی کہ گزشتہ 13 صدیوں میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی آسمان کے خدا نے آپ کو جری اللہ فی حلل الانبیاء کا لقب عطا کیا اور زمین پر آپ کا ڈنکا بجنے لگا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے آپ کی پہلی کتاب براہین احمدیہ کو تاریخ اسلام کی بے نظیر کتاب قرار دیتے ہوئے لکھا۔

’’یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں۔لعلّ اللہ یحدث بعد ذالک امراً اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔ ہمارے اِن الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم از کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ سماج وبرہمو سماج سے اِس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص ،انصار اسلام کی نشاندہی کردے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی وجانی وقلمی ولسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بیڑا بھی اُٹھالیا ہو۔‘‘ (اشاعت السنہ جلد 7 نمبر 6 ص 170,169)

3۔حضور کی کتب زندہ خدا کی زندہ تجلیات کا شاہکار ہیں ۔اسلامی اصول کی فلاسفی کے متعلق آپؑ نے فرمایا۔ میں نے اس کی سطر سطر پر دعا کی ہے۔

(بحوالہ ماہنامہ انصاراللہ جون 1996ء ص 24)

عربی زبان کا 40 ہزار مادہ آپ کو ایک رات میں سکھایا گیا آپ کی 20 کتب فصیح وبلیغ عربی زبان میں ہیں اور خطبہ الہامیہ آپ کو اعجازی نشان کے طور پر عطا ہوا اپنی کتب کے متعلق فرماتے ہیں۔

’’یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں ۔ میں ان کا نام وحی والہام تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔‘‘

(سرالخلافہ۔روحانی خزائن جلد 8 ص 415)

عربی کتب کے متعلق فرمایا۔

’’مجھے یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے چالیس ہزار مادہ عربی کا سکھایا گیا ہے اور مجھے ادبی علوم پر پوری وسعت دی گئی ہے۔‘‘

(انجام آتھم۔روحانی خزائن جلد 11 ص 234)

4۔ان معجز نما 88 میں سے 11 کتابوں کا جواب لکھنے پر اور معارف قرآنی اور متعدد علمی صداقتوں کے مقابلہ کے لئے حضور نے ہزاروں روپے کے انعامی چیلنج دیئے ہیں مگر کسی کو آج تک مقابلہ کی توفیق نہیں ملی آپ فرماتے ہیں:

آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

ان انعامی کتب کا مقابلہ کرنے پر انعامی رقوم کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

1۔ براہین احمدیہ ہر چہار حصص -/10000 روپے۔
2۔سرمہ چشم آریہ -/500 روپے۔
3۔کرامات الصادقین -/1000 روپے۔
4۔نور الحق -/5000 روپے۔
5۔اعجاز احمدی -/1000 روپے۔
6۔اتمام الحجۃ -/1000 روپے۔
7۔تحفہ گولڑویہ -/500 روپے۔
8۔سرالخلافہ -/27 روپے۔

ان کے علاوہ درج ذیل کتب کے بالمقابل کتاب لکھنے یا ردّ لکھنے پر اپنا جھوٹا ہونا تسلیم کرلینے کے وعدہ پر مبنی چیلنج دیئے۔

1۔اعجاز المسیح۔
2۔حجۃ اللہ۔
3۔الھدیٰ والتبصرۃ لمن یری۔

5۔حضرت مسیح موعودؑ کی پر شوکت اور ایمان سے لبریز تحریریں ہی تھیں جنہوں نے مذاہب عالم کے دنگل میں آپؑ کا پہلا تعارف کروایا آپؑ کی ابتدائی کتب اور اشتہارات نے دلوں میں نور کی شمعیں روشن کیں اور پھر آپؑ کی قوت قدسیہ ان کو صیقل کرتی چلی گئی۔

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

نشان نمائی کا اشتہار دیکھ کر قادیان آئے اور چہرہ اقدس دیکھ کر قربان ہوگئے۔

(الحکم 22 اپریل 1908ء ص 2)

حضرت صوفی احمد جانؓ ،حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ ،حضرت مولوی حسن علی صاحبؓ ،حضرت صوفی نبی بخش صاحبؓ ، حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ وغیرہ براہین احمدیہ سے مفتوح ہوئے۔

(الفضل 25 اپریل 2002ء)

حضرت ذوالفقار علی خان صاحب گوہر صاحبؓ ،حضرت حاجی غلام احمد صاحب کریامؓ ،حضرت ماسٹر فقیر اللہ صاحبؓ وغیرہ کو ازالہ اوہام نے جیتا۔

(الفضل 24-26 اگست 2002ء)

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ اور حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہاں پوریؓ، شام کے پہلے احمدی السید محمد سعیدی طرابلسی اور حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کو آئینہ کمالات اسلام نے فتح کیا۔

(الفضل 21 جولائی 2001ء)

اور ایک کثیر تعداد ان فدائیوں کی ہے جو آپ کے لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی، لیکچر لاہور، لیکچر سیالکوٹ اور لیکچر لدھیانہ سن کر حلقہ عشاق میں داخل ہوگئے۔

(حیات قدسی ص 17)

حضرت منشی ظفر احمدؓ صاحب براہین احمدیہ کے بارہ میں فرماتے تھے کہ ہم اس کتاب کو پڑھا کرتے اور اس کی فصاحت وبلاغت پر عش عش کراٹھتے کہ یہ شخص بے بدل لکھنے والا ہے ۔ براہین احمدیہ پڑھتے پڑھتے حضور علیہ السلام سے محبت ہوگئی۔

(اصحاب احمد جلد 4 ص 19)

حضور اپنے اعجاز مسیحائی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے مُنہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا‘‘

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد 3 ص 104)

6۔یہ مقدس کتب ایسے شخص کے ہاتھ سے نکلی ہیں جس پر خدا کے فرشتے نازل ہوتے تھے اس لئے جو لوگ ان کتب کو ذوق وشوق اور عقیدت سے پڑھتے ہیں ان پر بھی خدا کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور آج ہزار ہا ایسے احمدی ہیں جن سے خدا ہمکلام ہوتا ہے انہیں سچی خوابیں دکھاتا ہے اور غیب سے مطلع فرماتا ہے۔

7۔ساتواں پہلو مذاہب عالم پر اسلام کو غالب کرنے کی حکمت عملی ہے۔

کاسر صلیب ہونے کے لحاظ سے آپؑ کا سب سے زیادہ لٹریچر مسیحیت کے متعلق ہے اور قریباً 17 کتب کا مرکزی مضمون رد عیسائیت ہے ۔ آپؑ نے مسیح کی وفات کا انقلاب انگیز اعلان کرکے عیسائیت کا قلعہ

زمین بوس کر دیا۔
مسیح کی جھوٹی خدائی کی دعوت دینے والے عیسائی پادریوں کو دجال قرار دیا۔ ان سے مباحثے کئے۔ مباہلے کی دعوت دی انعامی چیلنج دیئے نشان دکھائے اور دنیا کی قیادت عیسائیت کے ہاتھوں سے ریت کی طرح پھسلتی چلی گئی۔
اس جری اللہ نے امریکہ میں عیسائیت کے نمائندہ ڈوئی کو للکارا جو آپ کی زندگی میں 9 مارچ 1907ء کو ذلت کے ساتھ ہلاک ہوا۔ اور قتل خنزیر کی پیشگوئی پوری ہوئی اور امریکہ کے اخبارات نے لکھا Great is Mirza Ghulam Ahmad
(بوسٹن ہیرالڈسنڈے ایڈیشن 23 جون 1907ء)
لندن کے اسی شہر میں پادری جان ھیوگ سمتھ پگٹ نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ حضور نے اس کے بارہ میں فرمایا۔
''یہ دلیر دروغ گو یعنی پگٹ جس نے خدا ہونے کا لندن میں دعویٰ کیا ہے وہ میری آنکھوں کے سامنے نیست نابود ہو جائیگا۔''
(ریویو آف ریلیجنز 1907ء ص 144)
حضور نے جب یہ پیشگوئی شائع فرمائی پگٹ اپنے پورے عروج پر تھا مگر اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ اس نے اپنے دعویٰ کا ذکر تک چھوڑ دیا اور پھر لندن چھوڑ کر سپیکسٹن چلا گیا جہاں اپنی زندگی کے باقی 25 سال گوشہ تنہائی میں گزارنے کے بعد مارچ 1927ء میں نامرادی کی موت مر گیا۔
ان پر زور حملوں سے مولانا ابوالکلام آزاد کے بقول
''عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے زیر سایہ ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا..... بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا''۔
(اخبار ''وکیل'' امرتسر جون 1908ء)
اور مولانا نور محمد نقشبندی کے الفاظ میں حضرت مسیح موعودؑ نے وفات مسیح اور دعویٰ مسیح موعود کے ذریعہ ''ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دی۔
(دیباچہ بر ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی)

8۔ آپ کی قریباً 11 کتب کا مرکزی مضمون ھندومت اور سکھ مت ہے۔ آپ نے ھندوؤں سے مباحثے اور مناظرے کیے۔ موجودہ ویدوں کی اصل حقیقت دنیا پر ظاہر کی۔ سنسکرت کی بجائے عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے پر سورج چڑھا دیا اور علم لسانیات میں انقلاب برپا کر دیا۔ روحانی دعوت مقابلہ اور پنڈت لیکھرام کی موت نے آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑ دیں اور ایک ہندو راہنما نے لکھا کوئی عیسائی اور مسلمان اب مذہب کی خاطر آریہ سماج میں داخل نہیں ہوتا۔
(خطابات طاہر۔ تقاریر جلسہ سالانہ قبل از خلافت ص 242 حضرت مرزا طاہر احمد صاحب۔ طاہر فاؤنڈیشن طبع اول دسمبر 2006ء)
برہمو سماج کے سرگرم لیڈر پنڈت نرائن اگنی ہوتری سے تحریری مباحثہ کیا اور اس شان سے یلغار کی کہ پنڈت صاحب نے اپنے مذہب کو ہی خیر باد کہہ دیا۔
(تاریخ احمدیت جلد اول ص 163)
سکھ مذہب کے بانی حضرت باوا گورو نانک صاحب کا مسلمانوں سے تعلق ثابت کر کے اور چولہ بابا نانک پر کلمہ اور قرآنی آیات کا انکشاف کیا۔
(تفصیل کتاب ست بچن 1895ء)
9۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے یہ لاثانی نظارہ بھی دکھایا آپ کے ہاتھوں اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ نصیب ہوا اور آپ نے ہر شعبہ زندگی میں اسلام کو بالا تر کر کے دکھایا۔
1896ء کے جلسہ مذاہب عالم لاہور میں 10 مذاہب اور مکاتب فکر کے سولہ نمائندگان نے اپنے مسالک کے حق میں تقاریر کیں اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا مضمون سب پر بالا رہا۔
چنانچہ اخبار جنرل و گوہر آصفی کلکتہ نے لکھا:۔
''اگر اس جلسے میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت وندامت کا قشقہ لگتا۔ مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا۔ بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی سچے فطری جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب پر بالا ہے۔ بالا ہے۔
(اخبار جنرل و گوہر آصفی 24 جنوری 1897ء)
10۔ مذاہب عالم پر اسلام کی قلمی فتح کے آپ اس قدر آرزو مند تھے کہ آپ نے انگلستان کی ملکہ وکٹوریہ کو دعوت اسلام دی اور ملکہ کے نام اپنے رسالہ تحفہ قیصریہ میں جون 1897ء میں لندن میں جلسہ مذاہب عالم کے انعقاد کی تجویز پیش کی۔
(تحفہ قیصریہ۔ روحانی خزائن جلد 12 ص 279)
27 دسمبر 1899ء کو بذریعہ اشتہار حضور نے انگریز حکومت کو جلسہ مذاہب عالم کی ترغیب دلائی۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 2 ص 359)
کاش انگریز حکومت اس کو قبول کر لیتی تو دنیا قرآنی صداقتوں کے نئے سورج طلوع ہوتے دیکھتی اور اس کی آنکھیں خیرہ ہو جاتیں۔ حضور کو اسلام کا فتح نصیب جرنیل قرار دیتے ہوئے ابوالکلام آزاد نے لکھا۔
''وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان بنا رہا۔ جو شور قیامت ہو کے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا...... دنیا سے اٹھ گیا...... ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں''۔
(اخبار وکیل امرتسر 30 مئی 1908ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم ص 560)
11۔ حضرت مسیح موعودؑ کا قلم ایک طرف تو دفاع اسلام کی چوکھی لڑائی لڑ رہا تھا اور دوسری طرف آسمان سے نازل ہونے والے علوم قرآنی کے چشمے بہا کر دنیا کو ان کا والہ وشیدا بنا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔
وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار
امت مسلمہ کا یہ موعود امام قائم اور رجل فارس ایمان کو ثریا سے لایا اور اپنی تحریروں اور تعلیمات اور قوت قدسیہ کے ذریعہ ایمان کو دلوں کی زینت بنایا۔
سورۃ القلم میں خدا تعالیٰ نے قلم اور دوات کی قسمیں کھا کر جو پیشگوئیاں کی تھیں ان کے حقیقی ظہور کا یہی زمانہ تھا۔
آپ نے زندہ خدا کی دولت دے کر انہیں اسی دنیا میں بہشتی زندگی عطا کر دی۔
جواہرات کی تھیلی قرآن ان کے ہاتھوں میں تھمادی زندہ نبی اور خاتم النبیینؐ کے ساتھ سچی محبت عطا کی اور اس کی سچی پیروی کے معجزات دکھائے اور پاک زندگی کا لعل تاباں انہیں مرحمت فرمایا۔
آپ کے مسیحی انفاس اور انفاخ قدسیہ نے احمدیوں کے دلوں میں نیکی اور تقویٰ کا جو انقلاب برپا کیا مخالفین برسر عام اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔
جناب دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر اخبار ریاست دہلی لکھتے ہیں۔
''ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں تک اسلامی شعار کا تعلق ہے۔ ایک معمولی احمدی کا دوسرے مسلمانوں کا بڑے سے بڑا مذہبی لیڈر بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ احمدی ہونے کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی احکام کا عملی طور پر پابند ہو۔ چنانچہ ایڈیٹر ''ریاست'' کو اپنی زندگی میں سینکڑوں احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور ان سینکڑوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں دیکھا گیا جو کہ اسلامی شعار کا پابند اور دیانت دار نہ ہو۔ اور ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ایک احمدی کے لئے بددیانت ہونا ممکن ہی نہیں کیونکہ یہ لوگ خدا سے ڈرتے ہی نہیں بلکہ خدا سے بدکتے ہیں۔''
(''ریاست'' دہلی 13 نومبر 1952ء)
امرتسر کے صحافی محمد اسلم خلافت اولیٰ میں قادیان آئے اور اپنے مشاہدات کا خلاصہ ان الفاظ میں نکالا۔
احمدی قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا۔ (بدر قادیان 13 مارچ 1913ء)
جماعت کی تبلیغی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے علامہ نیاز فتحپوری لکھتے ہیں۔
''آج دنیا کا کوئی دور دراز گوشہ ایسا نہیں جہاں یہ مردان خدا اسلام کی صحیح تعلیم .... کی نشر واشاعت میں مصروف نہ ہوں ...... اور جب قادیان و ربوہ میں صدائے اللہ

اکبر بلند ہوتی ہے تو ٹھیک اسی وقت یورپ وافریقہ وایشیا کے ان بعید وتاریک گوشوں سے بھی یہی آواز بلند ہوتی ہے ۔ جہاں سینکڑوں غریب الدیار احمدی خدا کی راہ میں دلیرانہ قدم آگے بڑھائے ہوئے چلے جارہے ہیں۔''

(ملاحظات نیاز ص45 بحوالہ ماہنامہ نگار لکھنو جولائی 1960ء ص119,117)

مشہور مسلم لیڈر جناب محی الدین غازی لکھتے ہیں:۔

''یورپ وامریکہ کی مذہب سے بیزاری اور اسلام کی حریف دنیا میں علمِ تبلیغ بلند کرنے کی کسی عالم دین یا کسی علمی ادارے کو توفیق نہیں ہوئی۔ اگر عَلَم ہاتھ میں لے کر اٹھا تو وہ یہی قادیانی فرقہ تھا۔

کامل اس فرقہء زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

اس جماعت نے تبلیغی مقاصد کے لئے سب سے پہلے اسی سنگلاخ زمین کو چنا اور یورپ وامریکہ کا رُخ کیا۔ اور اُن کے سامنے اسلام کو اصلی وسادہ صورت میں اور اس کے اصولوں کو ایسی قابلِ قبول شکل میں پیش کیا کہ ان ممالک کے ہزارہا افراد وخاندان دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا سماں آنکھوں میں پھر گیا''۔

(تاثرات قادیان ص17-18، تاریخ احمدیت جلد اول ص19)

12۔ مسیح دوراں کے قلم نے محبت الٰہی اور دین کی غیرت رکھنے والے فدائیوں کا صرف متفرق گروہ تیار نہیں کیا بلکہ ایک عظیم منتظم کی طرح جماعت احمدیہ کے تمام تربیتی تبلیغی اور انتظامی ڈھانچے کی تشکیل کی ہے۔ آج جماعت کا کوئی ادارہ یا منصوبہ ایسا نہیں جس کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ کے قلم سے نہ رکھی گئی ہو۔

آپؑ نے اپنی کتاب فتح اسلام میں کارخانہ احمدیت کی 5 شاخیں بیان کیں جس میں تصنیفات، اشتہارات اور خطوط کے علاوہ دارالضیافت کا بھی تذکرہ فرمایا جس کی سینکڑوں شاخیں پاکیزہ نان مہیا کر رہی ہیں سلسلہ بیعت کا آغاز بھی فرمایا جو آج عالمی بیعت کی شکل میں گلشن احمد کی بہار بن چکا ہے اور ہر سال لاکھوں لوگ سلسلہ حقہ سے وابستہ ہورہے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب الوصیت نے دنیا کو بہشتی مقبرہ جیسا جنتی نظام دیا۔ خلافت جیسا دائمی انعام عطا فرمایا جس کے لئے ساری دنیا ترس رہی ہے صدر انجمن احمدیہ کے ذریعہ تمام احمدیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ حضور کی کتاب آسمانی فیصلہ نے جلسہ سالانہ اور مشاورت کا پاکیزہ سلسلہ جاری کیا۔

حضور کی متعدد کتب میں مالی قربانی اشاعت قرآن اور تعمیر مساجد کے پرزور پیغام بھی ہیں جنہیں آج تحریک جدید عملی جامہ پہناتے ہوئے 60 سے زیادہ زبانوں میں تراجم قرآن اور ہزاروں مساجد تعمیر کر چکی ہے اس مقدس لٹریچر میں بیت الدعا اور منارۃ المسیح کا ذکر بھی ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود

(درثمین فارسی ص195)

ہمارا جھنڈا ہر سعید فطرت کی پناہ گاہ ہوگا۔ چنانچہ یہ جھنڈا آج لوائے احمدیت کی صورت میں دنیا کے 202 ملکوں میں لہراتا ہے۔

اس لٹریچر میں دعوت الی اللہ وقف زندگی اور جامعہ احمدیہ کی بنیادیں بھی رکھی گئیں آج دنیا کے 13 ممالک میں جامعہ کے باقاعدہ ادارے قائم ہیں اور ہزاروں داعیان الی اللہ دلوں کو فتح کرنے میں مصروف عمل ہیں۔

حضور نے الحکم اور البدر کو اپنا بازو قرار دیا اور ریویو آف ریلیجنز جاری کر کے جماعت میں اخبارات ورسائل کے قلمی اسلحہ کی فیکٹریاں قائم کر دیں۔

انجمن تشحیذ الاذہان کی سرپرستی فرما کر اور خواتین سے الگ خطاب کر کے تمام ذیلی تنظیموں کی بنا ڈالی۔

جدید علوم کی تحصیل کی طرف متوجہ کرتے ہوئے حضور نے تعلیم الاسلام سکول اور تعلیم الاسلام کالج قائم کیا اور آج ساری دنیا میں ان کے اطلال علم کی سرپرستی کر رہے ہیں

خدمت خلق کی طرف اس شان سے راغب کیا کہ آج دنیا میں جماعت احمدیہ ہمدردی اور Love for all Hatred for none کے تاج سے پہچانی جاتی ہے۔

پس آج دنیا میں خلافت احمدیہ کے ذریعہ توحید باری کے قیام خدمت نوع انسان اور وحدت اقوام کا جو روح پرور سلسلہ جاری ہے اس کا سہرا حضرت مسیح موعودؑ کے انقلاب انگیز لٹریچر اور تحریروں کے سر ہے۔

13۔ حضرت مسیح موعودؑ کے آسمانی مائدہ کا ایک بڑا حصہ خدائی کلام اور علم غیب پر مشتمل ہے جو قیامت تک آنے والے تمام بڑے بڑے انقلاب کی کھلی کھلی خبریں دیتا ہے۔ اس میں واضح طور پر یہ ذکر ہے کہ۔

جماعت احمدیہ پر ابتلاء آئیں گے کفر کے فتوے لگیں گے شہادتیں ہوں گی اور فرعون اور ہامان اور ابوجہل اور ابولہب کے مثیل اپنے انجام کو پہنچیں گے۔

(تذکرہ ص318,317)

اور خدا نے یہ بھی کہا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا اور بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

(تذکرہ ص260,8)

انہی کتب میں لندن کے منبر پر مدلل تقریر کرنے اور سفید پرندے پکڑنے کی بشارت بھی ہے۔ (تذکرہ ص147)

اسی لٹریچر میں داغ ہجرت اور ایم ٹی اے کی پیشگوئی بھی ہے اور صلحائے عرب اور ابدال شام کی دعاؤں کا تذکرہ بھی ہے۔

(تذکرہ ص218، احمدیت کا فضائی دور ص45، تذکرہ ص100)

سو سال پہلے اسی لٹریچر نے بتایا کہ برطانوی حکومت کا سورج غروب ہوجائے گا۔ اور اسلام کا آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا۔ زار روس کا حال زار ہو جائے گا۔ ایوان کسریٰ میں تزلزل برپا ہوگا ۔ کوریا کی حالت نازک ہو جائے گی۔ افغانستان کا نادر شاہ اچانک موت کا شکار ہو جائے گا۔

(تذکرہ ص650، مجموعہ اشتہارات جلد2 ص7) (براہین احمدیہ جلد5 روحانی خزائن جلد21 ص152) تذکرہ ص461,429)

زلزلے آئیں گے اور امریکہ، ایشیا ، یورپ اور جزائر کے رہنے والے امن کو ترسیں گے۔ بیماریاں پڑیں گی۔ موتا موتی لگے گی عالمی جنگیں ہوں گی خون کی ندیاں بہیں گی اور ایٹمی ہتھیاروں سے زندگی ناپید ہو جائے گی۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22 ص268)

یہ لٹریچر بتاتا ہے کہ دجال اور یاجوج ماجوج کا نظام ٹوٹے گا اور پھر اسلام کی طرف کثرت سے رجوع ہوگا۔ یہ پاک کلام بتاتا ہے کہ خدا مسرور کا ساتھ دے گا اور اسے ہر میدان میں مظفر ومنصور کرے گا۔ تذکرہ ص630)

14۔ حضرت مسیح موعودؑ کے قلب منور کی تجلی سے وہ صبح صادق ظہور پذیر ہوئی جس کے متعلق خدا نے خبر دی تھی کہ

یوم تبدل الارض غیر الارض

(تذکرہ189)

یعنی زمین کے باشندوں کے خیالات اور رائیں بدلائی جائیں گی۔

وہ حقائق جن کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ پر کفر کے فتوے لگائے گئے آج وہی باتیں دنیا کے ایوانوں میں گونج رہی ہیں۔ اس شعر کے مصداق کہ

آج ہم دار پہ کھینچے گئے جن باتوں پر
کیا عجب کل وہ زمانے کو نصابوں میں ملیں

(احمد فراز)

امام آخرالزماں کے پیش کردہ سچے اسلامی عقائد اور ناقابل تسخیر نظریات کی دنیا بھر کے دانشور تحسین کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے 1891ء میں وفات مسیح کا اعلان کیا اور لندن میں 1978ء میں کسر صلیب کانفرنس میں برطانیہ سپین چیکو سلواکیہ اور بھارت کے مسلمان اور عیسائی محققین نے مسیح کی صلیبی موت سے نجات اور کشمیر میں وفات کا برملا اعلان کیا۔

موازنہ مذاہب کے مشہور ہسپانوی سکالر فیبر قیصر (A.Faber Kaiser) قبر مسیحؑ کی تحقیق کے لئے خود کشمیر گئے اور انتہائی محنت وقابلیت سے قابل قدر تاریخی معلومات فراہم کر کے ایک ضخیم کتاب شائع کی جس کا نام ہی یہ رکھا کہ Jesus Died In Kashmir یعنی یسوع کشمیر میں فوت ہوئے

دور حاضر میں بہت سے عرب زعماء حضرت مسیح علیہ السلام کی طبعی وفات کے قائل ہو چکے ہیں۔ السید محمد رشید اور السید عباس محمود العقاد نے تسلیم کیا کہ عقلی نقلی اور تاریخی اعتبار سے سرینگر کے محلہ خانیار میں واقع مقبرہ

حضرت مسیح علیہ السلام ہی کا ہے۔

(تفسیر المنار جلد6ص43ناشردارلمعرفہ بیروت۔حیاۃ المسیح فی التاریخ وکشوف العصر ص256,255ناشر دارالکتاب العربی بیروت1969ء)

ایرانی مفسر مولانا زین الدین نے اپنی تفسیر میں لکھا۔

’’حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود کے ہاتھوں بہت تکالیف برداشت کرنا پڑیں جس پر آپؑ نے مشرق کا رخ اختیار کیا اور کشمیر اور مشرقی افغانستان کے اسرائیلی قبائل کی طرف ہجرت کر گئے اور انہیں وعظ و نصیحت فرمائی۔‘‘

حضرت مسیح موعودؑ نے مغربی اقوام کے مذہبی اور سیاسی فتنوں کو دجال اور یاجوج ماجوج قرار دیا۔آج عرب لیڈر بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔

الشیخ عبداللہ بن زید آل محمود وزیر مذہبی امور قطر اور الشیخ عبدالرحمن بن سعدی کے نزدیک یاجوج ماجوج سے مراد روس،امریکہ ،برطانیہ اور دیگر مغربی اقوام ہیں۔

(رسالہ’’لا مہدی ینتظر‘‘ص 75-79مطبوعہ ریاست قطر)

ریسرچ سکالر علی اکبر صاحب لکھتے ہیں۔

’’یورپی اقوام ہی یاجوج وماجوج ہیں اور آسمان میں تیر چلانے سے مراد طاقتور راکٹ ہیں۔‘‘

(اسرائیل قرآنی پیشگوئیوں کی روشنی میں ص28 مکتبہ’’شاہکار‘‘لاہور جون1976ء)

مولانا ابوالجمال احمد مکرم صاحب عباسی چڑیا کوٹی (رُکن مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن)نے پادریوں کو دجال اور ریل کو خود دجال قرار دیا۔

(حکمت بالغہ جلد2ص126 تا142 مطبع دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن 8جمادی الاولیٰ 1332ھ۔5؍اپریل1914ء)

1895ء میں ناقابل تردید دلائل سے حضرت مسیح موعودؑ نے عربی کو ام الالسنہ قرار دیا۔عیسائی ماہر لغت رائل عرب اکیڈمی کے ممتاز ممبر اور لغۃ العرب کے ایڈیٹر انستاس الکرمی (1866-1947ء) نے 1935ء میں ببانگ دہل عربی کے ام الالسنہ ہونے کا اعلان کیا۔

(بحوالہ الفضل سالانہ نمبر1978ء ص37)

برصغیر کے مولانا عبدالرحمن طاہر سواتی لکھتے ہیں۔

عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے میں شک نہیں۔

(تاریخ الادب العربی اردو ایڈیشن ص26 ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور جون1961ء)

مفتی محمد شفیع صدر مدرسہ دارالعلوم کراچی لکھتے ہیں۔

حکومت الٰہیہ کی دفتری زبان عربی ہے کہ سب سے پہلے انسان کو وہی سکھائی گئی اور بالآخر جنت میں پہنچ کر تمام انسانوں کی زبان وہی ہوجائے گی۔

(مقدمہ المنجد عربی اردو ناشر دارالاشاعت کراچی جولائی1973ء)

نزول جبریل کے متعلق مولانا اللہ یار لکھتے ہیں

’’جبریل ولی اللہ کے پاس آسکتے ہیں۔صرف وحی شرعی اور وحی احکامی کا سلسلہ ختم ہوا کیونکہ دین مکمل ہو چکا ہے۔‘‘

(’’دلائل السلوک‘‘ص127)

جہاد کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ پر بہت طعن و تشنیع کی گئی مگر آج تمام عالم اسلام اسی حقیقت کو تسلیم کرنے کیلئے مجبور ہے جو حضور نے بیان فرمائی تھی۔

مولانا زاہد الحسینی لکھتے ہیں۔

’’یہ جہاد بالقلم کا دور ہے آج قلم کا فتنہ بڑا پھیل گیا ہے آج قلم کے ساتھ جہاد کرنے والا سب سے بڑا مجاہد ہے۔‘‘

(ماہنامہ خدام الدین لاہور ۔یکم اکتوبر 1965ء بحوالہ تبصرہ از ابو قیصر آدم خان صاحب ص440 ربوہ1976ء)

پاکستان کے صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ نے کہا۔

’’یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے اپنی نوجوان نسل کے ہاتھ میں کتاب کی بجائے بندوق تھمائی ۔ درحقیقت آج دنیا کا مقابلہ بندوق سے نہیں بلکہ قلم کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔‘‘

(روزنامہ جنگ راولپنڈی 9مئی2006ء)

شاہ فیصل نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا۔

’’جہاد صرف بندوق اٹھانے یا تلوار بے نیام کرنے کا نام نہیں بلکہ جہاد تو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول مقبولؐ کی سنت کی طرف دعوت دینے ،ان پر عمل پیرا ہونے اور ہر قسم کی مشکلات ،دقتوں اور تکالیف کے باوجود استقلال سے ان پر قائم رہنے کا نام ہے۔‘‘

(رسالہ ام القریٰ مکہ معظّمہ۔24؍اپریل 1965ء بحوالہ تبصرہ از ابو قیصر آدم خان صاحب ص438 ربوہ1976ء)

ایرانی عالم آیت اللہ مرتضیٰ مطہری لکھتے ہیں۔

قرآن مجید نے بنیادی طور پر وضاحت کردی ہے کہ جہاد ،بالادستی اور اقتدار کی جارحانہ جنگ نہیں جارحیت کے مقابلہ کا نام ہے۔

معروف دینی سکالر شاہ بلیغ الدین لکھتے ہیں۔

’’اسلام انسانی کشت وخون کو حرام قرار دیتا ہے۔قرآن میں حکم ہے کہ’’ایک بے گناہ انسان کو مارنا پوری قوم کو ختم کردینا ہے‘‘۔

جہاد اور قتال یعنی جنگ یہ دونوں الگ الگ صورتیں ہیں ۔مسلمان اس وقت تک لڑائی پر نہیں نکل سکتا جب تک مذاکرات اور سفارتی تعلقات سے امن برقرار رکھنے کی پوری کوشش نہ کرے۔اس کے بعد اگر مخالف میدان جنگ میں نکل آئے اور دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوں تو بھی مسلمانوں کو حکم ہے کہ ایک مرتبہ اور صلح کی کوشش کریں اگر مخالف نہ مانے تو بھی اس صورت میں مسلمانوں کو حکم ہے کہ اپنی طرف سے پہل نہ کریں دشمن حملہ کردے تو صرف اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار اٹھائیں ۔یہی قرآن کا حکم ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ’’جنگ اگر تم پر تھوپ دی جائے تب تم مدافعت کرسکتے ہو۔‘‘

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت مورخہ 5نومبر1906ء ادارتی صفحہ)

حضرت مسیح موعودؑ نے حکومت برطانیہ کے انصاف اور امن پسندی کو سراہا مدتوں دشمن اس پر معترض رہے مگر آج یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ انگریز استعمار نہیں بلکہ برصغیر کا معمار تھا اور اس کا انصاف یاد کرکے روتے ہیں۔

(ایکسپریس 23-7-06)

حسن نثار اپنے کالم میں لکھتے ہیں:۔

’’14؍اگست 1947ء والی آزادی کے بعد سے اب تک اس ملک کے حکمران طبقوں نے’’آزاد عوام‘‘ کے ساتھ جو کچھ کیا اسے دیکھنے کے بعد ہر کوئی یہ سوچنے میں حق بجانب ہے کہ انگریز استعمار تھا یا برصغیر کا معمار ؟ سوال یہ نہیں کہ آزادی کے نتیجہ میں برصغیر کے مسلمان ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں منقسم ہوکر اپنا امپیکٹ کھو بیٹھے......سوال یہ ہے کہ پاکستان میں عام پاکستانیوں پر کیا گزری اور گزر رہی ہے؟ کیا ہمارے’’ذاتی ‘‘حکمرانوں نے ہمارے ساتھ ’’انگریز استعمار‘‘ سے بہتر سلوک کیا؟ استعمار نے کیا دیا اور’’رشتہ دار‘‘ نے کیا کچھ چھین لیا؟

آج پورے برصغیر میں جو کچھ دکھائی دیتا ہے......انفراسٹرکچر ہو یا دیگر سسٹمز سب گورے کے گیان ودھیان کا نتیجہ ہے ورنہ مقامیوں نے تو کبھی ماچس تک نہ دیکھی تھی۔ انگریز نے سول وملٹری ڈھانچہ کے ساتھ ساتھ دنیا کا عظیم ترین نظام آبپاشی دیا۔بہت سے نئے شہر آباد کیے ،ریلوے کا جال بچھایا،پل اور سرنگیں تعمیر کیں ،سکولوں ،کالجوں اور یونیورسٹیوں کی چین بنائی ،ٹیلی گراف ،ٹیلی فون ،بجلی اور بینکنگ سے لے کر عدالتی نظام تک......یتیم خانوں سے لے کر پھولوں کی نمائش کے تصور تک ......میز کرسی کے استعمال سے لے کر دہلی میں پہلے طبیہ کالج کی تعمیر تک......جو کچھ ہے اسی استعمار کی یاد ہے ۔ہم نے تو صرف جعلی الاٹمنٹوں کی ٹیکنالوجی ایجاد کی یا مختلف قسم کے مافیاز تخلیق کیے اور آج بھی انگریز کے دیئے ہوئے نظام کے’’لنڈے‘‘کو ہی کانٹ چھانٹ کر پہن رہے ہیں ۔‘‘ (روزنامہ ایکسپریس فیصل آباد۔اتوار23جولائی2006ء)

15۔مسیح موعودؑ کے بلند پایہ لٹریچر نے مسلمانوں کے اجتماعی شعور کی رائے ہی نہیں بدلی بلکہ ان مضامین کو بیان کرنے کیلئے ان کے پاس اس صاحب قلم کے الفاظ سے بہتر الفاظ بھی نہیں تھے ۔اس لئے بے شمار مخالفین نے آپ کی کتب اور کلام منظوم کو چوری کیا اور اسے اپنے یا کسی اور نام سے شائع کیا ہے ۔ان میں مفتی ،صحافی ،مناظر

،خطیب ،شعراء ،ماہرین تعلیم ،قانون دان اور وکلاء سب شامل ہیں اوران کے حوالے ضخیم کتاب کی شکل میں ہیں چند ایک مثالیں پیش کرتا ہوں۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی ایک کتاب احکام اسلام عقل کی نظر میں کشتی نوح ،نسیم دعوت ،اسلامی اصول کی فلاسفی ، آریہ دھرم ، برکات الدعاء کے صفحے کے صفحے نقل کئے ہیں۔ممتاز بریلوی عالم محمد افضل شاہد صاحب نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔

''تھانوی صاحب نے قادیانی کی مذکورہ بالا کتاب سے پیراگراف اور صفحے در صفحے اپنی کتاب میں نقل کر ڈالے لیکن کتاب و مصنف کا حوالہ تک نہ دیا۔ شاید تھانوی صاحب کو یہ خطرہ تھا کہ اگر حوالہ دیا تو پیروکار اور مرید بھاگ نہ جائیں ---۔ اگر تھانوی صاحب کے اس طرز عمل پر غور کیا جائے تو تھانوی صاحب قادیانی کے مذکورہ بالا دعووں کے مطابق کہ یہ الہامی مضمون ہے اور سب پر غالب آئے گا وغیرہ کی اپنے عمل سے تصدیق کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ تھانوی صاحب کا اصل مقصد قادیانی کی تعبیر وتشریح کو چوری کرنا تھا ۔الفاظ کی چوری تو اس لئے کی گئی ہے۔ کہ ان سے بہتر الفاظ کا انتخاب ممکن نہ تھا......''

(ماہنامہ القول السدید مئی 1993ء ص88 تا108)

حضرت مسیح موعودؑ کا شہرہ آفاق عربی قصیدہ ہے۔

یاعین فیض اللّٰہ والعرفان

مولوی جان محمد صاحب ایم۔ اے۔ ایم او۔ایل۔ منشی فاضل ،مولوی فاضل کی کتاب اصلی عربی بول چال مکمل کلاں ہے۔ کتاب کے آخر میں اس قصیدہ کے 70 میں سے 58 اشعار نقل کئے گئے ہیں۔

مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری نے اپنی کتاب ''کتاب اسلام'' میں اسلامی اصول کی فلاسفی قریباً پوری نقل کر لی اور آئینہ کمالات اسلام چشمہ معرفت اور کشتی نوح سے جابجا مضامین چرائے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی مشہور فارسی نعت ہے۔

جان ودلم فدائے جمال محمد است

پیر کرم شاہ الازہری جن کو عصر حاضر کا مجدد کہا جاتا ہے انہوں نے اپنے رسالہ ضیائے حرم میں یہ پوری نعت نہایت جلی اور نفیس قلم سے بغیر نام کے شائع فرمائی۔

مشہور معاند سلسلہ ''مولانا'' ثناء اللہ صاحب امرتسری نے 4 جنوری 1924ء کو لاہور کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے آخر میں فرمایا:

چونکہ میں قرآن مجید کو اپنا بلکہ جملہ انسانوں کا کامل ہدایت نامہ جانتا ہوں اس لئے اپنا اعتقاد دو شعروں میں ظاہر کر کے بعد سلام رخصت ہوتا ہوں۔

جمال وحسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا کلام پاکِ رحماں ہے

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ 86۔ناشر ادارہ ترجمان السنہ 7۔ایبک روڈ لاہور)

مولانا حافظ عطاء اللہ صاحب کے رسالہ ''اعجاز قرآن'' کے سرورق پر نہایت جلی قلم سے یہ الفاظ درج ہیں۔

''اس رسالہ میں بحمدہ تعالیٰ دہریت ،آریت ،عیسائیت ،بہائیت اور قادیانیت کے خیالی قلعوں کو اعجاز قرآن کی تین اقسام سے بمباری کر کے بکلی مسمار کر دیا گیا ہے''۔

مولانا نے ''قادیانیت کے خیالی قلعے'' پر بمباری کے لئے یہ دلچسپ طریق اختیار کیا کہ رسالہ کے صفحہ 104 پر ''درمدح قرآن'' کے زیر عنوان حضرت مسیح موعود کی نظم شائع کی۔

جمال وحسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

اور بعض شعروں میں تصرف بھی کر دیا ہے۔

''مجلس ختم نبوت پاکستان'' کے مرکزی رہنماؤں نے فروری 1971ء میں انگریزی زبان میں ایک رسالہ ارکان اسمبلی میں تقسیم کے لئے شائع کیا جس کا نام تھا۔

AN APPEAL TO THE MEMBERS OF NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN جس میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا ۔اور حضرت مسیح موعودؑ کے 2 شعر بھی لکھے جن کو ڈاکٹر اقبال سے منسوب کر دیا۔

ھست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لا جرم شد ختم ہر پیغمبرے

16۔حضرت مسیح موعودؑ کے آب حیات نے اردو زبان کو بھی نئی زندگی سے ہمکنار کیا۔

ماہ دسمبر 1913ء میں آل انڈیا محمڈن اینگلو اورینٹیل ایجوکیشنل کانفرنس کا ستائیسواں اجلاس آگرہ میں منعقد ہوا۔خواجہ غلام الثقلین نے اپنے خطبہ صدارت میں خاص طور پر ان مشاہیر کا ذکر کیا جنہوں نے اردو کی ترقی میں نمایاں حصہ لیا۔اس ضمن میں آپ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو ان مایہ ناز ہستیوں کی صف میں شمار کیا جن کو آج اردو زبان میں بطور سند پیش کیا جاتا ہے۔مثلاً پروفیسر آزاد،مولانا حالی، سرسید احمد خاں ،داغ،امیر،جلال لکھنوی۔

(دیکھئے رپورٹ اجلاس مذکورہ ص76)

کرزن گزٹ کے مشہور ایڈیٹر جناب مرزا حیرتؔ صاحب دہلوی نے تحریر فرمایا:۔

''مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہے۔ وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا......اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندیء ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں......اس کا پُرزور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالہ ہے۔اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔اس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا راستہ صاف کیا۔اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا''۔

(اخبار کرزن گزٹ دہلی۔یکم جون 1908ء بحوالہ سلسلہ احمدیہ ص189)

آج اکناف عالم میں ہر احمدی یہ تمنا رکھتا ہے کہ امام دوراں کے کلام کو اس کی زبان میں سمجھ سکے پس جہاں جہاں احمدیت جائے گی اردو ساتھ ساتھ ہوگی۔

17۔آج دنیا جنگ اور تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے اور سائنسی تصوراتی گھڑیوں کے مطابق قیامت برپا ہونے میں صرف 5 منٹ باقی ہیں۔مگر حضرت مسیح موعودؑ کی مقدس کتب اور تعلیمات یہاں بھی انسان کو نجات اور صلح کا پیغام دیتی ہیں۔فرماتے ہیں۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

یہ کتب تمام بانیان مذاہب اور قومی پیشواؤں کی تعظیم کی تعلیم دیتی ہیں۔ یہ کتب ہر قسم کے جبر واکراہ کی نفی کر کے آزادی ضمیر ومذہب کا اعلان کرتی ہیں یہ کتب انسان کو اولی الامر کی اطاعت اور قانون کی پابندی اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتی ہیں۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''دنیا کی بھلائی اور امن اور صلحکاری اور تقویٰ اور خداترسی اسی اصول میں ہے کہ ہم ان نبیوں کو ہرگز کاذب قرار نہ دیں۔جن کی سچائی کی نسبت کروڑہا انسانوں کی صدہا برسوں سے رائے قائم ہو چکی ہو اور خدا کی تائیدیں قدیم سے ان کے شامل حال ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک حق کا طالب خواہ وہ ایشیائی ہو خواہ یورپین ہمارے اس اصول کو پسند کرے گا اور آہ کھینچ کر کہے گا کہ افسوس ہمارا اصول ایسا کیوں نہ ہوا۔

(تحفہ قیصریہ۔روحانی خزائن جلد 12 ص261)

آپ نے آخری کتاب کا نام ہی پیغام صلح رکھا ہے۔

انہی اصولوں کی بنا پر آج جماعت احمدیہ ہی ہے جو دنیا میں جگہ جگہ امن کے جزیرے تخلیق کر رہی ہے۔ واحد جماعت جو یوم پیشوایان مذاہب مناتی ہے اور جس کا ہر

فرد اپنے اپنے ملک وقوم کا وفادار ہے ۔اوراس کے دامن پر ظلم برداشت کرنے کے زخم تو ہیں ظلم کرنے کا ایک داغ بھی نہیں۔

حضرات حقیقت یہ ہے کہ مسیح موعودؑ کے انقلاب انگیز لٹریچر نے دنیا میں تبدیلی کی وسیع اور ٹھوس بنیاد رکھ دی ہے اور جمالی شان سے یہ انقلاب دلوں اور سینوں میں دھڑکن بن رہا ہے۔اور وہ وقت دور نہیں جب یہ انقلاب اپنی معراج کو پہنچے گا اور انسانیت کا پورا وجود ایک نئے لبادہ میں نظر آئے گا اور وہ نئی اقوام متحدہ نظر آئے گی ۔جس کا چارٹر سلامتی کے شہزادے کے ہاتھ سے لکھا گیا ہے

آپ فرماتے ہیں۔

’’میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں ۔اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے۔اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں ۔میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں ۔کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کرسکتیں کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صداء کا احساس نہیں۔‘‘

❀❀❀

بقیہ: اداریہ از صفحہ اوّل

ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علم لدُنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔‘‘

(برکات الدّعا صفحہ ۲۳)

جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعے سے مجھے خبر دی کہ تو اِس صدی کا مجدد ہے۔(کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱)

’’خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱، ۲)

آپ نے اسلام کے غلبہ کی از سر نو دلوں میں تقویت اور اشاعت اسلام کی عظیم الشان مہمات اور قرآن مجید کی بے نظیر خدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے بے مثال دلائل وغیرہ امور کا ایک لا متناہی دریا رواں کر دیا۔ ایک زمانہ آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہو رہا ہے اور تا قیامت ہوتا رہے گا۔

لیکن افسوس اور بد قسمتی ہے کہ اُمت کا ایک بڑا حصہ اپنے مسیح ومہدی کا منکر ہو گیا اور بجائے اُس کے مؤید و معاون ہونے کے اُس کا انکاری اور مخالف ہو گیا اور کوئی دقیقہ تکالیف و رنج کا باقی نہ چھوڑا۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے خود مسیح الزمان کی تائید و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور جماعت کی ۱۲۵ سالہ تاریخ اس پر شاہد ہے خود آپ بیان فرماتے ہیں میں نامرادی کے ساتھ ہرگز قبر میں نہیں اُتروں گا کیونکہ میرا خدا میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں اور میرے اندرون کا جو اس کو علم ہے کسی کو بھی علم نہیں ۔اگر سب لوگ مجھے چھوڑ دیں تو خدا ایک اور قوم پیدا کرے گا جو میرے رفیق ہوں گے۔ نادان مخالف خیال کرتا ہے کہ میرے مکروں اور منصوبوں سے یہ بات بگڑ جائے گی اور سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا مگر یہ نادان نہیں جانتا کہ جو آسمان پر قرار پا چکا ہے۔زمین کی طاقت میں نہیں کہ اس کو محو کر سکے۔میرے خدا کے آگے زمین و آسمان کانپتے ہیں۔(ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۲۸)

اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ کو جلد از جلد اپنے موعود مسیح و مہدیٔ علیہ السلام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔　(شیخ مجاہد احمد شاستری)

ایک تبلیغی چٹھی از صفحہ ۴۰

۵ اور صفحہ ۶ اور صفحہ ۷ اور دوسری کتاب خاتم النبیین صفحہ ۱۴۔۱۵۔۱۶۔امید ہے کہ یہ سب پڑھ کر آپ کو تسلی ہو جائے گی۔ انشاء اللہ مزید کچھ تشنہ طلب امور ہوں تو ضرور تحریر کریں۔ کوشش کروں گی کہ احسن رنگ میں آپ کو جواب لکھ پاؤں۔

ابھی جبکہ میں یہ خط آپ کو بھجوانا چاہتی تھی تو آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔جس سے علم ہوا کہ ہماری کتابیں آپ کو مل گئیں اور کافی حد تک آپ کے شبہات کا ازالہ ہو گیا الحمد للہ۔ قدر دانی کا بے حد شکریہ! انسان کو روشن دماغ اور روشن دل ہونا چاہیئے تب ہی انسان قدر و وقعت سمجھ سکتا ہے۔ مجھے اور میرے شوہر محترم حافظ صاحب کو بیحد خوشی ہے کہ آپ صحیح علم کے متلاشی اور روایاتی باتوں پر اکتفا کرنے والی شخصیت نہیں ہیں۔ آپ سے خط و کتابت جاری رکھ کر گونہ خوشی ہوتی ہے۔ آپنے اپنے خط میں احمدی مرحوم کی بے حرمتی کا جو واقعہ لکھا ہے وہ ہمارے لئے نیا نہیں۔ ایسے واقعات اب اس وقت کے دور میں بھی حالیہ پاکستان میں صادر ہوئے ہیں جبکہ وہاں پولیس بھی تماشائی بنی رہی ہے۔

شاید یہی خدمت اسلام ہے جو عام مسلمان بجالا رہے ہیں؟ بس اللہ تعالیٰ ہی ان لوگوں کے دلوں کو بدلے اور انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ مجھے فی الوقت علم نہیں کہ رامپور میں کوئی احمدی خاندان ہے یا نہیں۔ میں پتہ کروں گی۔انشاء اللہ۔

یہ جان کر حیرت اور خوشی ہوئی کہ وہاں کی رضا لائبریری میں ہماری کتب تین سو کے قریب ہیں ۔ خدا تعالیٰ بہتوں کو صراط مستقیم دکھانے کا وسیلہ پیدا کرے۔اب آج کل میں کتاب مولانا جوہر مرحوم ہی پڑھ رہی ہوں۔ اسقدر دلچسپ اور معلوماتی ہے کہ یہ دوسری بار میں نے اس کا مطالعہ شروع کیا ہے کتاب یوں پڑھ لینا اور ہے اس سے کچھ اکتساب کرنا الگ چیز ہے۔اور یہ چیز اسی وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ کتاب میں ڈُوب کر کھو کر اور موتی رول کر انسان سطح پر آئے ۔ میں بھی کچھ اسی جدو جہد میں ہوں۔

محترم بھائی صاحب آپ نے کیفیت وحی کے متعلق سوال لکھ کر پوچھا ہے۔اس سوال کا جواب آپ کو مل جائے گا کتاب ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ میں جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تصنیف لطیف ہے اور اس میں من جملہ دیگر امور کے الہام کے بارے میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے صفحہ ۱۷۸ تا آخر یہ کتاب بھی آپ کو بھجوائی جارہی ہے ۔ضرور مطالعہ فرمائیں۔

آپ نے اپنے گذشتہ خط میں ایک بات اور پوچھی تھی کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام (حضرت) مرزا غلام احمد تھا یا ’’دسوندی‘‘ حضور کا نام (حضرت) مرزا غلام احمد ہی تھا نہ کہ اور کوئی نام۔ میں سیرت المہدی کے صفحات کا زیراکس بھجوا رہی ہوں اس سے جواب کی وضاحت ہو جائے گی۔ یہ صحیح ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیدائش سے پہلے آپ کے دو بھائی بہن فوت ہو گئے تھے اور قرین قیاس ہے کہ آپ کے والدین نے آپ کی پیدائش پر منت مانی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ نہ مانی ہو۔ بہرحال سندھی یا دسبندی کہہ کر بلانے سے کچھ فرق نہیں پڑتا

برتر گمان و وہم سے احمدؑ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

اب اجازت چاہتی ہوں آج کل یہاں ہماری خواتین کی کلاسز چل رہی ہیں ۔ یہ کلاسز تعلیم القرآن اور سلسلہ کے نصاب پر مشتمل ہیں ہر سال ماہ جون کے آخر میں ہمارا دینی مرکزی امتحان ہوتا ہے۔اور اس کے لئے ہم سارا سال بچیوں اور عورتوں کو تیاری کرواتے ہیں۔زندگی بیحد مصروف رہتی ہے اگر چہ وسیع تعلیمی میدان ہے اور ہم چاہتے ہوئے بھی اسے عبور نہیں کر پاتے ۔ بہرحال خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہونے کی کوشش ہے۔بس خدا راضی ہو جائے تو انجام بخیر سمجھو۔

محترم حافظ صاحب سلام لکھواتے ہیں۔پیاری کشور سلطانہ کو دعائیں سلام دُعا گو لکھواتے ہیں۔والسلام

دعا گو باجی فرحت 27.4.95

❀❀❀

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ احیائے دین اور قیام شریعت

ایاز رشید عادل
مبلغ سلسلہ

اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت نظر آتی ہے کہ جب کبھی بھی دنیا میں خرابی پھیل جاتی ہے اور روحانیت مفقود ہو جاتی ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے کسی مامور کو مبعوث فرماتا ہے ۔ وہ مامور خدا سے دُور ہونے والے لوگوں کو خدا سے ملاتا ہے اور اس کے بھیجے ہوئے دین کو پھر دنیا میں قائم کرتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ (سورہ الفرقان)

یعنی ہم نے یہ زمین و آسمان بلا غرض و مقصد پیدا نہیں کئے، بلکہ ان کی پیدائش میں غرض رکھی ہے اور وہ غرض یہی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنائے اور خدا کا مظہر بن کر دنیا کے ان لوگوں کو جو بلند پروازی کی طاقت نہیں رکھتے خدا تعالیٰ سے روشناس کرائے ۔ ابتدائے آفرینش سے لیکر اس وقت تک خدا تعالیٰ کی یہی سنت جاری ہے ۔ مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مختلف مظاہر دنیا میں مبعوث فرمائے ۔ کبھی خدا تعالیٰ کی صفات آدمؑ کے ذریعہ جلوہ گر ہوئیں تو کبھی نوحؑ کے ذریعہ، کبھی ابراہیمؑ کے ذریعہ ظاہر ہوئیں ۔ کبھی موسیٰؑ کے ذریعہ کبھی داؤدؑ اور سلیمانؑ نے خدا تعالیٰ کا چہرہ دنیا کو دکھایا تو کبھی مسیحؑ نے اللہ تعالیٰ کے انوار کو اپنے وجود میں ظاہر کیا ۔ بھارت ورش میں شری رام چندر جی، شری کرشن جی، شری بدھ جی اور دیگر رشیوں منیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے انوار ظاہر ہوتے رہے ۔ سب سے آخر اور سب سے کامل طور پر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات کو ایسی شان اور ایسے جلال کے ساتھ دنیا پر ظاہر کیا کہ پہلے انبیا آپ کے روشن وجود کے آگے ستاروں کی طرح ماند پڑ گئے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد تمام شریعتیں ختم ہوگئیں اور شریعت لانے والے انبیا کی آمد کا راستہ بند کر دیا گیا یہ کسی جنبہ داری اور لحاظ کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ ایسا اس لئے ہوا کہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی شریعت لیکر آئے جو تمام ضرورتوں کی جامع اور تمام حاجتوں کو پورا کرنے والی تھی ۔ ایک کامل شریعت کی آمد تو پوری ہوگئی لیکن انسانوں کے بارہ میں کوئی ضمانت نہیں تھی کہ وہ اس سچی تعلیم کو چھوڑ کر پھر خدا سے منہ موڑنے والے نہیں ہونگے ۔ بلکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (السجدہ)

یعنی: اللہ تعالیٰ اس آخری کلام اور اپنی اس آخری شریعت کو آسمان سے زمین پر قائم کردے گا ۔ لیکن پھر ایک عرصہ کے بعد یہ کلام آسمان پر چڑھنا شروع ہوگا ۔ اور ایک ہزار سال میں دنیا سے اُٹھ جائے گا ۔

سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام دین کے زمانہ کو تین سو سال تک ممتد بتایا اور اس کے بعد مسلمانوں کے آہستہ آہستہ دینی تعلیم سے انحراف کی خبر دی جیسا کہ فرمایا :۔

خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ

(مشکوٰۃ شریف)

یعنی سب سے اچھی میری صدی ہے ۔ پھر دوسری صدی بھی اچھی ہوگی اور پھر تیسری صدی بھی کچھ اچھی رہے گی ۔ تین صدیوں کے بعد مسلمانوں میں جھوٹ اور کذب پھیلنا شروع ہوگا ۔ آہستہ آہستہ ان پر ایسا وقت آجائے گا کہ ان میں اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور حقیقت اسلام سے وہ بہت دُور ہو جائیں گے ۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

یُوْشِكُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِیَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰی عُلَمَآءُهُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِیْهِمْ تَعُوْدُ ۔

(مشکوٰۃ کتاب العلم)

یعنی عنقریب مسلمانوں پر ایسا وقت آئے گا کہ ان میں اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن مجید کے صرف الفاظ باقی ہوں گے ۔ ان کی مسجدیں ہدایت سے خالی ہوں گی ۔ گو بظاہر ان میں نقش و نگار بہت ہوگا اور اس وجہ سے آباد نظر آئیں گی ۔ اس وقت کے علما زیر آسمان بدترین مخلوق ہوں گے ۔ گویا وہ دین سے عاری ہوں گے ۔ کیونکہ ان سے فتنے پیدا ہوں گے اور ان ہی میں وہ فتنے عود کریں گے ۔

یہ حدیث نبویؐ مسلمانوں کے لئے ایک ایسے دَور کی خبر دیتی ہے جس کا ظہور ہمارے سامنے ہے ۔ موجودہ دور ہی وہ دور ہے جس کی خبر مخبر صادق حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اور یہ بات کسی قیاس کی بنا پر نہیں بلکہ حالات موجودہ کو سامنے رکھ کر ہم کہہ رہے ہیں اور بزرگان امت بھی اس کی تصدیق کر رہے ہیں ۔ جیسا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب "اِقْتِرَابُ السَّاعَة" میں تحریر فرمایا :

'' اب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے مسجدیں ظاہر میں آباد ہیں لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں ان میں سے فتنے نکلتے ہیں اور انہی کے اندر پھر کر جاتے ہیں ۔'' (اقتراب الساعۃ)

واضح رہے کہ یہ کتاب تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں لکھی گئی ۔ گویا یہ تحریر اس وقت کے مسلمانوں کی زبوں حالی کا نقشہ ہے جبکہ اس زمانہ میں مودودی صاحب، مسلمانوں کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار یوں فرماتے ہیں :۔

'' یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے 999 فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں ۔ نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے تبدیل ہوا ہے ۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا رہا ہے اس لئے یہ مسلمان ہیں ۔''

(سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ 115)

قرآن مجید اور احادیث نے جہاں خبر دی کہ ایمان دنیا سے اُٹھ جائے گا وہاں اس حالت کے دُور ہونے اور چمن اسلام پر عارضی خزاں کے بعد دائمی بہار آنے کی بھی خبر دی ۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے اس استفسار کہ اسلام پر یہ دور خزاں کا دائمی ہوگا؟ اور کیا نتیجۃً اسلام ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا ؟ فرمایا ایسا نہیں ہوگا بلکہ امام مہدی مسیح موعودؑ کی آمد کے ذریعہ یہ دور خزاں بہار سے تبدیل ہو جائے گا ۔ اور امام مہدی علیہ السلام کی کاوشوں کے نتیجہ میں دنیا میں پھر اسلام پھیل جائے گا ۔ آپ نے فرمایا

کَیْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا فِیْ اَوَّلِهَا وَاِثْنَا عَشَرَ مِنْ بَعْدِیْ مِنَ السُّعَدَاءِ اُوْلِی الْاَلْبَابِ وَالْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اٰخِرُهَا وَلٰکِنْ بَیْنَ ذٰلِكَ نطح اَعْوَجُ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَسْتُ مِنْهُمْ ۔

(اکمال الدین صفحہ 157)

یعنی وہ امت کس طرح ہلاک ہوسکتی ہے جس کے ابتداء میں مَیں ہوں اور بارہ بزرگ میرے بعد ہوں گے جو نیک اور عقلمند ہوں گے ۔ (یہ مجددین کی طرف اشارہ ہے) اور مسیح ابن مریم آخر میں ہوں گے ۔ (دوسری جگہ اسی امام مہدیؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدیؑ کے لقب سے یاد فرمایا ہے) لیکن ان کے درمیان ظالم بادشاہ ہوں گے اور فتنے ہوں گے ۔ ان کا کوئی تعلق مجھ سے نہیں اور نہ ہی میرا تعلق ان سے ہے ۔

قرآن مجید اور احادیث کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا سے اسلام کی رُوح غائب ہو جانے کا زمانہ بارہ صدیاں گزر جانے پر تیرہویں صدی ہجری کا زمانہ ہوگا ۔ اور اس صدی کے آخر میں حضرت امام مہدی علیہ

السلام اور مسیح موعودؑ کے ذریعہ اسلام کی زندگی کے سامان ہونگے۔ وہ دین کو پھر زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا۔ اور امام مہدی کی مساعی کے نتیجہ میں يَهْلِكُ اللهُ الْمِلَلَ إِلَّا الْإِسْلَامَ۔ یعنی اسلام کے سوا تمام ادیان مٹ جائیں گے اور دنیا امام مہدیؑ علیہ السلام کے ذریعہ پھر أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا کا نظارہ دیکھے گی۔

ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق تیرہویں صدی کے آخر میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو امام مہدی اور مسیح موعودؑ بنا کر مبعوث فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام 13 فروری مطابق 14 شوال 1257 ہجری کو پنجاب کے ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوئے اور جب آپؑ سن بلوغت کو پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ اسلام ہر طرف سے نرغہ اعدا میں گھرا ہوا ہے اور حالت یہ ہے کہ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدیں

اس وقت اس دین کے لئے مسیحائی کی ضرورت تھی جو اس جسد بے جان میں نئی رُوح پھونک کر اسے زندگی بخشتا۔ چنانچہ آپؑ نے بحکم خداوندی اعلان فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ أَنَا الْمَسِيْحُ الْمُحَمَّدِيُّ وَأَنَا أَحْمَدُ الْمَهْدِي

(خطبہ الہامیہ)

ترجمہ : اے لوگو! میں ہی مسیح محمدی ہوں اور میں ہی احمد مہدی ہوں۔

نیز فرمایا یہ عاجز مثیل مسیح ہے۔ نیز موعود بھی ہے جس کا وعدہ قرآن کریم اور حدیث میں روحانی طور پر دیا گیا ہے۔

(ازالہ اوہام)

آپ نے اسلام کی نازک حالت کو دیکھتے ہوئے احیائے دین اور قیام شریعت کا کام دو رنگ میں شروع کیا۔

اوّل :: آپؑ نے قلمی جہاد شروع کیا اور بذریعہ لٹریچر آپؑ نے اسلام کا شاندار دفاع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید سے آپؑ نے اسلام کی خوبیوں کو اُجاگر کرنے کے لئے براہین احمدیہ نامی کتاب تصنیف فرمائی جس میں آپ نے آریہ سماج، برہمو سماج، سناتن دھرم نیز دہریوں اور عیسائیوں کو مخاطب فرمایا اور براہین ساطعہ اور دلائل قاطعہ کے ذریعہ ان کے باطل عقائد کا رد کرتے ہوئے اسلام اور قرآن مجید کی صداقت کو ظاہر فرمایا اور صداقت اسلام کے سلسلہ میں آپ نے جو دلائل بیان فرمائے ان کے بارہ میں چیلنج دیا کہ جو شخص بھی آپؑ کے پیش کردہ دلائل کو توڑ کر دکھادے گا اسے دس ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔

آپ جو کہ سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مثیل کے طور پر ظاہر ہوئے تھے اس لئے کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ مرد میدان بن کر سامنے آتا آپ کی اس کتاب نے مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچادیا حتی کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو بعد میں آپ کے اشد مخالفین میں سے ہوگئے اس کتاب کے بارہ میں یہ رائے ظاہر کی :-

”یہ کتاب اس زمانہ کی موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں لَعَلَّ اللهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا جس کی نظیر مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔“ (اشاعۃ السُّنہ)

براہین احمدیہ کے بعد آپ نے خدائی تائید کے ماتحت اس سلسلہ کو جاری رکھا اور آپ نے اپنی وفات سے قبل ان مضامین کے علاوہ جو مختلف اخبارات میں شائع ہوتے رہے 89 کتب تحریر فرمائیں اور ان کتب کے ذریعہ آپ نے احیائے اسلام کا عظیم الشان کام سرانجام دیا۔

دنیا لاکھ حقائق سے چشم پوشی کرے لیکن ایک وقت آئے گا کہ جب مؤرخ انیسویں صدی کے واقعات سے پردہ اُٹھائے گا تو پکار اُٹھے گا کہ جب اسلام نرغہ اعداء میں پھنس چکا تھا اور اس کی زندگی کے کوئی آثار نہیں تھے تو وہ وجود جس نے باطل کے خلاف اسلام کا علم بلند کیا اور اسلام کو پھر سے تازگی عطا کی جس نے کسر صلیب کا کام سرانجام دیا اور عیسائیوں کے غلط عقائد کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ کر رکھ دیا اور ان کے مُنہ توڑ جواب دیئے جس نے اپنے تعلق باللہ اور اپنی ذات کو اسلام کی سچائی اور زندگی کے لئے بطور دلیل پیش کیا اور براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ سے ہستی باری تعالیٰ صداقت قرآن اور عصمت حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت کیا وہ مسیح زماں مہدی دوراں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی تھے۔

دوم :: احیائے دین کے لئے آپ نے دوسرا راستہ یہ اختیار فرمایا کہ مسلمانوں کے افتراق اور تشتت کو دُور کرنے کے لئے اور مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کے لئے 23 مارچ 1889ء کو ایک جماعت کا قیام فرمایا جس کا نام آپ نے جماعت احمدیہ رکھا۔ آپ نے بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والوں کے لئے یہ شرط رکھی کہ ہر بیعت کرنے والا یہ عہد کرے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھے گا اور اسلام کے سب حکموں پر عمل کرے گا۔ درحقیقت یہی ایک مرض تھا جو مسلمانوں کو گھن کی طرح کھائے جارہا تھا۔ باوجود اس کے کہ دنیا ان کے ہاتھ سے نکل چکی تھی پھر بھی ان کی توجہ دنیا کی طرف تھی اور اسلام کے اصولوں کو وہ ترک کر چکے تھے۔ آپ نے اس جماعت کے ذریعہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور مادیت پر روحانیت کو غالب کرنے کی مہم شروع کی اور آپؑ نے بتایا کہ اسلام کو دوسرے ادیان پر غلبہ توپوں اور بندوقوں کے ذریعہ حاصل نہیں ہوگا بلکہ رُوحانی طریق سے حاصل ہوگا جب کہ ہر مسلمان سچا اور باعمل مسلمان بن کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے لگ جائے گا۔

23 مارچ 1889ء کو چند لوگ آپ کی بیعت میں شامل ہوئے اُنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا وہ خود دیندار بنے اور پھر اپنے نمونوں سے دوسروں کو بھی اپنی طرف کھینچا۔ آج اس جماعت کے قیام پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے 125 سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس عرصہ میں جماعت احمدیہ 202 ملکوں میں پھیل چکی ہے۔ اور احیائے دین کے کام کو سرانجام دے رہی ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ جب امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے نتیجہ میں ہر مسلمان سچا مسلمان بن کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے لگ جائے گا تو وہ عیاشانہ زندگی جو اس وقت مغربی اقوام کی وجہ سے دنیا میں رائج ہو چکی ہے خود بخود مٹ جائے گی اور انسان کسی کے کہنے سے نہیں بلکہ خود بخود اپنے نفس کی خواہش کے ماتحت لغویات کو چھوڑے گا۔ اس کی زبان میں تاثیر ہوگی اور اس کا ہمسایہ اس کا رنگ اختیار کرنے لگ جائے گا اور عیسائی اور ہندو اور دوسرے ادیان کے لوگ بھی اسی طرح جس طرح مکہ کے لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ بار بار فرمارہے ہیں کہ پندرہویں صدی ہجری میں اسلام کا غلبہ ہوگا۔ یعنی اسلام پر عمل کرنے والے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے لوگوں کی کثرت ہوجائے گی اور اس طرح اسلام قرونِ اُولیٰ کی طرح زندہ جاوید ہوجائے گا۔

احیائے دین کے ساتھ ساتھ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے قیام شریعت کے سلسلہ میں بھی اہم کام سرانجام دیا ہے۔ اور آپؑ نے بتایا ہے کہ آئندہ تا قیامت ہماری روحانی رہنمائی کے لئے وہی شریعت کام دے گی جو سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور جس کے لئے خدائی وعدہ ہے کہ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ یعنی اس ذکر قرآن مجید کو ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؑ نے اپنی جماعت کو بار بار قرآن مجید پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپؑ اپنی مشہور تصنیف کشتی نوح میں فرماتے ہیں :-

”تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔“ (کشتی نوح صفحہ 18)

❀❀❀

❀❀❀❀❀❀

معاندین احمدیت پنڈت لیکھرام کی مخالفت اور اس کا انجام

خورشید احمد پربھاکر۔ درویش قادیان

بیسویں صدی عیسوی کے گردوپیش کا زمانہ ایسا دور تھا جبکہ کل یُگ اپنی تمام برائیوں ،بدیوں، پاپوں ، دہشت ،شوخی شرارت، بغاوت اور لالچ کے ساتھ پورے جوبن پر تھا ادیان روحانیت سے عاری اور ان کے پیروکار پژمردہ ہو چکے تھے۔ لے دے کر قصوں اور کھوکھلی روایت پر انحصار رہ گیا تھا۔

یہ کلی کال مصلح آخر الزمان حضرت کرشن ثانی احمد علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ تھا جو خدا تعالیٰ کے حکم سے قادیان میں مبعوث ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کو فرمایا کہ:

’’میں خدا تعالیٰ کے نوروں میں سے آخری نور ہوں اور اس کی نجات کی راہوں میں سے آخری راہ نجات ہوں۔‘‘

(کشتی نوح صفحہ 67)

اللہ تعالیٰ نے مصلح آخرزمان امام مہدی کلکی اوتار احمد علیہ السلام کے ذمہ تین کام فرمائے۔

۱۔ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔

۲۔ قرآن مجید کلام الٰہی ہے جو تمام زمانوں ، جہانوں انسانوں کیلئے تا قیامت کامل ضابطہ حیات ہے۔

۳۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ افضل الرسل زندہ رسول ہیں۔ تمام انسانوں اور خداوند کے مابین وصل وملاپ کا واحد ذریعہ ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی و پیغمبر نہیں مگر وہی جسے بروزی رنگ میں محمدیت کی چادر پہنائی گئی ہو۔

شوکت اسلام اور بیان کردہ امور کیلئے امام زمان کلکی اوتار احمد علیہ السلام نے بمقام ہوشیار پور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ کو چلہ کشی کی۔ خداوند کریم نے اپنی وحی کے ذریعہ بہت سی خوشخبریوں سے نوازا۔ چند ایک درج ہیں۔

خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر نے مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا:

۱۔’’ اے مظفر ! تجھ پر سلام .... تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔۔۔‘‘

۲’’ ۔۔۔تا انہیں جو خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے۔۔۔‘‘

۳۔’’ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جاتا ہے۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

۴۔ تیری نسل بہت ہوگی اور کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی .... تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی‘‘۔

۵۔ تیرا نام صفحۂ زمین سے بکلی نہیں اٹھے گا۔‘‘

۶۔ اور ایسا ہوگا کہ وہ سب لوگ جو تیری ذِلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی ونامرادی میں مریں گے۔‘‘

(الراقم خاکسار مرزا غلام احمد مولف براہین احمدیہ ہوشیار پور ۔ طویلہ شیخ مہر علی صاحب رئیس۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

یہ پیشگوئی اخبار ریاض ہند امرتسر یکم مارچ ۱۸۸۶ء میں شائع ہوئی۔ پیشگوئی کے مشتہر ہونے پر مذہبی دنیا میں ایک ہلچل سی پیدا ہوئی۔ چنانچہ ہندو قوم میں سے پنڈت لیکھرام جی ’’تائید ویدک دھرم‘‘ اور تکذیب اسلام دھرم کے لئے میدان میں اُترے اور انہوں نے اپنے آپ کے ملہم ہونے کا دعویٰ فرمایا اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ پیشگوئی مصلح موعود کے بالمقابل لفظ بہ لفظ تردید کرتے ہوئے ایک پیشگوئی اپنی جانب سے جو بقول پنڈت لیکھرام انہیں ایشور کی طرف سے ملی تھی شائع کی اس کی تفصیل سوانح فضل عمر جلد اوّل میں موجود ہے۔

سوانح حیات پنڈت لیکھرام جی

’’ پنڈت لیکھرام شرما ۸ چیت سنوت ۱۹۱۵ بکرمی بروز جمعہ تارا سنگھ سوہیاں کے ہاں بمقام سید پور تحصل ۔ چکوال ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ تھوڑا عرصہ اپنے چچا گنڈا رام ڈپٹی انسپکٹر پولیس کے ہاں رہے اور ۱۸۷۶ء میں پولیس میں نوکر ہو گئے .... پنڈت لیکھرام کی طبیعت شروع سے ہی ’’حد درجہ آزاد‘‘ تھی اور ویدک دھرم کے ساتھ پریم نے انہیں کسی قدر متعصب بنا دیا تھا۔ .... اور ایسے وقت میں وہ دوسروں کی کمزوری کیلئے انہیں معاف کرنے کے قابل نہیں رہے تھے۔....... اور بلا لحاظ اس کے رتبہ وغیرہ کے فریق مخالف پر بعض اوقات سخت سے سخت حملے کر دیا کرتے تھے.......

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۶۔۷)

پنڈت لیکھرام کا ملہم

پنڈت لیکھرام نے اپنے پیر و مرشد سوامی دیانند جی سرسوتی اور خود اپنے مسلمات کے برخلاف خدا تعالیٰ سے الہامات پانے مامور ورسول ہونے کے سلسلہ میں تحدی سے لکھا کہ:۔

اس احقر کو صفائی قلب اور نیک نیتی کے سبب سے کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کے بارگاہ میں دخل روحانی ہوتا ہے‘‘

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۵ کالم ۲ تکذیب براہین احمدیہ)’’المامور معذور‘‘ پنڈت جی نے’’ المامور معذور‘‘ کے الفاظ اپنے لئے رسالہ آریہ مسافر میں متعدد بار استعمال کئے ہیں۔

(صفحہ ۴۹۵ تا ۴۹۹)

الہامات :’’ خدا فرماتا ہے‘‘ ’’ خدا کہتا ہے‘‘ یہ الفاظ ۲۵ بار استعمال کئے ہیں (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۵ تا ۵۹۹ ۔۵۰۱)

رؤیت الٰہی بالمشافہ گفتگو

پنڈت لیکھرام جی نے خداوند کریم پرمیشور سے الہامات پانے کے علاوہ بالمشافہ گفتگو کی اور خدا تعالیٰ کی زیارت بھی کی (ملاحظہ فرمائیں کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۵ کالم ۲ صفحہ ۴۶۹ کالم ۲ صفحہ ۴۹۷ کالم ۲)

چند الہامات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ’’پسر موعود‘‘ پر اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے پنڈت لیکھرام جی نے ۱۸ مارچ ۱۸۸۶ء اور بعد کے اشتہارات میں لکھا ہے کہ:

۱۔’’ خدا نے یہ الہام سن کر اور خفا ہو کر فرمایا...... ہم نے کوئی الہام یا پیشگوئی اس کو نہیں بتائی تو جا اور اور بذریعہ اشتہار اس کا جھوٹ مشتہر کر’’ المامور معذور‘‘ میں تو باتباع حکم الٰہی عرض کر رہا ہوں’’ بر رسولاں بلاغ باشد و بس‘‘

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۶ کالم ۱)

۲۔’’ اس اشتہار میں احقر نے جو کچھ عرض کیا ہے۔ حرف بحرف خدا کے حکم سے لکھا گیا ہے اور اس کے حکم سے کسی کو گریز نہیں کیونکہ وہ احکم الحاکمین ہے’’المامور معذور)‘‘ چونکہ ہم جانب قادرِ مطلق سے اس (مرزا غلام احمدؑ) کے افشاء راز پر مامور ہیں اس لئے فقرہ فقرہ کا حُسن و قبح ہدیہ ناظرین کرنے پر مجبور ہیں۔‘‘

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۹ کالم ایک)

۳۔ الفاظ پیشگوئی’’ اے مظفر ! تجھ پر سلام‘‘

الفاظ لیکھرام’’ الفاظ تو یہ تھے اے منکر ومکار! تجھ پر آلام‘‘

’’ خدا کہتا ہے کہ اس رذیل کا نام قادیان میں بہت سے نہیں جانیں گے۔‘‘

خدا کہتا ہے کہ میں مرزا کی ذریت کو منقطع کروں گا اور نحوست دوں گا۔ آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غائیت

درجہ تین سال تک شہرت رہے گی'' ...... ''
خدا کہتا ہے چند روز تک قادیان میں نہایت ذلت کے ساتھ کچھ تذکرہ رہے گا پھر معدوم محض ہوجائے گا...... ۔ابد تک آپ کے کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا...... ہمارا الہام تو تین سال کے اندر اندر آپ کا سب خاتمہ بتاتا ہے......

خدا کہتا ہے جھوٹوں کا جھوٹا ہے میں نے کبھی اس کی دُعا نہیں سنی نہ قبول کی''

خدا کہتا ہے۔میں نے قہر کا نشان اسے دیا ہے۔

خدا کہتا ہے کہ میں جلد مصنوعی کو فی النار کروں گا اور قبر سے نکال کر جہنم میں ڈالوں گا''

خدا کا یہ فرمان تھا کہ میں مرزا کا ساتھی نہیں۔اس کا مددگار شیطان ہے۔

خدا کا ارشاد ہے آریہ تو میرا دین ہے اور وید اقدس میری کتاب ہے برہما میرا رسول ہے۔ جن کا اُس پر ایمان ہے وہ مومن اور جو اس سے منکر ہیں وہ کافر ہیں...''

خدا کہتا ہے کہ وہ آسمانی گورا نہایت منحوس ہے...... شائد وہ صاحب ذلت و نکبت ہوگا۔

خدا کہتا ہے وہ مرزا کی طرح دنیا میں آکر اعزاز شیطانی نفس اور روح منحوس کی نحوست سے بہتوں کو دائم المریض کر کے واصل فی النار کردے گا...... اور اس کا نام خرِ دجال ہوگا.....''

خدا اسے ناپاک بتاتا ہے ...... وہ نہایت غبی اور کودن ہوگا......''

خدا کہتا ہے وہ نہایت غلیظ القلب ہوگا اور علوم صوری و معنوی سے قطعی محروم ہوگا''

خدا کہتا ہے غلام جان بدبخت۔خسرۃ الدنیا والاخرہ۔مصدر باطل والعاطل.....

اُس کی نسبت تو خدا کا یہ فرمان ہے کہ اس میں شیطانی روح پڑے گی اور خدا کا غضب اس پر برسے گا.....''

خدا کہتا ہے کہ وقت اقرب ہے کہ حکام وقت تجھے ماخوذ اور فریب وافترا پردازی کی سزا دیں گے.....''

قادیانی! خدا کا ارشاد ہے کہ میں نے تجھ پر کچھ فضل واحسان نہیں کیا نہ کوئی رحمت کا نشان بھیجا ہے میں نے جو فضل واحسان کیا ہے سب آریوں پر کیا ہے اور وقتاً فوقتاً انہی کو الہامات اور غیب کی خبروں سے اطلاع دی جاتی ہے اور سب فرقے جھوٹے مدعی ہیں۔ یہ بشارت خدا تعالیٰ نے ہم کو دی ہے۔......

خدا سے ڈرنا چاہئے وہ بڑا قادر مطلق ہے جھوٹوں کو بہت سزا دے گا اور گونا گوں عذابوں سے معذب کرے گا۔

(الراقم مؤلف براہین احمقیہ از پنجاب پھاگن سُدی ایکادشی ۔ ۱۹۴۲ بکرمی مطابق ۸ مارچ ۱۸۸۶ء۔

(منقول از کلیات آریہ مسافر ۴۹۵ تا ۴۹۹)

اشتہار دوم از پنڈت لیکھرام

'' ابد تک آپ کے کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا۔ جسے عرصہ ہوا بذریعہ اشتہار مفصل شائع ہو چکا ہے۔'' ہمارا الہام تو تین سال کے اندر اندر آپ کا سب خاتمہ بتاتا ہے''۔

ہمارا الہام یہ کہتا ہے کہ لڑکا کیا، تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہوجائے گا اور آپ کی ذریت سے کوئی باقی نہ رہے گا۔

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۹ کالم ۲ صفحہ ۵۰۱ کالم ۱)

دروغ گو حافظہ نباشد

مسیح موعود و کلکی اوتار احمد علیہ السلام کی پیشگوئی بابت پسر موعود کی تردید میں پورا زور اس بات پر لگایا ہے کہ اُن کے ہاں ابد تک کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا ان کا الہام تھا کہ تین سال ۱۸۸۶ تا ۱۸۸۹ کے اندر اندر مسیح موعود کا سب خاتمہ بتاتا ہے۔

دوسری طرف اپنے اسی رسالہ کلیات آریہ مسافر میں بار بار تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح موعود کے ہاں لڑکا ضرور پیدا ہوگا مگر وہ صفات رذیلہ کا مظہر ہوگا۔(نعوذ باللہ)

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۵ تا ۵۰۱)

خدائی وعید

خدا تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہونے والے حقائق میں بتاکید فرمایا گیا ہے کہ

جو کہ کرے خدا پہ کچھ بھی افترا
ہوگا وہ قتل ہے یہی اس جرم کی سزا

یعنی خدا تعالیٰ کی طرف جھوٹے الہامات منسوب کرنے والا اس کی شدید گرفت سے بچ نہیں سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنے والا۔ افترا کے بعد بہت جلد خداوند کی گرفت میں آجاتا ہے۔ افترا کی سزا عام طور پر قتل بتائی گئی ہے ملاحظہ ہو۔

قرآن مجید کا فرمان

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ۝ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ۝

(سورۃ الحاقہ) آیت ۴۵ تا ۴۷)

کہ جو ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کرے تو ہم اُسے اپنے طاقتور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے ہیں۔ پھر اس کی رگِ جان کاٹ دیتے ہیں ۔ پھر تم میں سے کوئی بھی اسے روکنے والا نہیں۔''

بائیبل کا حکم

'' جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا...... وہ نبی قتل کیا جائے...... اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ بات خداوند نے نہیں کی۔ اسے ہم کیونکر پہچانیں؟ پہچان یہ ہے کہ جب وہ نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور اس کے کہنے کے مطابق کچھ واقع اور پورا نہ ہوتو وہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں بلکہ وہ بات اس نے خود گستاخ بن کر کہی ہے۔''

(استثنا آیت ۲۱،۲۲ باب نمبر ۱۸ باب ۱۳ آیت ۵)

پنڈت لیکھرام کی دعا۔ مباہلہ

پنڈت لیکھرام جی نے خاتمہ اور مباہلہ کے زیر عنوان تحریر کیا ہے کہ:

'' میں نیاز التیاج لیکھرام ولد پنڈت تاراسنگھ مصنف تکذیب براہین احمدیہ و رسالہ ہذا اقرار صحیح بدرستی ہوش وحواس کے کہتا ہوں کہ ...... اے پرمیشور ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر اور جو تیرا ست دھرم ہے اس کو نہ تلوار سے بلکہ پیار سے معقولیت اور دلائل کے اظہار سے جاری کر اور مخالف کے دل کو اپنے ست گیان سے پرکاش کر تا کہ جہالت و تعصب و جور وستم کا ناش ہو۔ کیونکہ '' کاذب'' صادق کی طرح کبھی تیرے حضور عزت نہیں پاسکتا۔

راقم آپ کا ازلی بندہ ۔لیکھرام شرما۔ سبھا سد آریہ سماج پشاور۔ کلیات آریہ مسافر حصہ سوم صفحہ ۵۸۴ کالم ۲ صفحہ ۵۸۵ کالم ۲)

انجام پنڈت لیکھرام جی

پیش کردہ تفصیل سے واضح ہو چکا ہے کہ پنڈت لیکھرام جی نے بڑے دھڑلے سے مشتہر کیا تھا کہ وہ ملہم ہیں خدا تعالیٰ کی زیارت کر چکے ہیں اور اس سے روبرو باتیں کی ہیں۔ اُن کو پرمیشور نے الہامات سے نوازا ہے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب مدعی کلکی اوتار کے ہاں ابد تک کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا۔ ان کا تین سال کے اندر کلی طور پر خاتمہ ہوجائے گا اور ان کی ذریت منقطع ہو جائے گی ...... لیکن پنڈت جی کے تمام الہامات جھوٹے ثابت ہوئے بلکہ ان کی اپنی ذریّت ونسل ان کی زندگی میں ہی ختم ہوگئی۔ پنڈت جی کے سوانح نگاران کے مخلص وشردھالو منشی رام، مالک مطبع ست دھرم پرچارک جالندھر پنڈت جی کے بارے لکھتے ہیں کہ:

'' جالندھر میں پنڈت لیکھرام جی کی بیوی لکھشمی دیوی کی گود ہری ہوئی اور اسی جگہ ان کو اپنے پیارے پتر کے ویوگ (فوتدگی) کا دُکھ ملا۔ یہ شائد ۱۸۹۶ موسم برسات کا ذکر ہے'' (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹ کالم ۱)

۲۔'' میرے (منشی رام موصوف کے) چلے جانے کے بعد دن بدن طبیعت بگڑتی گئی۔ پہلے تو لکھشمی دیوی جی پنڈت لیکھرام کی پتنی کو اپنے راضی ہونے کی کچھ امید تھی...... مگر وصیت کے بعد دوسرے دن زبان بند ہوگئی اور ۳ جولائی ۱۹۰۲ء کی دوپہر کو پران (جان) نکل گئے ۔ آریہ پرشوں نے انتیشٹی (آخری رسومات) ویدک ریتی سے کردیا اور لکھشمی دیوی کا شریر (جسم) بھسمی بھوت (راکھ) ہو گیا۔ اس میں سندیہہ (شک) نہیں کہ لکھشمی دیوی '' پورن مکت او ستھا'' (مکمل نجات) کو نہیں پہنچ سکیں لیکن ...... وہ آئندہ جنم میں گذشتہ اُتم سنسکاروں کیلئے اعلیٰ جنم دھارن کریں گی''

(دیباچہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۲ کالم ۲)

ظاہر ہے کہ پنڈت لیکھرام جی نے اپنے اکلوتے بیٹے کو اپنی آنکھوں سے مرتے دیکھا، گویا اپنی ذرّیت و نسل کو ختم ہوتے دیکھا۔ ان کی اہلیہ بغیر اولاد کے وفات پاگئیں۔ لیکن اسے مکتی و نجات حاصل نہ ہوسکی۔ افسوس

یوں ہوا برباد ہا! پھلدار باغ آرزو
رہ گیا ہے اُجڑ کر بستاں بہار زندگی

وفات پنڈت لیکھرام جی:

منشی رام مالک مطبع ست دھرم پرچارک لکھتے ہیں کہ:۔

’’۶ مارچ ۱۸۹۷ شام ایک شقی القلب مسلمان جو شدھی کا بہانہ کرکے آیا تھا ان کی جائے رہائش (لاہور) میں دھوکے سے چھری ان کے پیٹ میں گھسیڑ کر بھاگ گیا۔ ۲ بجے رات کے باوجود عمدہ سے عمدہ علاج کے گائتری منتر کا جاپ کرتے ہوئے اس فانی جسم کو چھوڑ کر اپنے سچے دیش کو پدھار گئے‘‘۔

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵ کالم ۲)

وفات کے وقت پنڈت کا بھرپور جوانی کا زمانہ تھا لیکن قدرت نے ان کو ایسی حالت میں وفات دے دی کہ ان کا دنیا میں کوئی نام لیوا نہ رہا۔ نہ صلبی اولاد نہ بیوی نہ وہ خود۔

عبرت نگاہ سے دیکھو تو میں فنا کا ہوں نشاں
توڑ ڈالے سارے ریشے، مرگ شاہسوار نے
خاکستر لیکھرام کو آندھی اُڑا کے لے گئی
نام و نشان مٹا دیا، اُس قادر بے نیاز نے

انجام مرزا غلام احمد مسیح موعود کلکی اوتار احمد علیہ السلام۔

میں تھا غریب و بےکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اِک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

شری پنڈت لیکھرام جی کی پیشگوئی میعادی ۱۸۸۶ تا ۱۸۸۹ کہ ’’تین سال کے اندر اندر مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا اور ان کے ہاں ابد تک کوئی بیٹا پیدا نہ ہوگا‘‘ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق غیر معمولی فضل فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تین سال میعاد کے اندر ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء بروز مبارک دوشنبہ دنیا کے کناروں تک شہرت پانے والا فرزند ارجمند عطا فرمایا۔ اس طرح پنڈت جی کا بناوٹی الہام میعادی تین سال اُن کی زندگی میں جھوٹا ثابت ہوا۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ہاں پسر موعود سمیت دس مبشر اولادیں ہوئیں اور پسر موعود نے نصف صدی سے زائد عرصہ تک جماعت احمدیہ کی قیادت فرمائی اور ۱۹۶۵ء میں کامیاب لمبی عمر پاکر وفات پائی۔ جماعت احمدیہ آپ کی خلافت کے دور میں ہندوستان سے باہر دیگر ممالک میں پھیل گئی آج دنیا کے ۲۰۲ ممالک میں مضبوطی اور عزت سے فعال رنگ میں قائم ہو چکی ہے۔

کروڑوں انسان احمدیت میں شامل ہوکر اپنے حقیقی مقصد حیات ’’وصل الٰہی‘‘ کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ یہ کثیر التعداد A Large party of Islam قدوسی طبقہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل بمعہ ابدال شام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سلام و درود و دعا بھیج رہا ہے۔

کلکی اوتار احمد علیہ السلام کی صلبی اولاد دنیا کے تمام براعظموں افریقہ، ایشیا، یورپ، امریکہ میں پھیل چکی ہے۔ ان میں سے بہت سے زندگی وقف کرکے اور دیگر طوعی طور پر اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ ان کے پاک نمونے احمدیہ جماعتوں میں باعث کشش اور باعث تطہیر روحانی ہیں۔ اس میں آپ کے پوتے پڑپوتے، آگے ان کے پوتے، پوتیاں، نواسے درنواسے نواسیاں درنواسیاں ان کی نرینہ اولاد شامل ہے۔ یہ ساری اولاد دین کا مینار، مولا کے یار، حق پر نثار ہیں۔

آج ۲۰۱۳ تک دنیا کے ۲۰۲ ممالک میں کروڑوں احمدی حضرت مسیح موعود پر سلام بھیجنے والے موجود ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں احمدی جماعتیں، احمدیہ مشن ہاؤسز احمدیہ مساجد، احمدیہ اسکول، کالج یونیورسٹیاں، احمدیہ ہسپتال، خیراتی ادارہ جات اور فلاحی و آنریری خدمت کے ادارہ جات قائم ہو چکے ہیں۔ جو رات دن فعال رنگ میں خدمتِ خلق کے کام سرانجام دے رہے ہیں۔

جملہ احمدی جماعتوں کا ایک امام ’’خلیفۃ المسیح ہے ایک نظام قضا، ایک نظام بیت المال ہے۔ قادیان، ربوہ، لندن کے فعال مراکز اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدیوں کی سرپرستی و راہنمائی حضرت امام خلیفۃ المسیح فرمارہے ہیں۔ خلیفہ و خلافت کے تحت ہزاروں مبلغین، معلمین اور مناد رات دن خدمت و اشاعت اسلام اور خدمت انسانیت میں سرگرم عمل ہیں ان میں اطاعتِ امام و اخلاص وعقیدت کی روح کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے یہ طبقہ قدوسیاں اپنے نیک کردار و نمونہ سے اہل دنیا کے قلوب جیت کر حقیقی اسلام کی طرف مائل کر رہے ہیں۔

خلافت کے زیر انتظام اخبارات، رسائل و کتب شائع ہو رہی ہیں۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل رات دن اسلامی تعلیمات نشر کر رہا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ دنیا بھر میں صرف ایم ٹی اے ہی اکیلا مسلم چینل ہے جو اسلام کا داعی ہے۔ قرآن مجید اور احادیث کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہو رہے ہیں۔

حضرت بروز مصطفیٰ ﷺ کے دعویٰ ماموریت سے لیکر آج سوا سو سال تک بانیٔ احمدیت و احمدیت و قادیان کا نام قائم و دائم چلا آرہا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی قادیان احمدیت کے جانثاروں سے خالی نہیں ہوا۔

خدا کا خوف رکھنے والے نیک فطرت انسان ۱۹۴۷ کے خونی دور میں قادیان میں اسلام کا پرچم لہرانے والے درویشوں کی جانثاری کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ

بیچ دریا بھنور میں تھی کشتی نوح قادیان
ناخدا چپو نہ تھا اور نہ ہی کوئی بادباں
اِک کرشمہ ہی تو تھا ان کی دعاؤں کا اثر
منزل پہ کشتی لے گئے انصار مہدی قادیاں

جماعت احمدیہ کی بنیاد ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ میں رکھی گئی تھی۔ آج جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اس پر سورج غروب نہیں ہوتا۔

المختصر: ’’خدا سے ڈرنا چاہئے وہ بڑا قادر مطلق ہے جھوٹے کو بہت سزا دے گا (لیکھرام)

خاکستر لیکھرام کو آندھی اڑا کے لے گئی
نام و نشان مٹا دیا۔ اس قادرِ بے نیاز نے

پنڈت لیکھرام خود ساختہ کل یگی پیغمبر کا انجام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’ترے احساں میرے سر پر ہیں بھارے
چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گڑھے میں تونے سب دشمن اتارے
ہمارے کر دیئے اونچے منارے

’’میں کیونکر گن سکوں تیرے یہ انعام
کہاں ممکن ہے تیرے فضلوں کا ارقام
ہر ایک نعمت سے تونے بھر دیا جام
ہر اک دشمن کیا مردود و ناکام

آج دنیا اس بات کا مشاہدہ خود کر رہی ہے کہ خدا تعالیٰ سچے کلکی اوتار احمد علیہ السلام کا انجام کیا ہوا اور آپ کے بالمقابل آنے والے ملہم کا دعویٰ کرنے والے پنڈت لیکھرام کا انجام کیا ہوا۔

❀❀❀

فرحت الٰہ دین صاحبہ مرحومہ اہلیہ حافظ محمد الٰہ دین کا ایک تبلیغی خط

مرسلہ: ڈاکٹر ظہیر علی صدیقی۔ امریکہ

محترمہ فرحت الٰہ دین صاحبہ مرحومہ کے زیرنظر مکتوب بتاریخ ۲۷ اپریل ۱۹۹۵ کی حیثیت تحقیقی اور ادبی اس لئے بھی ہے کہ موصوفہ نے راقم السطور کے احمدیت سے متعلق سوالات کا جواب مستند کتب کے حوالوں کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ فرحت الٰہ دین جناب حافظ صالح محمد الٰہ دین کی زوجہ، مولانا ذوالفقار علی خان گوہر ناظم اعلیٰ کی پوتی اور عبد المالک خاں کی صاحبزادی ہیں۔ فرحت الٰہ دین کی محترمہ والدہ کا نام سردار سلطانہ تھا۔

میں چونکہ ادب کا طالب علم ہوں۔ اس لئے مسلم اور غیر مسلم خواتین کی تحقیقی تحریریں میری نظر سے گذری ہیں۔ فرحت الٰہ دین کے مکتوب کی زبان، جملوں کا ربط انشا کی شان اور تحریر میں جس استدلالی انداز کو روا رکھا گیا ہے اس کی روشنی میں میرا دعویٰ یہ ہے کہ فرحت الٰہ دین صاحبہ اگر ادب کی کسی صنف میں طبع آزمائی کرتیں تو ادب کی صفِ اوّل کی مصنفہ ہوتیں ۔ لیکن قدرت کو ان سے دعوۃ اور راہِ مستقیم کی تبلیغ کا کام لینا تھا۔ وہ انہوں نے تاحیات کیا۔ فرحت الٰہ دین کا وصال ۱۰ جون ۲۰۰۲ء کو ہوگیا۔ خدا ان کے درجات کو جنت الفردوس میں بلند فرمائے آمین۔

اس خط کے حوالے سے قارئین سے میری گزارش یہ تھی کہ خط کی حیثیت دوسری تحریروں سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ دوسری تحریریں سوچ سمجھ کر اور ذہن کو یکسو کر کے لکھی جاتی ہیں۔ دوبارہ پڑھی بھی جاتی ہیں کبھی کبھی اصلاح بھی کی جاتی ہے اور تحریر کنندہ کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ اسے مختلف مکتبہ فکر کے حضرات پڑھیں گے۔ لیکن مکتوب مکتوب، نگار اور مکتوب الیہ کے درمیان ایک گفتگو ہے ۔ اس لئے طرفین کے رشتوں کو جہاں یہ تحریر بتاتی ہے وہاں اس کی نفسیات یہ ہے کہ یہ قلم برداشتہ لکھی جاتی ہے اور اس تحریر میں تحریر کنندہ کی علمی حیثیت، تحریر کا ربط اور جملوں کی ساخت اس کی علمی حیثیت کا مقام متعین کرنے میں مدد دیتی ہے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اس روشنی میں اس خط کو ملاحظہ فرمائیں۔ شکریہ۔

❁❁❁

محترم ظہیر بھائی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا کافی پرانا مکتوب زیر نظر ہے۔ جس میں آپ نے بعض سوالات پوچھے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ان سوالوں کے جواب لکھ رہی ہوں آپ لکھتے ہیں کہ ''مہدی علیہ السلام کے بارے میں نظریہ ہے کہ وہ نبی ہیں۔ اثنائے عشری امام کہتے ہیں ۔ آپ کے خط سے ذہن خلیفہ کی طرف جاتا ہے کیا نبی امام اور خلیفہ برابر کے درجات ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد علیہ رحمۃ کو نبی تسلیم کرنا اور خلیفہ ماننا ان دونوں باتوں میں تو فرق ہوا....... لیکن نبوت تو بالکل علیحدہ چیز ہے...... میرا جواب حسب ذیل ہے:

حدیث کی کتاب مسند احمد بن حنبل (جلد ۵ صفحہ ۴۰۴) میں لکھا ہے میں صرف ترجمہ پیش کرتی ہوں۔ یعنی اے مسلمانوتم میں یہ نبوت کا دور اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ خدا چاہے گا کہ وہ قائم رہے۔ اور پھر یہ دور ختم ہو جائے گا اس کے بعد خلافت کا دور آئے گا جو نبوت کے طور پر قائم ہوگی (اور گویا اس کا تتمہ ہوگی) اور پھر کچھ وقت کے بعد یہ خلافت بھی اُٹھ جائے گی۔ اس کے بعد کاٹنے والی (یعنی لوگوں پر ظلم کرنے والی) بادشاہت کا دور آئے گا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ دور بھی ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد جبری دور حکومت آئے گا جو خواہ ظلم کے طریق سے اجتناب کرے مگر وہ جمہوریت کے اُصول کے خلاف ہوگی۔ اور پھر اس رنگ کی حکومت بھی اُٹھ جائے گی۔ اس کے بعد پھر دوبارہ خلافت کا دور آئے گا جو ابتدائی دور کی طرح نبوت کے طریق پر قائم ہوگی۔ اس کے بعد راوی کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے۔

ہمارے پیارے آقا آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث اسلام کے زمانے کے مختلف ادوار کا خلاصہ پیش کر رہی ہے۔ یعنی یہ کہ سب سے پہلے نبوت کا دور ہے جو گویا اس سارے نظام کا مرکزی نقطہ ہے ۔ اس کے بعد خلافت کا دور آئے گا مگر خلافت سے مراد عام خلافت نہیں ہے۔ جس میں کہ سینہ زوری سے بعض اوقات جابر حکمرانوں کا نام بھی خلیفہ رکھ دیا جاتا ہے بلکہ خلافت علیٰ منہاج نبوت ہے یعنی وہ خلافت جو ایک سچے نبی کے بعد اس کے کام کی تکمیل کیلئے خدا کی طرف سے قائم کی جاتی ہے جیسا کہ خلافت راشدہ کا زمانہ گذرا۔ اس کے بعد آپؐ نے ملکاً عاضاً کا دور بیان فرمایا ہے جو کاٹنے والا اور ظلم ڈھانے والا تھا۔ یہ وہ دور تھا جس میں حضرت رسول پاک ﷺ کے جگر گوشہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور خاندانِ نبوت کے کئی دوسرے مقدس افراد ظلم کا شکار ہو گئے۔ اس کے بعد حدیث میں ملکاً جبریۃً کا دور بیان کیا گیا یعنی جبری اور استبدادی رنگ کی حکومت اس کے بعد آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر دوبارہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا دور قائم ہو جائے گا جس طرح اسلام کے آغاز میں ہوا اسی طرح آخری زمانہ میں دوبارہ اسی رنگ میں خلافت قائم ہوگی یعنی آنحضرت ﷺ کے خادموں میں سے ایک ظلی نبی مبعوث ہوگا اور اس کے قدموں پر دوبارہ خلافت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اور یہ دور وہی ہے جو اب خدا کے فضل سے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعثت کے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ کی حدیث کے بین السطور یہ الفاظ لکھے ہیں:۔

''یعنی یہ بات ظاہر ہے کہ خلافت کے اس دوسرے دور سے مسیح اور مہدی کا زمانہ مراد ہے''

اور یہ مسیح اور مہدی کوئی دو الگ وجود نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی ہم لوگ نبی مسیح موعود اور مہدی مانتے ہیں۔

ابو داؤد کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنے والے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا گیا ہے۔ سورہ صٓ کے دوسرے رکوع میں ہے یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض۔

اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ سورۃ بقرہ کے پندرھویں رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

قال انی جاعلک للناس اماما

میں یقیناً تجھے لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں۔

اب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امتی نبی مانتے ہیں ان معنوں میں کہ آپ نے آنحضرتؐ کی سچی تابعداری اور کامل اطاعت اور عشق رسولؐ میں فنا ہو کر یہ شرف پایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی الٰہی اور امور غیبیہ سے وافر حصہ عطا فرمایا۔ پھر آپ وقت کے امام ہیں یعنی انتہائی ضلالت و گمراہی کے دور میں لوگوں کی رہنمائی کیلئے مبعوث ہوئے۔ پھر خلیفہ ان معنوں میں کہ آپ ہی آنحضرت ﷺ کے سچے جانشین ہیں اور قرون اولیٰ کے زمانے کو قرون آخر سے ملانے والے ہیں۔ آپ وہ مہدی ہیں جن کو ہمارے پیارے آقا آنحضرت ﷺ نے ہمارے مہدی کہکر پکارا اور اپنا سلام پہنچایا۔ امت میں صرف دو وجود ہیں جن کو حضور صلعم نے اپنا سلام پہنچایا۔ ایک حضرت امام مہدی کو دوسرے حضرت اویس قرنی کو جو یمن کے رہنے والے تھے۔ اور اپنی بوڑھی ماں کی خدمت میں مصروف رہنے کے باعث حضور صلعم کی ملاقات سے بہرہ ور نہ ہوسکے۔ یہ بہت بڑا اعزاز تھا جو حضرت اویس قرنیؓ کو حاصل ہوا اور اسی طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام کو نبی، امام مہدی ان درجات کو سمجھنے کیلئے مزید تفصیل آپ ان دو کتب سے دیکھ سکتے ہیں جو میں آپ کی خدمت میں بھجوا رہی ہوں یہ ہیں۔

ا۔ عقائد احمدیت اور (۲) خاتم النبیین ﷺ اور بزرگان اُمت عقائد احمدیت صفحہ

(بقیہ صفحہ ۳۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان